

عالمی شہرت کی پوری
راہ

مولانا سید امجد علی

پیشکش کنندہ مولانا سید امجد علی

حالات مجدداً مایستحاضراً اماوا هاست

الشاه احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

الحمد لله عليه حضرت

تالیف الطیف

حضرت مولانا محمد صابر القادری الرضوی الشیر البستوی امت بکرۃ

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ — لاہور

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۱	ذہانت	۸۱	۳۱	علمائے مکرعظ کی نظر میں	۱۳۷
۳۲	مسلمانوں سے محبت اور	۸۳	۳۲	علمائے مدینہؓ دور کی نظر میں	۱۳۷
۳۳	دشمنان اسلام سے عداوت	۸۷	۳۳	آپ کے خلفائے کرامؓ کو آپ کی	۱۳۷
۳۴	عزیز زندگی	۸۹	۳۴	کتاب و سنت اور کی روشنی میں	۱۳۷
۳۵	خوش طبعی اور ادبی لطیفے	۹۵	۳۵	اکابر اسلام کی نظر میں ہیں	۱۳۷
۳۶	قرآن مجید کا ترجمہ	۱۰۰	۳۶	عجاوین و معجزات گراماں	۱۳۷
۳۷	تفسیر کلام حمید	۱۰۱	۳۷	مجدد اعظم	۱۳۷
۳۸	حفظ قرآن کریم	۱۰۱	۳۸	نیر جلال	۱۳۷
۳۹	وعظ و تقریر	۱۰۲	۳۹	ایک بدیع خط	۱۳۷
۴۰	وصال	۱۰۲	۴۰	مجدد مائتہ حاضر و امام مہر	۱۳۷
۴۱	بارگاہ نبویؐ میں آپ کی تجلیات	۱۰۲	۴۱	مجدد اعظم امام اہل سن	۱۳۷

اپنی باتیں

کتب اعلیٰ حضرت بریلوی، پہلی بار پاکستان میں زیر طبع سے آراستہ ہو کر آپ تک پہنچ رہی ہے۔ اس کا پہلا ایڈیشن "مہدق اسلام" ہاشم تاربینی "اموال گرامی مہدق اعظم" مکتبہ امجدی پبلیکیشنز بازار گوندھ پورہ پٹی اندیا نے شائع کیا۔ کتاب کے مولف جناب مولانا محمد صابر مسیح بٹولی صاحب دامت برکاتہ ہندوستان کے ممتاز سنی عالم دین ہیں۔ وہ دارالعلوم فیض الرسول براؤن شریف انڈیا میں مدرس علوم دینیہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم ابرکت سے خاص عقیدت رکھتے ہیں۔ کتاب کے تالیف کے وقت ان کے ذہن میں پرمیال تھا کہ فاضل بریلوی کی زندگی کے مختصر واقعات جمع کر دیئے جائیں تاکہ عام سنی اپنے مسن اور امام کی زندگی کا ایک صحیح تصور ذہن نشین کر سکیں۔ ان کی یہ کوشش بڑی کامیاب رہی۔ عام افسانوں میں لکھا ہوا یہ کتابچہ پاک و ہند کے عقیدت مند سنیوں کے ہاں بڑا مقبول ہوا۔ پاکستان میں جن جن علماء نے اس کے نسخے منگائے اسے اپنے ذاتی کتاب خانوں کی زینت بنایا۔

اس کتاب کی تصویت کے پیش نظر ہمارے لائق صدقہ افاضل دوست

جناب مولانا محمد منشا انانیش صاحب قسوری کی یاد و حق کو اسے مکتبہ تجویدی ٹرانی
میں چھپوا کر پاکستانی قارئین کے لئے عام کرے۔ جناب انانیش قسوری کو اعلیٰ حضرت
سے جو اہل ہذا عشق ہے اس کا تعارف تھا کہ ان کی آواز کو کسی صورت بھی نظر انداز نہ کیا
جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ چند مستحق ہیں کہ کتب کا پہلا ایڈیشن بھی آپ ہی کی تحریک
سے زور ملتے ہے آراستہ ہوا تھا اور آپ کی فطرت نہ تھریک ہی پاکستان میں وجہ
طباعت نقش ثانی بنی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی پر ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے
پاک و ہند کے سستی سواد فکر کے تقابلیہ و نظریات کو علمی رنگ میں پیش کر کے
عظیم الشان کام کیا ہے۔ انہوں نے جو کچھ اس علوم پر تقریباً گیارہ سو کتابیں لکھیں اور
ذیل اسلام کے اہل علم سے خراج عقیدت وصول کیا۔ ان کی جو تقریریں آج تک
ہمارے سامنے آئی ہیں ان میں عشق رسول کی پاکشیں اور فطرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وسلم کا تحفظ پایا جاتا ہے۔ ان کی مطبوعہ کتابوں میں اکثر کاموں کا موضوع ان منصفیہ کی
تحریروں کا محاسبہ تھا جنہوں نے دلسترانہ دانشمندانہ طور پر اس کتاب صلی اللہ
علیہ وسلم کی عظمت کو گھٹانے کی کوشش کی۔ اعلیٰ حضرت نے ان لوگوں
کو پہلے تسلیم کیا کہ ان کی تحریروں سے جو نتائج مرتب ہوں گے وہ اسلامی عقاید
کے لئے مہلک ہوں گے۔ لیکن جب ان لوگوں نے اپنی ان گستاخانہ تحریروں پر
اصرار کیا اور ان کی لکڑی برقی پندرہ گروہیں جمع کئے پراکھارہ ہوئیں تو پھر
ملت اسلامیہ کو ان کے مذہب و اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے اقدام کرنا نہایت

مردی تھا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے علمی جانشینوں نے ایسی کتابوں کو
تالیف کیا مگر ان کی ضخیم اور مبسوط کتابیں ابھی تک مسودات کی شکل میں محفوظ
نہیں ہیں۔ اس شخص ہم ان علمی ذخائر کو میں علم دنیا میں لا سکتے۔

تو نظر کیا اب اعلیٰ حضرت بریلوی کے زندگی کے حالات کی مختصر مہیکیاں
ہیں جو قارئین کے حاشیہ نگار کا نور بن رہی ہیں اور اعلیٰ حضرت سے عقیدت
رکھنے والوں کے دلوں کا سرور ثابت ہو رہا ہے۔ جیسے امید ہے کہ ہمدانی کی شورش
ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ جائے تو بہت حاصل کسے گی جو آج تک اعلیٰ حضرت
کی جلد شخصیت سے متعارف نہیں ہیں۔

اراکین مکتبہ تجویدی

حرف اول

جو مذہب قوم اپنے دین و مذہب کے عظیم المرتبت رہنماؤں و جلیل القدر پیشواؤں کے اصول اور ان کے بتائے ہوئے مذہب و آفت کے پیش ہوا و گراں پایہ علمی و جاہلادان اور ان کی بے پناہ جدوجہد و انھماک و مشقتوں کے ثمرات دین و دنیا کے انمول مایوں کو ضائع کرے تو کچھ پیچھے اس کی تباہی قریب ہے اور اس قوم کا مذہب ہی شہرہ و رُخ و قلی اساس و اُٹل ہو چکا ہے اور اس نے اپنے عروج و ترقی کی راہوں میں کلٹے بوندے ہیں جن پر سے سگزرنا ہر شخص کا کام نہیں۔

تاریخ نگاری اور کسی کی سیرت و حالات زندگی پر قلم اٹھانا نہایت دشوار کام ہے اور اس صورت میں تو یہ کام اور بھی غریب و محنت شکن بن جاتا ہے جب مورخ صاحب حالات سے وابستہ ہو اور اسے حقیقت و حجت میں اپنا سب کچھ بھرتا ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ تاریخ نویس اپنے عظیم ہرگز و راہنما کی تاریخ ترتیب دیتے وقت اپنے دلی جذبات کو صاف فرطاس پر کھینچنے کی پوری پوری کوشش کرے گا اور اس کی دلی قنات ہوگی کہ ساری دنیا کے انسان اس کے محبوب رہبر کو اپنی آنکھوں میں بٹھالیں اور گوشہ دل میں اس کے لئے جذبہ عقیدت و احترام اپنی تمام رعنائیوں اور خوبیوں کے ساتھ جو جن ہو اور اس کی عمر و کس

منقبت

در شان حضور زبور مرشد برحق شیخ الاسلام و المسلمین
اعلمت انہم المحدثت مجدد دین و ملت فی حق اللہ تعالیٰ

اَیُّهَا الْبَصَرُ الْعَظِيمُ اَیُّهَا الْحَبْرُ الْعَلِیمُ
اَنْتَ کَلِمَةُ الْکَلِمِ فِی الْکُلِّ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضَا

اَنْتَ وَفَضْلُ کَسْمِ اَنْتَ وَفَضْلُ کَسْمِ
رُحْلَةُ قَسْمِ کَسْمِ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضَا

اَلنِّبَاۃُ وَکَلَّتْ یَکْفِیْنِیْ الْحُسْنَ الْخَامِثَةُ
اَنْتَ لِیْ نُوْرٌ اَیُّوْرُیْ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضَا

اَنْتَ مَا وُلْنَا الْفَیْضِ اَنْتَ مَلْبُوْنَا الْفَیْضِ
اَنْتَ مَوْلَانَا الْکَوْنِیْمُ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضَا

اَنْتَ کَنْزِیْ لِیْ مَوْنِیْ اَنْتَ دُخْرِیْ فِیْ عَرْدِیْ

اَنْتَ مَوْنِیْ اَنْتَ عَلِیْیْ سَیِّدِیْ اَحْمَدُ رَضَا

ہر ہر پہلو پر اعتراف کرتے ہوتے اس کے حالات کے ساتھ براقتہ کرتے اور اس کا ہم ذرا ہم خیال دہم آہنگ ہو جاتے۔

مجددِ مائتہ سوا عشرہ ٹوچ ملت طاہرہ سیدنا ابیہ حضرت امام ابیہ حضرت مولانا شاہ عبداللطیف محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ بریلوی قدس سرہ العزیز کی ناشائستگی کے ساتھ اگر میں اپنی انتہائی عقیدت و بے پناہ محبت و وابستگی کا دعویٰ کروں تو یہ تو کسی شخص پر احسان ہوا ابیہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلکہ دنیائے اسلام پر یہ ظاہر کرتا ہے کہ خوش قسمتی سے میرا نورِ ایمانی و بصیرت اسکا ہی قائم ہے ورنہ عام طور پر لوگ اسلام کو اس نگاہ سے نہیں دیکھتے جس نگاہ سے دیکھے جاتے تھے یعنی اس کے علاوہ موجودہ صدی کے اس مقدس امام و پیشوا کے ماننے والوں کی تعداد اتنی کم ہے اور دنیا کے اطراف اکناف میں اس کے دربار پر انوار سے فیض یافتہ سلسلوں کا شمار اس قدر ہے کہ اس المودۃ العظیمہ میں میرے دعوے کی آواز گم ہو کر رہ جائے گی اور یہ کوئی نئی وجہ خیر بات نہ ہوگی۔ ابیہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات شریف سے علوم و معارف کے پھوٹتے ہوئے چشموں اور محسوسات و دانش کے بستے ہونے والوں سے بالواسطہ یا بغیر واسطہ اپنی روحانی پیاس بجھانے والے طلبائے کرام و صوفیائے عظام اتنے ہیں کہ آپ ان کی فہرست بڑی مشکل سے تیار کر سکتے ہیں۔

سیدنا امام احمد رضا ابیہ حضرت فاضل بریلوی قدس اللہ اسرارہم کی ذاتِ گرامی کے مقلدین ان کے دھمال کے بعد سے اب تک ہند و پاک کے متعدد مذہبی مسائل و اخباروں میں بہت سے مضامین لکھے جا چکے ہیں لیکن کتابی شکل میں آپ کے حالات زندگی پر پیش اس وقت ہمارے سامنے چار کتابیں ہیں

حیات ابیہ حضرت و کمالات ابیہ حضرت، سوانح ابیہ حضرت امام احمد رضا اور سیرت ابیہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کتابوں نے مجھ کو مائتہ حاضرہ و مابعدہ فاضلہ و حق اللہ تعالیٰ علیہ کی با عظمت بیعتی کے تمام زندگی کے پہلوؤں پر روشنی ڈال دی ہے اور آپ کے ذاتی کمالات کو احسن طریقہ واضح کر دیا ہے۔ لیکن اس اعتراف کے ساتھ ساتھ جو بات لکھے عرض کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر دو کتابوں میں اپنی مختصات اور ہر ایک کے باعث خواہ اس سے لے کر عوام دولت مند سے لے کر غریب تک نہیں پہنچ سکتیں جس سے کتاب لکھنے کا ایک عظیم مقصد فوت ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ اس صورت میں ایک مالدار عقیدت مند تو حضور ابیہ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی سوانح عمری سے واقفیت تو حاصل کر سکتا ہے۔ مگر ایک فرد پر مشتمل طبقہ جس کا دل ابیہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت و محبت کے مقدس و متبرک جذبات سے بہرہ مند ہے وہ آپ کے حالات زندگی معلوم کر کے دل سترت و قلبی شادمانی نہیں پاسکتا۔ یہی ایک غلط فہمی جس نے مجھے ایک مختصر سوانح عمری کو مرتب کرنے پر مجبور کر دیا جو عام فہم بھی ہو اور اس میں اجمالی شکل میں حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی سوانح حیات بیان کر دی جائے اور کوشش کر کے اس کا ہر پہلو تفصیل رکھا جائے جسے ہر غریب و امیر عقیدت کیش حاصل کر کے اپنی بے قرار آنکھوں کی شکل اور مضطرب دل کے لئے سکون کا سامان ٹھہرا کر سکے۔

سیرت و تاریخ شکاری میں میری یہ اولین کوشش ہے اس لئے صاحبانِ علم و دانش سے بڑے مخلص گزارش ہے کہ اگر ان کی نگاہ میں کوئی چیز صحت کے

خلاف نظر آئے اور تاریخ نویسی کے معیار پر پوری دائرتی پر دس سے باجیر کو
 مطلع فرما دیں جسے نہایت سرت و فکر یہ کے ساتھ قبول کی جائے گی اور آج
 اٹھتے ہیں اس کا خاص طور پر لحاظ رکھا جائے گا۔

آخری سطروں میں ماکب ارض و سائرین و رحیم کی بارگاہ میں دست دعا
 ہوں کہ وہ اس کتاب کو ذریعہ اصلاح و ہدایت بنائے اور اسے قبولیت علقہ کا
 شرف بخشے۔ آمین یا رب العالمین بحرح حبیبک سید المرسلین علیہ و
 علیٰ آلہ و صحبہ اجمعین۔

فکسار

نسیم القادری الرضوی غفرلہ

ریڈیٹر فیض رسول، بھاؤں شریعت

۲۰ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ

تاثرات

از حضرت مولانا محمد منشا صاحب تاجکشی قصوری خطیب فرانسس ٹیڑیہ

اعلیٰ حضرت ظہیر البرکت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ میں اساطین
 علم و فن اور اکابر فنس و کمال کے مرکز تھے۔ برصغیر پاک و ہند کے علماء و تھانی نے
 آپ کے علم کا لوہا مانا، عرب و عجم کے مشائخ ربانی نے آپ کو محنت مرم مانا۔
 عالم اسلام میں آپ کا وجود اہل سنت و جماعت کی دلیل تھا اور اعتقاد ہی
 اور نظر ربانی طوفانوں میں آپ کی ذات مینا و نور تھی اور مسائل کے اختلاف میں
 آپ کا فیصلہ معیار حق مانا جاتا تھا۔

آپ کا زمانہ برصغیر کا زرخیز میں مسلمانوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ ہوا تھا
 زمانہ مانا جاتا ہے مسلمان سلطنت کا جاہ و ہلال دم توڑ چکا تھا۔ اسلامی تہذیب
 کا دامن تار و پود بچا تھا۔ انگریزی سامراج ملک میں اپنے بچے کاڑھ چکا تھا۔ آنا دلی
 وطن کا نام بیسے دے یا تختہ دار پر تھے یا سزا اٹھا لیان میں۔ حق گوئی پر پہرے
 تھے مصلحت ہوئی پر انعام کی بارشیں تھیں۔ اگرچہ اس وسیع ملک میں مختلف
 قومیں آباد تھیں مگر انگریزوں کا قیام برصغیر پر تھی۔ وہ مسلمان کی غیرت کو جاتا تھا

اور دینا تھا کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ میرا کل نہیں جائے۔ مسلمانوں میں سے بھی وہ
مسلمان جو دین پر تھوڑے چھوٹے کام کو بھروسہ کرنا شروع کر دیا تو مسلمان
ناموس رسالت پر جان دینے کا جذبہ رکھنا تھا جسے دین مسلمان اس کا
عاشق ہوتا تھا۔ بد اعتقاد مسلمان اس کا وظیفہ خوار تھا۔ وہ فاقہ کش
مسلمان سے مخالفت تھا اور اسے ٹوٹنا تھا کہ یہیں نام مسطقی پر مرنے والا
ایک دن طوفان نہیں جائے۔

اعلیٰ حضرت کو صرف اپنے وطن کی آزادی کے لئے ہی کام نہ کرنا تھا
بلکہ انہیں دین کی آزادی، اسلام کی آزادی، غفلت مصطفیٰ کی سر بندی
اور پھر محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلنشینی کے لئے جہاد کرنا تھا۔ وہ
جانتے تھے تمام رسول ہی محبت رسول کی نعمت مٹا کر سکتا ہے اور محبت رسول ہی
جہاد کی علامت ہوتی ہے اور جہاد جہاد ہی اسلام کی حفاظت کر سکتی ہے
اور اسلام کا جذبہ ہی آزادی وطن کی ضمانت دے سکتا ہے۔ وہ اٹھے
آگے بڑھے اور پہل کی مستعدی اور ہمالہ کی استقامت سے بد اعتقادوں کے
طوفانوں کے سامنے ٹوٹ گئے۔ وہ بت پرستوں اور مشرکوں کے لئے
خواجہ اجیری کی آواز بن گئے۔ وہ خدا اور بے دینوں کے لئے مجدد الف ثانی
کا نعرہ بن گئے۔ وہ فتنوں اور بغاوتوں کے لئے تیغ صدیقی کی
دھار بنے اور پھر گستاخان رسول اور شائقان مصطفیٰ کے لئے توڑ دھنسا
جہاد کی چمک بنے۔

وہ دین کے شیرہ کی مار ہے کہ قتل کے سینہ میں غار ہے۔

ان کی زندگی میں ایک وقت ایسا بھی آیا کہ غفلت رسول اللہ پر بڑی دیدہ دلیری سے
گفتگو ہونے لگی، ایسا کلام اور اولیاء اہل عام کی شان میں ہے یا نہ جھلے ہوئے گئے خدا کا
کو منافق جان بچو بعض سے بے علم اور اپنے جیسا معمولی انسان کہا جانے لگا۔ بعض
زبان دانا تو جوں کے خلاف قرآنی آیات کو ادباً، لفظ پر چپا کر کہنے لگے۔ پھر مشرکین اور
دشمنان خدا کے ہاں یہ آیات کو انبیاء علیہم السلام پر وارد کیا جانے لگا۔ نوبت یہاں تک پہنچی
کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جان دودھ کر مٹی چھنے والا اور آپ کے روزِ اہل کو صلیم اکبر
کو نہ خیر کی اوقات کو امام اور آپ کی حیات طیبہ اور سیلاب مبارک کی محاسن کو کھینچنے کے جہنم میں
تشبیہ دی جانے لگی، ان حالات میں اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ عیش رسول کا جہاد
انہیں نے لٹکا رہے تھے آگے بڑھے اور رجحان بنے ہوئے گئے کہ

اور تم پر میرے آقا کی غایت نہ سی

جہاد اکبر چھانے کا صبا احسان کیا

وہ ہر موقع پر لڑتے اور ہر اہل خلاف ہٹتے۔ ہر بدعتی کی پرستی کو گرسے۔ ہر گستاخ
رسول پر ہاتھ بڑھنے کو ٹھٹھٹے۔ ان کے قلم کے فتنے باطل کے سینہ پر کھینچ کر دیا۔ ان کی
زبان سے وادی جہاد و جہاد بنیں زلزلہ برپا کر دیا اور ان کی تحریروں نے آجنگ گستاخان
رسول کے منہ پر ہوس ثبت کر دیں۔

وہ اپنے کردار کی برہنہ میں غفلت رسول کے تلوار کے پاس بن تھے ناموس مصطفیٰ کے
نفاذ تھے۔ شان رسول پر سناہن کے حملوں کے سامنے میسر ملائی ہوئی دیوار تھے اور پھر وہ
باطن تحریروں کے شوشوں کے واقف تھے۔ انہیں اس سخت کام کیلئے محسوس و عطا سو
نیا پڑا۔ انہیں بدعتیہ مصنفین کی قلم کا تتر مشن جہاد قرار نہیں جانا بلکہ تاریخ نگاروں

کے طعنوں کا نشانہ بننا پڑا مگر وہ عشق رسول کے نشے میں مرشار مسلولہ و مسموم کی بدھنیں برساتے گئے۔ وہ مقام رسول کی سرفرازی کے لئے دلائل کے انبار ڈالنے لگے۔ وہ کتاب و سنت کی ترجمانی کیلئے ہر ایک کی تنقید کا ہدف بن گئے۔ وہ اہلسنت کی اقتدار اور نظریاتی مشورہ دہانی کیلئے سیکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں لکھتے گئے۔ انہوں نے اپنے تجدیدی کارناموں سے شکست خوردہ مسلمانوں کو پیکر محبت بنادیا، یا یوس اور بدول اسلاف کو جناب رسالت پاک پر عشق وے کر زندہ رہنے کے قابل بنادیا۔ انہوں نے تھکے اور ہارے قائلوں کو نئی زندگی دیکر مصطفیٰ مہمانِ رحمت پر لاکھوں سلام کیا اور گولے کے لائق بنادیا۔

اعلیٰ حضرت آسمان علم کی بلندیوں پر آفتاب بن کر چمکے۔ ان کی روشنی سے ظلمی نہیں دہلائے عرب بھی روشن ہو گئی سال کے نمودوں نے فیض بہانِ مصر سے وارثینِ حاصل کی۔ ان کی نظریاتی تحریروں نے علماء و مجاز سے خلیجِ قابلیت وصول کیا، انکی تفسیر نے مفسرین کی لشریح کے مقابلہ میں ممتاز مقام پایا۔ انکی حدیث جنس نے محدثین کے رُوح کو شاد کر دیا، انکے فقہی استنباط نے فقہاء عصر کے لئے نئی راہیں کھول دیں۔ انکی دینی خدمات نے دو نامہ گان باوجود مذہب کو ایمانی قوت بخش کر جمعِ خلافت بنادیا۔

ان اوصاف کے باوجود وہ فیروں کی نظروں میں خادین کرکھلے۔ وہ آئندہ رسول پر بہرہ دیتے ہوئے معاندین کا نشانہ بن گئے۔ وہ طفلانِ دیوبند کی سنگ بازی کی زد میں رہے اور اب تک ہیں۔ گستاخانِ رسول نے ان کی محبت رسول کا انہیں یہ صلہ دیا کہ انہیں جہنمِ مشرک، تبرہ پست، فخر باز اور دروڈیہ کا مقامات سے نوازا گیا۔

ماہیم و کلمے عشق بزرگوارانِ عالمیت

یاد رب دریں مقام وہی استغاثت

نظریاتی تحریروں کا جائزہ لینے والے ایک محقق نے لکھا ہے کہ اصنافِ دیوبند نے

اعلیٰ حضرت برہنہ کی گواہیاں دینے کے لئے جتنے کاغذ کاٹے گئے ہیں اگر اتنے صفحات اور حشرِ اصل کا بغیر مسدود و روپاک لکھنے میں وقت کر دیتے تو شاید ان کے خافوادے کے سارے زبان و دلائل کی گستاخوں کی سیبا و ہیماں و اصل عباتی حضور کے دربار میں تو خون کے پار سے جب قصب و چرخہ کو حاضر ہوئے تو رحمتِ عالم سے اپنی چادریں بھی منایت کیں اور بخشش کے قیامے بھی لکھنے۔ اعلیٰ حضرت برہنہ کا گت اور کیا تھا؟ انہیں کس جہم کی پاداش میں منقل میں کھڑا کیا جاتا رہا اور انہیں کس گستاخی پر گایوں سے نوازا جاتا رہا۔

جرمِ نکرہ ایم کے را گشتہ ایم

جرمِ پہن سنت عاشقِ روئے را گشتہ ایم

ابو مسلم اپنے مشاہیر کی زندگی پر گستاخیں لکھ کر ان کے کارناموں کو اجاگر کرتے ہیں۔ اہل ذوق اپنے اسلاف کے اوصاف پر تصانیف لاکر ان کا نام روشن کرتے ہیں۔ تذکرہ نگار اپنی مسلم سے اپنے مودعین کا تعارف کر کے انہیں زندہ جاوید کر دیتے ہیں اپنے بزرگوں کے رحمت سرا ان کی تعریف میں تائیدات لاکر انہیں زندگی جاوید بخش دیتے ہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت فاضل برہنہ و آئمہ علیہ کے ساتھ یہ عجیب سا معاملہ ہے کہ جیروں نے تو انہیں اپنی کتابوں میں مقرب کیا ہی تھا۔ اپنیوں نے بھی ان کی میرت یا حالات کو نفی النسل کے سلسلے پیش کیا۔ یہ بات رحم زمانہ کے پیش نظر قابلِ افسوس ضرور ہے مگر یہ متاثر مقام بھی اعلیٰ حضرت کو حاصل ہے کہ وہ اپنے جانشینوں کی تحریروں سے متعارف نہیں ہوئے۔ وہ اپنی قلم کی کتابوں سے زندہ نہیں ہوئے اور اپنے عقیدت مندوں کے تفسیروں سے محروم نہیں ہوئے۔ وہ اپنے سوانح نگاروں اور تذکرہ نویسوں کے قلم کے مروجہ منت نہیں ہوئے۔ ہاں ہاں وہ اپنے ہی قلم سے اس قدر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خلیہ مبارک علی حضرت میرزا

بتائی کہ میں آپ کا رنگ چمکے رنگی تھا۔ اتنے سے قطعاً تک مسلسل مختلفات شاد سے رنگ کی آب و تاب نہ کر رہی تھی چہرہ مبارک پر ہر چہرہ ہایت ناز و دسا سبھی بند پیشانی میں مبارک سائیت سنوای تھی ہر دو آنکھیں بہت سورت اور عورت تھیں نگاہ میں قدرت تیری تھی جو پٹھان قوم کی خاص علامت ہے۔ ہر دو ابرو کمان پرور کے پورے مصداق ہے۔ لاعری کے سب سے چہرہ میں گلازی نہ رہی تھی ٹکرائیں علامت سے قدرت رکھتی تھی کہ دیکھے والے کو اس لاسوئی احساس بھی نہ ہوتا تھا کیشتیار کی جگہ بہت مناسب تھیں۔ ذرا مٹی بڑی دھیرت گردار تھی سر مبارک پر یہ تھے جو کان کی رنگ تھے۔ سر مبارک پر ہمیشہ عطر بہدھا ہوتا تھا جس کے پیچھے دو بلی ٹوپی ضرور اوڑھتے تھے۔ آپ کا سینہ اوجو میں لاغری کے حب چوڑے محسوس ہوتا تھا گردن میں اور تھی اور سادہ تھی۔ جس سرداری کی علامت ہوتی ہے آپ کا قد میانہ تھا۔ ہر دو ٹھٹھ سے سو لے ہوئی لباس کے آپ پیچھے ہی کیڑے ریب تن فرماتے دیکھ کر میں نہ فی بھی اڑھا کرتے تھے مگر سیر کا ہی اونی چادر بہت پسند فرماتے تھے

اور وہ آپ کے تن مبارک پر بھی بھی خوب تھی آپ بچپن ہی میں کچھ روزہ گزارے رہے۔ پھر و سب نے آپ کو پھر یہ اور لائری دیکھا۔

آپ کا چوڑا برس کی عمر میں وہ دگر و لائق ہو جو آخر عمر تک باکھی کھی اس کے حدید دور سے بڑھاتے تھے۔ اسے اس امر میں خاص خاص خدا کی خاص علامت ہوتے ہیں۔ آپ کی آواز بہت بلند و اونچی دکان قدرت میں تھی آپ جب ادان دیتے تو سنے والے ہر تن گونج ہو جاتے تھے آپ کا وہی طرز پر قرآن پاک پڑھتے آپ کا طرز ادا عام حفاظ سے جدا تھا آپ نے ضا کا مخرج جیسا انا کی بڑے بڑے قاریوں کا یہ کہنا ہے کہ ضا کا مخرج ایسا صاف و مستر اور اگر کسی قاری کو دشا۔ اس طرح کی تحقیق میں آپ کا ایک رسالہ الجوامع الصاد عن صحن الضاد بار پھیکر ایک پیشانی میں ہو چکا ہے۔ آپ نے ہمیشہ ہندوستانی جو پنا چنے سلیم شاہی جو کہتے ہیں۔ آپ کی زبان میں نرم تھی کہ برابر کے آدمی کو بھی جلتا محسوس نہ ہوتا تھا

دعا گو۔ حسین رضا خاص ملکہ کا نکر ٹوکر۔ بریلی (۱۹۱۱)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَقَدْ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۚ إِنَّكَ خَلَقْتَهُنَّ فِي الْبَرِّ ۚ وَتَعْلَىٰ عِلِّيُّنَ ۚ إِنَّكَ خَلَقْتَهُنَّ فِي الْبَرِّ ۚ وَتَعْلَىٰ عِلِّيُّنَ ۚ إِنَّكَ خَلَقْتَهُنَّ فِي الْبَرِّ ۚ وَتَعْلَىٰ عِلِّيُّنَ ۚ

نسب نامہ

خاندانی بزرگوں کے حالات

صورت و طبع و عفت و عین احمد رضا ابن موسیٰ تقی علی خاں صاحب شان مولینا رضا علی خاں صاحب ابن مولینا صاحب کا علم علی خاں صاحب بن اعظم خاں صاحب بن مولینا سعادت یار خاں صاحب بن مولینا سید احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ ذریعہ الشرح حضرت عظمیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ

● مولینا سید احمد خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ قندھار کے سید اربعی کے پٹن کے سلاطین حیدر سے دار میں سلطان محمد نادر شاہ کے ہمارا لاہور آئے اور عزیز ترین اجداد سے لاہور کے پھر وہاں سے دہلی تشریف لائے اس وقت آپ "ستش ہزاری" عہد سے برحائز تھے اور "شیخ عمت تنگ" دربار و شاہی سے آپ کو خطاب ملا۔

● مولینا سعادت یار خاں صاحب علیہ الرحمہ کو حکمران مغلیہ کی طرف سے جنگ کی اہم سر کرنے کے لئے روپیلکھنڈ بھیجا گیا تھا جس کی نتیجہ میں آپ کو دہلی کا صوبہ دار بنانے کے لئے خزان شاهی آیا لیکن اس وقت آپ نہ بزرگ ہوئے، اور سفر آخرت کی تیاری تھی

● مولینا اعظم خاں صاحب حکومت کے ایک ممتاز عہدہ کے مالک تھے۔ دہلی میں روپیلکھنڈ، بزرگ دیا اعلیٰ کے عہدہ دار بن کر اقامت کریں ہوئے۔ آپ صاحب کرامت اور دلیات و انجاس تھے۔ مولینا شہ رضا علی خاں صاحب علیہ الرحمہ شہر لڑائے (راستہ مالک)

میں مولیٰ فیض الرحمن صاحب سے علوم و درسیہ حاصل کیے اور باطنیہ سال کی عمر میں سند فراغت سے سرفراز ہوئے آپ کے عہد واد علم پھول کی شہرت ہندوستان میں بہت دور دور تک پھیلی۔ خط ہری علی کاشمیر کے اوصاف آپ قدر و نفوت میں بھی کامل و پور رکھتے تھے۔ نصرت لارم، رُپیلکھنڈ اور حکم و تواضع عیسوی دولت ہے اس سے مال مال کیے گئے تھے۔ آپ کی دست گرامی سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئیں۔ مولینا علی جن کے نسلے مشہور ہیں وہ آپ ہی کے شاگرد ہیں

مولانا شاکر علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم حضرت مولانا رضا علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے علوم و فنیہ کا مروجہ باطنی ماسلے سے علوم و فنیہ میں آپ کا کوئی طبع و تخیل نہیں تھا اور علمی و ادبیات کا جو زبان اقدس سے فرما دیتے وہی سامنے آتا۔ ایسی سندھوں سے آپ کی نگاہوں پر سب کچھ روشن فرمایا تھا۔ رب اللہ لیں ان کی قوت کو اور سے نکور فرمادے اور ان پر ہی رسالہ خودی رحمت و امامت کی روش برائے حق آسمان ان کی فکر پہ شہنشاہی کہے

ذہب پر باد خدا و سر کس کا نام آیا کہ میری حق نے ہر مری ملک کے لئے حضور صمدنا و مرشد مرشدنا، علیہ خصوصیت مظلومہ الہیہ کہ محمد دین و رحمت موبینا شہادۃ محمد مصطفیٰ محمد احمد رضا صاحب صاحب فاضل بریلوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ

تشریف آوری کی بشارت

حضور کے والد ماجد صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کی پیدائش سے پہلے ایک عجیب خواب دیکھ جس سے آپ کی شہرت و خوشی کی انتہا نہ رہی اور اس کا سرور دل کو مسرور کرتا، مگر اس کا خیال آتے ہی آپ قشیش میں پڑ جاتے آپ نے اپنے والد ماجد مولانا رضا علی صاحب سے جواب بیان کیا

جس کی میر میں انھوں نے اوت و ادرا پاک "خوب مبارک ہے بشارت ہو کہ پروردگار نے دنیا کی قسمت سے ایک ایسا فرد عطا فرمایا کہ جس کا ہر کام کامی ہو گا۔ اس کی شہرت و نام و نسب میں پیشی ہو گی۔" مسطورہ یہی ان صاحب سے اسی شہرت و نام و نسب میں شریف لائے تو آپ کے والد صاحب آپ کو لے کر دیر رضا علی صاحب سے علیہ بعد کی حد میں خاصہ جو سے موسسات کیے گئے گویا نے درویش پیرا میلا عام ہو گا۔" عین کے والد محترم نے خوشگوار جواب دیا جس کی خبر یہ بھی کہ فرزند فاضل و عالم ہوا گا۔ چنانچہ دیکھتے ہی انھوں سے دیکھا کہ آپ کے کھ پری وہی علم و معرفت سے ماحول پہ چلی ہوئی ہمارے نام و نسب کا تکرار کیا جس پر کہیں۔ حق و بعد وقت کا نسب ٹھیک تھا اور اس کے اور کہیں سے صرف اپنی شریفی کی سر میں ہی نہیں بلکہ بعد و بعد و برون و افغانستان و غیرہ کا جتہ چپہ بعد نور بن گیا۔

ولادت پاک

شہر بریلی شریف میں درجہ اول منظر شہادت پروردگار نے وقت طہطہ ان "جون شہادت" کو آپ عالم ہستی میں جو دگرگوں حضور کا پیدائشی ہنگامی "محمد" ہے والدہ ماجدہ محبت و شفقت میں "محمّد میاں" والدہ ماجدہ دیگر عزا "احمد میاں" کے م سے یاد فرما کر نے کے بعد عزا

نے کہا کہ اسم شریف "محمد رضا" رکھ کر میری نام "پیشانی" ہے اور خود
 آپ سے اپنے نام کے اول میں عین الدین لکھنے کا التزام دیا تھا
 اور اسلامی دنیا میں آپ کو "عبدالمصطفیٰ" اور "فاضل ربوبی" کے
 ساتھ جبرہ و بید و احترام یاد کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ خوانی

آپ دنیا والوں کے سامنے حسن جنیت سے روزگار ہے اس کے پیش نظر
 حقیقت یہ ہے کہ عام العیب سے آپ کا سارک سیدہ علوم و معارف کا مجید
 دو زبان و داغ قلب و روح کو ایمان و یقین کے مقدس فکر و شعور اور پاکرہ
 اس میں اتمیت سے سرخرو فرمادیا تھا۔ لیکن چونکہ ہر انسان کا نام اسباب سے
 بھی کسی رنگی بیج سے دہلے منور ہوتا ہے اس لئے ظاہر علی حضرت یعنی قدر
 تقدیر کو بھی نام اسباب کی رموز پر چھپا ڈالا اور وہی اس شکل و شوکت
 کے ساتھ اسے بزرگوں کی تقدیریں دلچیز کر جیڑ کر رہ گئیں۔

آپ کی نامت و فراست کا یہ عالم تھا کہ ہر برس کی مختصر سی عربی میں عموماً
 دوسرے سچے آپ وجود سے بھی بغیر ہوتے میں قرآن مجید، خزائن کربیا۔

آپ کی دیکھ لکھنے والی کے وقت ایک ایسا دھندہ دغا سوا جس سے لوگوں کو
 دریا سے حیرت و استعجاب میں ڈال دیا۔ حضور کے استاد و محترم نے آپ کو
 بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھانے کے بعد اٹھ یا تا قہار پڑھاتے پڑھاتے
 جب لام اللہ رلا کی بوقت آئی تو آپ نے خاموشی اختیار فرما کر استاد نے

دو بارہ کہا کہ کہو یاں لام اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ یہ دونوں تو پڑھ چکے
 پھر دوبارہ کیوں۔ اس وقت آپ کے مددگار مولانا رضا علی صاحب
 قدس سرہ العزیز نے فرمایا "بیانات دکا کما" حضور نے ان کی طرقت
 حُرک جہ اللہ سے ہی راست ایمانی سے کھایا کہ بچے کو کسب ہے کہ یہ حرف شعر
 کا بیار ہے اب میں ایک عطا کرکے کیوں۔ اگر یہ بچے کی عمر کے
 اعتبار سے اس بار کو سکنت کرنا مناسب نہ تھا مگر حضرت مددگار صاحب
 فرمایا کہ یہ بچہ گئے ہیں کہ کتاب علم حکمت میں کوفت عام پڑھ رہے ہیں
 سب سے ابھی سے اسرار نکات کے پردے اس کی نگاہوں سے ہٹائے جائیں
 پانچ فرمایا "بٹ تھو" خیال بجاہ درست ہے لیکن پچھلے جو حرف الف پڑھ چکے
 پر وہ دراصل ہمزہ ہے اور یہ اللہ ہے لیکن الف ہمیشہ بکن ہوتا ہے در
 سکر کے ساتھ چونکہ ابتدا ممکن ہے اس لئے ایک حرف بی لام اس
 میں لاکر اس کی ادائیگی مقصود ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں کہا
 کوئی بھی حرف لام کافی تھا لام ہی کی یہ خصوصیت ہے تا تا دل
 اور ستین بھی شروع میں لکھتے تھے۔ جد اللہ علیہ الرحمہ نے تمنا دلوش
 نبوت میں آپ کو گھلے لگایا اور اس سے بہت سی اعطائیں دیں پھر فرمایا کہ
 لام اور الف میں صورت خاص نہایت ہے اور ظاہر گھنے میں بھی انور کی
 صورت ایک ہی ہے لا یا لا در سیرۃ میں ویر سے کہ لام کا قلب اللہ
 ہے اور اللہ کا قصب نام یحییٰ، اس کے بیچ میں اور وہ اس کے بیچ میں
 ظاہر بہ اللہ نے اس لام اللہ کو مرکب لانے کی وجہ بتائی مگر وہ پوچھنے

تو انہوں ہی باتوں میں سب کچھ بتا دیا اور اسرار و حقائق کے روز و رات کی اور بہت و دہاک کی صلاحیت و قابلیت اس وقت سے عطا فرمادی جس کا ترسب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ شریعت مطہرہ میں آپ اگر حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بعد میں تو طریقت میں جو برہنہ و ثبوت اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملین غدر یا بیگم۔ و صیح و صلاطہ عین میں بھی غدر کی رمان مبارک پر کیا حادثہ تو اس میں دعوئے آپ کو ہر عرض سے غلط رکھا۔ اور

• آپ نے کسی غلط بات کو کٹھن کر ٹھہرنے کی جس کے ثبوت میں اور واقعات و حقائق نہ تھے۔

• آپ کے امت و محترم کسی ایسا کو یہ میں اور دربار بنا رہے تھے اور آپ زیر پڑھتے تھے یہ کیفیت دیکھ کر حضور کے عدا مجد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اپنے پاس بلایا اور کلام مجید منکھ کر دیکھا تو اس میں کاتب کی غلطی سے اعراب غلط لکھا گیا تھا یعنی جو یہ خصوصیت علی حضرت علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے نکلتا تھا وہی صحیح اور مست تھا پھر عدا مجد نے آپ سے فرمایا کہ مولوی صاحب جس طرح بتاتے تھے اس طرح کیونچ نہیں پڑھتے تھے۔ عرض کی کہ میں ارادہ کرتا تھا کہ جس طرح بتاتے ہیں اسی کے مطابق پڑھوں مگر زبان پر قابو نہ پاتا تھا حضرت نے فرمایا "خوب" اور شکر اے ہوئے آپ کے سر پر دست شفقت پھیرا اور دعائیں دیں پھر ان مولوی صاحب سے فرمایا کہ یہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا اور اس غلطی کی تصحیح فرمادی۔

• ایک دن آپ کے استاد گرامی بچوں کو تعلیم دے رہے تھے کہ ایک مدرسے میں ساہوکار کیا استاد نے جواب میں فرمایا "جینے رہو" اس چھوڑا حشر جس نے اللہ تعالیٰ عزت سے فرمایا یہ تو جواب ہے "وہیکم مسلم" کہن پا ہے تھا آپ کے اس جذبہ انظار حق پر آپ کے استاد پھر سرور ہوئے اور آپ کو بڑی بڑی نیک و خدائوں سے نوازا۔

انہیں حواضر اہل حق گوئی و بیباکی

اشرف کے شیروں کو آتی نہیں رو باری

قربان جائے آپ کو سندس غریب میں سلام کا کتنا جنت عکس و نور

عقل و وفا ہے

معارف کا سند روح جن سے جس کے سینے میں

لہ مقبل ہو خیر البشر احمد رضا قلم ہو

ان دونوں واقعات کے علاوہ ابھی بہت سے ایسے واقعات ہیں جس سے آپ کو صدمہ ہو گیا تھا ہر جواب تھا "یونکہ آپ کہا میں اس وقت تک نہیں کہ وقت تشریف لائے تھے کہ آپ کے قتل کی خبر ملی تھی تو فی الواقع کارناموں سے دین حق کی مزیدیں سکھ و مضبوط پر جائیں سنت کی یہ نور میں یہ خود و ارتداد کے کائناتے لگ جوں میں امت اسلامیہ کی ایک بار پھر غیر تعلیم ہو۔ اور دوسروں جل جلالہ وصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ دار عیر کی آدر سے سادی کائنات کو بخشنے سے غیر اسلمہ مک آجیا ہو۔

ایمان و یقین کی منزل کی جانب صحیح و سہری ہو گرا اسی سند مقیم

کی بھرتی مونی فوت پر موت کی تاریکیاں چھا جائیں اور باطل کے گناہوں نے گھر و دسارین کے بسے دروں کے برابر چھ جائیں اسے کاشم غلاموں کو بھی آپ کے نسب میل احمدہ رفیع کے احترام کرنے کے لئے جرات ایمان نصیب ہو رہے

تھوڑے دنوں کے سرگرنے کو جی قائم غلامان شہ احمد رضا عباس یاروں شہ تقویٰ دیر سیر گامی ● آپ کی عمر شریف حکم بعض چار سال کی تھی ایک دو سنگدہ سے بہر شریف لائے تو آپ کے سامنے سے چہ بازی طوٹھیں گزریں محبت دیکھتے ہی آپ نے کرت کا امن چہ پر زں لیا یہ حالت دیکھ کر انہیں سے یک عمرت بولی "وہ یہاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک میں اور ستر کدوں دیا" آپ نے اسی عالم میں بغیرن کی طرف نگاہ ڈالے ہوئے رجستہ حب دیا "جب آنکھ ملکتی ہے تو دل ملکتا ہے اور جب دل ملکتا ہے تو ستر ملکتا ہے۔ آپ کے اس حافلہ جواب سے وہ ملکتے ہیں آگئی!

پہلی تقریر ● خدہ سار کی عمر شریف میں رنج لاؤں کے مبارک مینہ میں ممبر پر جلوہ افروز ہوئے اور ایک سمت ہنسے جس کے سامنے آپ نے پہلی تقریر فرمائی جس میں کم و بیش دو گھنٹہ علم و عرفان کے دریا بہتا سرور حاصل استرقاق فی علیہ وسلم کے ذکر و اذات کے بیان کی خوشبو سے ایک راز کو محسوس کیا سامعین آپ کے علوم و معارف سے لبریز بیان کو شکر و جہد میں آگئے اور قصہ پر حیرت میں گئے کہ ان کے سامنے ایک کسین بیچنے

دسی دانشمندی کی دو گراں ام باتیں بہان کیں جو پڑے پڑے صاحبان عقل و چش کے لئے یا علی حد شک ہیں جھقت ہے کہ رب الغلین ہے جس بندے کو اپنی معرفت کی دامت سے سرفراز کرنا چاہتا ہے اس کی حیات پاک کی ایک ایک گھڑی اور سر ہر ساعت میں مورد پر بہت دل و قوت دہا کے ظاہر ہیں انسانوں کے فہم و ادولک سے باہر ہوتے ہیں لیکن جن کو خداوند قدوس نے بصارت و بصیرت دونوں ہی کی روشنی عطا فرمائی ہے وہ حسب سمجھے ہیں کہ خاںسان خدا کے سینے علوم و معرفت کے لئے ہمیشہ کھلے رہے ہیں اور ان کے لئے چین، جوانی، بچھاؤ کوئی آذر کوئی راز نہ رکالت نہیں بن سکتا۔

روزہ کشائی کی تقریب میں ● رمضان شریف کا سبک مینہ ہے اور آپ کی دورہ کشائی کی تقریب ہے کائنات اقدس میں جہاں انظار کا اور قسم قسم کا سامان ہے ایک جگہ فیضیت پیسے جلنے کے لئے چمے ہوئے تھے وہاں کلافت ہے رحمت کی گری پڑ رہی ہے کہ آپ کے والد محترم آپ کو فیضی کے کرسے میں لے جاتے ہیں اور کمرہ ادر سے بند کر کے ایک پیارے آب کو دیتے ہیں کہ اسے کھا و عرص کرتے ہیں میرزا محمد رحمت کیسے کھاؤں آپ کے والد صاحب قبلہ نے فرمایا "بچہ کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے جو کھاؤ میں نے روزہ بند کر دیا ہے کسی کو خیر نہ ہوگی اور نہ کوئی دیکھ رہا ہے" آپ جواب دیتے ہیں کہ "بس کے علم سے روزہ رکھا ہے وہ خود دیکھ رہا ہے" یہ جواب سن کر حضور کے والد محترم کی آنکھوں

سود کا تار بند ہو گیا اور آپ کو گرد کے باہر سے آئے ۔۔

تعلیم کا شوق ● حصہ کو تفصیل علوم دینیہ کا ساریت ترقی تھا چنانچہ آپ کی دودھ مادہ علیہ الرحمہ میں فرمائی ہیں کہ بچہ جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ صدمے مادہ بچوں کی طرف نہیں منھی شمس میں مٹولی بھد کی دیر کے سوسے پر پڑھنے فشریف سے جاسنے محمد کے درمیں مایا سے نیار پیرہ نہ صاحب کے بچہ کے سے رنگ جانے شد ہی سے آپ کی دستاویز عالم تھا کہ ستاد سے بھی چو کھائی کتب سے رہا نہ پڑھی اور خیر کتاب خود لایا کر کے ات کو شاد دیا کرتے !

شاد سے حسب سلیق پڑھ کر لگ جوتے تو کتب کو دیکھ کر بکرتا دیکھ کر کو سینے ایک روز ستاد سے آپ سے درویش فرمایا کہ احمد میاں تو آدمی جو کہ جن کو کھوکھو بڑھ سے دیکھتی ہے غم کو دیکرتا دیکھیں گئی ۔

آپ سے میرن مشغب صاحب مرزا قادر بیگ صاحب سے بچیں ان کے ملا دو دیگر دسی کن ہیں اور دیانت کی تکمیل گھر ہی پر اپنے والد ماجد صاحب قبلہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کی ۔۔ !

دستار فضیلت و رافقہ کی ابتدا ● ۱۲ شعبان المکرم سنہ ۱۲۸۵ ہجری ۱۳۱۱ میں آپ نے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے ۔

کی دہ رضا صاحب کے ایک سئلہ کا جواب لکھ کر والد ماجد صاحب قبلہ کی دستاویز میں پیش کیا جواب اکل درست صحیح تھا آپ کے والد ماجد سے

آپ کے جواب سے آپ کی ذہانت و فراست کا مدد کر گیا اور اسی دن سے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد فرمایا اس سے پہلے آپ کی عمر نہایت کم تھی آپ نے ایک سئلہ فریق کا جواب تحریر فرمایا۔ لکھ کر والد ماجد ماجد ہر محاور میں شریعت فرماتے کہیں ۔ سے سوال آیا آپ سے اس کا جواب لکھ اور والد صاحب کی واپسی پر ان کو دکھایا جسے لکھ کر رت دھوا معلوم ہوتا ہے یہ سئلہ اتن میاں، المحضر حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے ان پر بھی لکھ چکا تھا محاسنی کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ ہمیں اس جیسا سئلہ کوئی بڑا لکھ کر دکھائے تو جائیں ۔۔ !

خدا داد علی قابلیت ● خان اس سال کی عمر میں آپ والد ماجد صاحب سے "مسلمہ الثبوت" پڑھ رہے تھے کہ

والد صاحب کا فکر کیا ہوا اعتراض اور اس کا جواب آپ کو نظر پڑا انھوں نے "مسلمہ الثبوت" پر کیا تھا حضور المحضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس اعتراض کو اور فرما کر متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ اس پر سر سے کوئی اعتراض ہی وارد نہ ہوتا تھا صاحب تعلیم دیتے وقت والد صاحب کی نگاہ عاشق پر پڑی تھی انھیں اس وجہ سے ہوتی کہ آپ کو لکھ کر سیر سے لگایا اور فرمایا "تم مجھ سے بڑھتے نہیں ہو بلکہ پڑھاتے ہو" ۔۔

شادی ● آپ کا نکاح صاحب شیخ فضل حسین صاحب کی صاحبزادی شادی ۱۲ شادی ۱۲۸۵ ہجری ۱۳۱۱ میں ہوا۔ شادی میں ہر دہائی مسنون کے لئے ایک مشرعی مولوی مکی مکان تو مکان آپ نے لڑکے واسے کے بیان بھی خبر

مجھ دی تھی کہ کوئی بات شریعت مطہرہ کے خلاف نہ ہو چنانچہ ان حضرات نے
خط سمر و رواج سے متعلقہ خط کی کرنگ ان کی دین داری اور اس شرع کے
قائل ہو گئے اور بڑی تشریف کی —

علماء حق ● حضرت مولانا علی قاسم صاحب کا ۲۴ م سن ۱۳۱۱ھ صاحب
دہ پور سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مولانا اوشا حسین
صاحب فہر دی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ پیش کیا جس پر بہت سے
علمائے کرام کی تہنید و تحفظ تھی حضرت نے فرمایا کہ کہیں وہی صاحب
ہیں ان کو دیدیے گئے جواب کہ وہ صاحب کرب میں گئے بعد ازیں
آکر عرض کیا کہ کرب میں مولوی صاحب نہیں ہیں فقط ایک صاحبزادہ
ہیں حضرت نے فرمایا انھیں کو دیدیے گئے وہ کہہ دیں گے، انھوں نے
عرض کیا حضرت میں تو آپ کا شہرہ سن کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ
آج کل وہی فتویٰ لکھا کرتے ہیں انھیں کو دیدیے گئے، آقا خاں صاحب نے
ایلیحضرت کو فتویٰ دیدیا حضور نے جو اس فتویٰ کو ملاحظہ فرمایا تو جواب دہت
رہا تھا آپ نے اس جواب کے خلاف جوابات حق تھے لکھ کر والدہ ماجدہ صاحبہ
کا خدمت میں پیش کیا انھوں نے اس کی تصدیق فرمادی وہ صاحب اس
فتویٰ کو کہہ کر واپس پھرتے اور نواب دہ پور نے اسے اذات تا آخر لکھا تو
بجیب اول مولانا اورت حسین صاحب کو لکھایا آپ تشریف لائے تو وہ فتویٰ
آپ کی خدمت میں پیش کیا مولانا نے حق گوئی و صدق پسندی ثابت
دیتے ہوئے صاف صاف ارشاد فرمایا کہ ”حقیقت میں یہی جواب صحیح ہے

جو بریل شریعت سے آیا ہے“ نواب صاحب نے کہا ”پھر اتنے علم و سائنس
آپ کے جو آپ کی تصدیق کس طرح کر دی؟“ مولانا نے فرمایا کہ تصدیق
کرنے والے حضرات نے مجھ پر میری تہمت کی وجہ سے اعتماد کیا، رزق حق
میں ہے جو انھوں نے لکھا ہے اس واقعہ سے پھر یہ معلوم کر کے آگے حضرت
کی عمر ۱۹۰۰ سال کی ہے نواب صاحب بخیر رہ گئے اور اس کو آپ کی
حالات کا شوق پیدا ہوا چنانچہ نواب صاحب نے ایلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو بلوایا اور حضور نے غرض نواب شیخ فاضل حسین کے ہمراہ دہ پور تشریف
لے گئے جس وقت آپ نواب کے پاس پہنچے اور نواب صاحب نے
آپ کی زیارت کی تو بہت متعجب ہوئے لیکن آپ کے علمی جادو جہاں کے
قائل ہو چکے تھے اس لیے آپ کے انتہائی اعزاز و اکرام میں چاندی کی
کرسی پیش کی آپ نے فوراً ارشاد فرمایا کہ مرو کہ سے چاندی کا استعمال
حرام ہے، اس جواب سے نواب صاحب کچھ حیف ہوئے، آپ کو اپنے
پرنگ پر جگہ دی اور آپ سے عایت لکھتے دست بستہ باتیں کرنے لگے اسی
اثناء میں نواب صاحب نے اپنا خیال ظاہر کیا کہ ”اے مولانا آپ فقہ
دینیات میں بہت کمال رکھتے ہیں بہتر ہو کہ مولانا جہد الحق صاحب خیر آبادی
سے منطق کی روپ کر کتابیں پڑھیں آپ نے جو ارشاد فرمایا اگر جناب
والدہ ماجدہ صاحب قبلہ نے اجازت عطا فرمائی تو تمہیں ارشاد کی جائے گی
تفاق کی بات کہ اسی عام میں جناب مولانا جہد الحق صاحب بھی تشریف
لے آئے، نواب صاحب نے ایلیحضرت کا ان سے تعارف کر دیا اور ان پر

ہوئی رہے صاحبزادی علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملا رہی تھی۔ اسی سے
 ہوا کہ کہ "محقق" نے کہا کہ "اب تک یہ بھی ہے" آپ سے جواب دیا
 "قاضی مبارک" یہ سنا کر غلام خیر آبادی سے آپ کو کہہ کر دیکھو آپ کی بات کو
 خالق نہیں کیا، روایت کیا کہ "تہ پڑھ چکے ہیں" جو حضرت عمرؓ سے
 لیکن آپ نے بھی ایسا جواب دیا کہ وہ خاموش ہی رہ گئے فرمایا "کیا آپ کے
 پاس تہ پڑھ" قاضی مبارک کے بعد پڑھ لی جاتی ہے، اس کے
 بعد موبین نے بھروسہ کیا کہ "ہاں" کہہ کر آپ کا کب شہر ہے؟
 فرمایا "تدریس، فناء، تصنیف" پھر پوچھا کس فن میں تصنیف کرتے ہیں؟
 جواب میں فرمایا "جس مسئلہ میں ضرورت دیکھی اور وہ دوسروں میں
 نہیں کر سکتا" خیر آبادی سے کہا آپ بھی روئے دہا سہ کرتے ہیں ایک وہ ہمارا
 ہوائی نہیں ہے کہ ہر وقت اسی خیال میں مبتلا رہتا ہے۔ علامہ کا یہ اشارہ
 مولینا شاہ عبدغفار برہنہ بولی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف تھا علامہ حضرت کی
 حمایت دین کے، اعلیٰ بڑی عزت و تکریم کرتے تھے اس خط کو سن کر آپ کو
 رنج ہو فرمایا کہ "جناب" وہاں یہ کاس سے پلاؤد آپ کے والد ماجد
 حضرت موبینا فضل حق صاحب خیر آبادی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے
 "تحقیق لغوی فی بطلان، لغوی" آپ کی وہ پہلی تصنیف ہے جو
 مودی، سماعی، لغوی کے رد میں لکھی گئی ہے، مولف بعد ازاں صاحب
 کہا کہ اگر میرے مقابل میں آپ کی ایسی حاضر جالی رہی تو مجھ سے بڑھنا
 نہیں جو سکتا، علامہ حضرت عظیم امیر کتب نے فرمایا کہ آپ کی بات کو سن کر

آپ شریعت کے نام و مجد دیکھتے تو دوسری طرف طریقہ معرفت کے
 اشاء بھی تھے۔

محبوب کو خوش کرنے کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو براہ راست محبوب کی
 خدمت سرائی جو دوسرے محبوب کے محبوب کی توجہ و توجہ نہ کی جائے۔
 تیسرے محبوب کے چہرہ پر نور و شمع کی خدمت اور بی بی کی جانے۔
 شہداء علیہ السلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے عشق و محبت و احترام و رضائے
 محبوب کے بے جنوں راست اختیار کیے۔ چنانچہ عرض کرتے ہیں کہ
 کرم حضرت کے نزدیک تو کچھ دینیں کہہ دھانے بھی ہو اگر حنا عرب
 دشمن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ
 خاک ہو جائیں بعد ازاں کریم قرعنا ہم میں جینکشم ہے ذکر نکالتے دیکھتے
 حضرت موبینا جامی عبدالرحمن اذکار فرماتے ہیں کہ
 نسبت خروگت کریم دوسرے منقسم زمانہ نسبت بگ گئے توشہ ہے الہی
 مگر علیہ السلام عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب العالمین
 ان کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت سرائی کرنے والوں کے
 دربار ایک کاسگ ہی بنا دے تو ان کے لیے بڑی دولت ہے اللہ تعالیٰ کی
 محبت مٹی اور مالک کو تین حضور رحمتہ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی
 ذات گرامی کے لیے ان کے دل و ادا میں کیسے کیسے تقدس نہایت تھے۔
 آپ صحت گوئی کے اندر ہمیشہ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقش قدم
 چلے اور محبت کی جہاد حضور نے دکھائی تھی اس کو نہایت ادب و احترام اور

میں نے پسے ہی سے فصد کر لیا ہے کہ ایسے شخص سے منظر ٹپھنی، پنہ علانی
اہلسنت کی توہین ہوگی۔

بیعت و ارادت • ۱۰۰ ہجری ۲۹۰ء کا واقعہ ہے کہ آپ
اور پھر کو روئے روئے سو گئے جواب میں حضرت
جدید علیہ السلام کی زیارت خسیب ہوئی، انھوں سے حضور کو ایک منہ دہی
عطا فرمائی اور کہا وہ شخص عنقریب کہنے والا ہے جو تمہارے دودلی کی دعا
کرے گا اسی کے وہ سر سے تیسرب ان حضرت علامہ عبد القدوس صاحب بدایہ
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بدایہ سے تشریف لائے اور آپ کو اپنے ہمراہ، ہرگز
نے گئے اور حضور سید شاہ اس رسول احمدی فدائے حقہ کی خدمت گرامی میں
حاضر ہوئے جنہوں نے ان حضرات کو دیکھتے ہی فرمایا "آئیے ہم تو کئی مذمت
انتظار کر رہے ہیں" پھر آپ کو فرمایا کیا انداز اسی وقت تمام سلسلوں کی مجازت
میں عطا فرمادی یعنی دولت عطا ہی محض دی، اور جو عطیات و تبرکات
سلف سے چلے آ رہے تھے وہ بھی عنایت فرمائے اور ایک صند دہی جو خلیفہ
کی صند دہی کسی جانی تھی دی اور ساتھ ہی ان دنوں کی، جارت بھی مرمت
فرمائی اس سے دیگر حاضرین مریضوں کو رشک ہوا عرض کی "حضور اس
بچے پر یکرم کیوں ہو؟" ارشاد فرمایا "اے لوگو تم" حمد رضا" کو کیا جاوے
فرما کر رونے لگے اور ارشاد فرمایا "قیامت کے دن رب تبارک و تعالیٰ
دل دفرمائے گا کہ کل رسول! تو دنیا سے کیا لایا؟ تو میں، حمد رضا کو
پیش کر دے گا" اور فرمایا کہ یہ چشمہ چراغ خاندان برکات میں لادے گا

تیار ہونا چاہئے یہ بالکل تیار آئے تھے، انھیں صرف نسبت کی ضرورت تھی۔

زیارت حرمین شریفین • آپ کے دل میں کبیرہ مظہر میں جبرساتی کا

کی حاضر کی ٹپ، ایک مدت سے ٹپکیاں لے رہی تھی جو حاضرین بارگاہ
دعوت سرکار عالی سے پوشیدہ نہیں تھی لیکن شفیق، آئی کہ آپ کی بی بی تنہا
مظاہرہ میں پوری ہوئی وہ اپنے والدین کریمین علیہم الرضوان کے ہمراہ
مذبح کعبہ و زیارت روضہ سرکار ہجرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے
حاضر ہوئے۔ آپ ان نفوس قدسیہ میں سے تھے جن کے قلوب عشق آئی
دار محبت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معمور و مہر بن رہتے تھے۔ خود ارشاد
فرماتے ہیں بحمد اللہ میری ولادت کی تاریخ آئی کریمہ اولیٰ اللہ تعالیٰ تعالیٰ
فی الخلیفۃ الیٰ نعمان و آیتہ کھڑے ہو چوئے "۔ وہ لوگ
ہیں جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے اور اپنی طرف
سے راجح تقدیر کے ذریعہ سے ان کی، و فرمائی۔ نیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
سب قلوب کے دو گڑھے کیے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر "لا اہل اللہ" اللہ
اور دوسرے پر "محمد رسول اللہ"۔ جل جلالہ و صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگا۔
حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقدس حیات کو محبت کی نگاہوں
سے دیکھنے کے بعد اندازہ ہوتا ہے کہ یوم ولادت سے حارہ زوفاں آپ کی
زندگی پاک کی ایک ایک نظری انداز اس کا ہر لمحہ حلقہ سرکار دہ عالم دہی
قدہ صل، اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عشق و محبت میں بسر ہوتا ہے اگر ایک طرف

بہت ہی غلیظ اسے ملے فروتے ہیں

جب آپ دیکھ سہ کے بھر دو حق میں تڑپ اُٹھتے ہیں اور عرب کے
بیابان کی خاک رائے آ رہی ہے تو اس طرح اٹھا دیتے ہیں کہ
اے دھیر خاک کو تم خاک نہ سمجھو اس خاک میں ہونے لگی ہے ہمارا
ہے خاک سے نصیر و ازاد تیر کو نہیں سمجھو اس خاک سے قبلہ ہے ہمارا
ہم خاک اُڑائیں گے حوروں کو خاک پائی

آہ و زحما جس پر مدینہ ہے ہمارا

محبت کہ بھی بے قراروں اور محنت کی حقیقتی کتابیں ہنس کر ضرور
رہتی ہیں۔ اور ہر رسالت میں آپ کی آہ و فغاں کو رسائی ملتی ہے لہذا
کا دریا ہے محبت جو جس میں سیما اپنے بچے محبت کو کہنے والے کو اپنی راگاہ میں
حاضر کی اجازت دیدی۔ کتنا مقدس مرقعہ آپ کا ہے۔ دل میں
کیسے کیسے پاکیزہ جذبات و احساسات کا دریا موجزن تھا اس کا حیات دور
نظارہ آپ کے شایریت پر ہے ہمارے محبت سے لبریز کلام میں کچھ نہ
یعنی شمال صبح میں غنہ جگر کی ہے کبھی کبھیں دلوں کی جو یہ کہ حرکت ہے
کھینچی ہوئی نظر میں دکھائی دیتی ہے کھینچی ہوئی جگر میں صد اکس حرکت ہے
مدینہ منورہ کی راہ وہاں کی مقدس خاک کے لیے آپ کے دل میں

کسی دیکھ لاپ و احترام ہے

اس بارہ مدینہ ہے خالص ذرا خاک
استرا کبر اپنے قدم اور یہ خاک پاک
اوپاؤں رکھنے والے پر جا چشم و سر کی ہے
حسرت کا لکڑ کو جہاں دھنچ سر کی ہے

ایک جگہ اور فرماتے ہیں کہ

حرکت زمیں ارقم کھ کے چلن اسے سر کا موقع ہے اور جانے دے
حضرت ربینا حسن رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جو آپ کے
راہ نصیر ہیں) اس کا بھی ایک شعر بیان پیش کر دیا فائدہ سے خالی نہ ہو گا
و صرف نے بھی اپنے نادر بیان میں کمال کر دیا ہے کہ

وہاں کے سنگینوں سے حسن کہا اصل کا نصیب

ہر آن کی دنگداری میں اس دو پتھر ہے بدشاں میں

عاشق مصطفیٰ علیہ السلام نے بے پناہ خود ساختہ سعید اور لمحہ
سبک بھی قریب آ گیا۔ اور نہایت خوش دست کے عالم میں سفر کا اہتمام
ہونے لگا آپ کے اس مقدس سفر کی اطلاع پا کر تمام عزیز و اقربا و اولیاء
محبت آپ سے وفات کی غرض سے آتے ہیں۔ اور بہت سے ہر کال کا
شرٹ حاصل کرنے کے لیے اپنا سامان سفر لیے درویش پر حاضر ہیں۔
اس سے فارغ ہونے کے بعد اپنے بہت سے محبت والوں کے ساتھ شیش
نہایت شریفانہ اور جس وقت آپ کی ٹرین لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل
ہونے کے لیے تھرک چلی تو عجیب ساں پیدا ہو گیا۔ کسی طرف سے
آہ و فغاں کی آواز بلند ہو رہی ہے۔ کوئی گریہ و زاری میں مصروف ہے۔
کسی کو آپ کی جدائی کا غم تر پار ہے کوئی آنکھوں ہی آنکھوں میں کچھ
اس قسم کا پیغام دے رہا ہے کہ

حضور پر شہر بھر دے جانے والے لیے جا بھاری نظر جانے والے

اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے واسطے سے کوئی مانگے والا ہے تو
موتے تودہ بے الحامیہ کی بارگاہ سے آمد و رفت کے ساتھ دایرے آئے گئے
اس لیے کہ مالک و ملک صرف اسی کی محمول بھرتا ہے جس کے ہمارے
حق پر حشر و صاف کے ساتھ حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
و بیرونِ شریعت کرتا ہوا حاضر ہو سہ

یہ ان کے واسطے کے خدو کھٹاکے عاقل و غافل جو جس بے لاس کی ہے
نہجہ پر کو غافل کر کے فرماتے ہیں کہ اسے بھی یہ تعریف ساری عبادت
و ربانیت کا زور و ذرہ ظرفیت و معرفت میں روح اسی وقت پڑ سکتی ہے جب
محبوب خدا سلطان ہر دوسرا علیہ التیجہ و العرش کی شیعہ عیسٰی تھارے دون
میں جھگڑا ہو گا۔۔۔ اور اگر تھارے یہ گناہ فاسد خیال باطل ہے کہ
ذکر آئی کو ذکر رسول سے جدا کر کے بھی ہم منہ پر مقصود نکال سکتے ہیں تو
"ہر جوڑ است و کمال است و جنوں" تھارے یہ ذکر نہ تو ذکر حق ہے اور
نہ خدا سے علی اس کو قبول ہی فرمائے گا۔ در یہ اس عہد و جاہ نشانی
اور سے لہذا عبادت و ربانیت سے رحمت و رحمت کی راہ ہی پیدا ہو سکتی ہے
بلکہ تم اپنی آنکھوں سے دیکھو گے کہ تھارے یہی عبادت و ربانیت تھارے
حق میں جنم کی گنجی ثابت ہوگی سہ

ذکر خدا جو ان سے جدا چاہا نہ ہو۔۔۔ اللہ ذکر حق نہیں کبھی مقرر کی ہے
جہاں باب نجدی کے اندر سے بجا رہو! اسما عیل دہلی کے ملاقات
نہیں پر خداوند ایک نظر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی

عمل زندگی کی طرف تھوڑے اور غور کرو کہ انھوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو یا ان اہل حق کی کس نگاہ سے دیکھا ہے۔
واقعات ۱۰ ہر سہ

و لای علی واری تیری نیند پر ماز اور وہ بھی عصر سب میں چوٹی غلطی ہے
صبرین کھار میں حال میں یہ چکے اور خطا جہاں تو جان فروش مرنے کی ہے
ثابت ہوا کہ جہد فریض فرار ہے
اصل و اصول بندگی اس تاجر کی ہے

اللہ اللہ وہ کتنی مبارک ساعت رہی ہوگی جب یہ عاشق صادق
نہجہ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ و رحمت میں حاضر ہوا ہوگا اور
دونوں عالم کے دانے اپنے محبوب سائل کے دامن کو گل مقصود سے جڑا
ہوگا۔۔۔ اس کیفیت احاطہ کا صحیح بخلاف وہی مبارک و مسعود
انسان کر سکتے ہیں جن کی اس منزل تک رہائی ہوئی ہو۔

یہ محبوب کائنات و فقر و جوارات علیہ التیجہ و العرش کی خالص و
پہ خالص محبت ہی کا ثمرہ تھا کہ حضور علیہ السلام رخصتی تھائی عہد کی
بارگاہ میں مکر حلقہ اور مدینہ طیبہ کے حلیل اللہ و علماء و مشائخ نے نہایت
دب و احترام کے ساتھ ہدیہ عقیدت پیش کیا اور آپ کو اپنا امام و پیشوا
تسبیح کیا۔

رب العالمین ہم غلاموں کو بھی زیارت حرمین طیبین کی سعادت عیب
کرے اور وہاں کے ہر ہر آدمہ کے لیے وہی بچی محبت اور دہ و احترام

عطا فرمائے جو عشاق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرحمت ہوا ہے ۔
(سین تم آئین بکرتہ ظہ و یسین)

دوسری بار حج و زیارت

آپ نے پہلا حج اپنے والدین (علیہما الرحمہ) کے ہمراہ کیا تھا جس کی واپسی پر تین روز طواف تہجد سے بعد بڑا تھا سب نے کھن پن لیے تھے مگر آپ نے سب کی بے چینی دیکھ کر فرمایا خدا کی قسم یہ حجاز مدد ہے گا اتنا فرمان تھا کہ چھ دن میں طواف ختم ہو گیا اور تمام مسافروں کو سکون حاصل ہوا ۔ اس کی بہت وہ تین شب و روز کی سخت خلیعت یاد تھی مکان میں قدم رکھتے ہی پہلا لفظ آپ نے فرمایا کہ حج درض اللہ تعالیٰ نے ادا کر دیا اب میری (زندگی تک دوبارہ) مادہ نہ کرنا ان کا یہ فرمان آپ کو یاد تھا مال باپ کی ممانعت پر حج نفل جائز نہیں ۔

۳۲۳ھ میں آپ کے برادر خمد جن ب نئے میاں حب اور غلبہ اکبر حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ حج کے لیے روانہ ہو گئے ۔ آپ کے دل میں یک بیک بھیجی پیدا ہوئی کہ اس سال ہم بھی حاضر ہاگاہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے اور والدہ اور اہل عرشون زیارت میں تک کہ عازکی روانگی کا وقت قریب آگیا آخر کار محبت کی کشش سے مجبور کیا عرب کے بعد ایک صاحب کوشش بھیجا کہ دس بجے کی ٹرین میں جاسے والی مسکنہ کلاس ریزہ وکرائیں ۔

برورد ہر گھنٹہ کے پہلے ہوتا ہے مگر یہ حضور کی کراست تھی کہ گاڑی سے دو گھنٹہ پہلے بیٹ ریزہ ہو گئی ۔ آپ نے زحمت سے فارغ ہونے سواری میں آگئی اب صرف والدہ صاحبہ سے اجازت یہ باقی تھا جو سب سے دم نام تھا ۔ عدیث مشرف کی وہ دعائیں جو ہر نماز کی خد میں پڑھتے ہوئے مکان میں تشریف سے گئے خلافت بنوں دیکھ والدہ ماجدہ صاحبہ چادر لٹکے تمام نماز میں اس آپ نے آنکھیں بند کر کے سر قدموں پر رکھ دیا وہ گھر کر آٹھ بیٹیں اور مرد ایک ہے عرض کی حج کی اجازت دیجئے انھوں نے سلام لفظ جو فرمایا تھا بسم اللہ (خدا حافظ)

والدہ صاحبہ کے پاس سے آپ آئے وہ تشریف لائے، رشک میں سوا ہو کر چل دیے ابھی آپ اسٹیشن نہ پہنچے ہوں گے کہ والدہ سے لڑیاں اجازت نہیں دیتی میں یہ میں قس بلاؤں آپ ہاتھ تھے کون ملا صاحب ان کو اطلاع ہوئی کہ گاڑی چھوڑ گئی اور آپ چلے گئے تو آپ نے فرمایا لگن گارہ بان جس سے ترسیاں حضور علیہ صلوٰۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے و اللہ کیا دین تک پہنچا ماسے حسب جوش محبت سے ہر قمری پیدا ہوتی اس دن کو دیکھ کر نہیں ۔ اس حج کا تفصیل واقعہ حضور نے خود اپنی زبان حقیقت بیان سے رشاد فرمایا جو "المعروف" حصہ دوم میں مفسر دیتے ہیں یہاں خوف طوائف کتاب بعض چند اہم واقعات کے ذکر پر لکھا گیا عانا ہے

● (مکہ معظمہ میں) ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۲۳ھ کی تاریخ ہے بعد نماز عصر میں تب خانے کے رینے پر چڑھ ۲۰ ہوں پیچھے سے ایک بہت معلوم ہوا

دیکھا تو حضرت مولانا شیخ صالح کمال ہیں بعد سلام و مصافحہ فرما کر کہتے جا رہے ہیں جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولانا سید سائیل درہن کے زوجہ ان سیدہ رشیدہ بھی بیٹھ گئی تھیں درہن کے والدہ ماجدہ مولانا سیدہ خلیلہ اب بعض حضرت بھی کہیں وقت یا دوسری تشریف فرما ہیں حضرت مولانا شیخ صالح کمال اپنے جہت سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم غیب کے متعلق پانچ سوالات تھے انہوں نے فرمایا یہ سوال دہا بیہ نے حضرت سیدہ (امام شریف) کے دربار میں کیے ہیں اور آپ سے جواب تصدیق ہے میں نے مولانا سیدہ مصطفیٰ صاحبہ سے گزارش کی کہ قہودہ دیکھ کر حضرت مولانا شیخ کمال مولانا سیدہ ساجدہ خلیلہ مولانا سیدہ خلیلہ پر سب اکابر کے تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا کہ ہم ایسا فراموشی جو بے خبریں چاہتے بلکہ ایسا جواب ہو کہ خبیثوں کے وقت کھینچے ہوں میں نے عرض کی کہ اس کے لیے قدرے اہمیت چاہیے وہ گھڑی دن باقی ہے اس میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ کمال نے فرمایا اہل شریعت پر ہوں چار شبہ ہے ان دو روز میں ہو کر خبیثہ کو بھگے مل جائے کہ جس شریعت کے سامنے پیش کر دوں۔ میں نے اپنے رب عزوجل کی عطایت اور اپنے ہی عمل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امانت پر بھروسہ کر کے وعدہ کر لیا اور شان کسی کہ وہ سرے ہی دن سے بخار سے پروردگار کیا اس حالت میں رسالہ تصنیف کرنا اور عامہ صاف کرنا حضرت محمد اسلام رحمت اللہ علیہ تبیین کرتے اس کا شہرہ کہ علم میں ہوا کہ وہاں بیہ نے فتویٰ کی طرف سوال متوجہ کیا، درود جواب کھڑا ہے۔

حضرت شیخ اعظم کبیر اعلیٰ دہلوی شیخ احمد ابوالغیر مراد آبادی فرمایا کہ میں نے اس سے

معدود ہوں اور تیرا رسالہ سن چاہت ہوں میں اسی حالت میں بیٹھ رہا تھا کہ

گئے تھے لے کر حاضر ہوں۔ حضرت شیخ اعظم اسے از اول تا آخر سن کر فرمایا اس میں علم غیب کی بحث نہ آئی میں نے عرض کی کہ سوا میں نہ تھی فرمایا میری حواشی ہے کہ مندرجہ بالا جو میں نے قبول کیا۔ خلاصہ جو تھے دقت ان کے زانوئے مبارک کو پاؤں لگا، حضرت موصوف نے ہاتھ بٹھک کر ان کے ہاتھوں کو سال فرمایا "اَنَا قَتَلْتُ مُحَمَّدًا اَنْ قَتَلْتُ مُحَمَّدًا" میں نے ان کے قدموں کو بوسہ دوں میں تمہارے جوتوں کو بوسہ دوں دوسرے جلیب کریم صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے اکابر کے قلوب میں اس بے اہمیت کی یہ دقت۔ میں آیا و شبہ میں بیٹھ غصہ کو بڑھا۔ اب دوسرا دن چار شبہ کا ہے صبح کی نماز پڑھ کر حرم شریف سے تین سو گز مولانا سیدہ خلیلہ بن مولانا سیدہ عبد الکریمہ محدث ملک مغربہ آئے اس وقت تک ان کی پائیس کتاب میں علوم امیرہ رشیدہ میں بھر میں جلیب چلی تھیں ان کا خادم پیادہ لایا کہ ہر عیب تو سے مل چاہتے ہیں میں نے خیال کیا کہ عدو کے میں آج ہی گاؤں کی ہے لا رہی ہیں کچھ کھنڈ سے عدو بھی کہ آج کی صفائی دین کل میں جو حاضر ہوں گا فوراً خادمہ ایسے آ کر میں سچ ہی مدیرہ طبعہ جاتا ہوں نہر جو ہنگ سے یعنی قلعے کے وسط بیروں شہر جمع سب ہیں ظہر پڑھ کر سوار ہو جاؤں گا۔ اب میں مجبور ہو، درمیان کو شریعت داری کی اجازت دی وہ تشریف لائے۔ درعلوم حدیث کی اجازتیں فقیر سے طلب فرمائیں اور گھوڑا میں اور ملکی مدد کرتا ہوں دوسرے ہوں تک کہ ظہر کی ادائیگی

دانی و سب پر ہے یہی متاع ان پر جاتی ہے میں اور وہ غازی میں حاضر ہوتے
بعد نماز وہ دم طلبہ ہوتے اور میں فرد گاہ پر کیا۔ آج کے دن کا بڑا حصہ
پڑا اٹکل حاصل کیا۔ بجا رس تو ہے عقیدان میں اور بعد عشاء فصل اتنی
در حمایت رسالت پس اصل شدت قدی علیہ وسلم نے کتاب کی تکمیل تبیض
سب پر دی کہ وہی آتھا و کتبہ یا لکھا و قال القیت سر کا آخری
نام ہو درختہ کی سیج کی کھڑت توں شیخ صاحب کتاب کی حدیث میں
پہنچا۔ یہی گئی مودینا سے دست سے ہال طور مطالعہ فرمایا اور دست ام کو
شریف صاحب کے پاس نظر فرمایا نے گئے عشا کی نماز وہاں شروع وقت پر
ہو جاتی ہے اس کے بعد سے نصف شب تک کہ عربی گھر میں چہرے میں
شریف علی شاہ کا دروازہ ہوتا تھا حضرت مولانا سے در میں کتاب پڑھ کر
در علی الاعلان فرمایا اس شخص نے وہ علم ہی بہر کیا جس سے اور چمک اٹھے
اور تو ہمارے جواب میں بھی رہی حضرت شریف سے قلب پڑھنے کا
حکم دیا اور بار میں دودھانی بھی بیٹھے تھے بلکہ احمد نگیر کہتا اور سرحد معین
اسکو ہی الخط سے مقدم کتاب کی آمد ہی میں کہ کھریا کہ یہ کتاب سب رنگ میں نہ کی
شریف دی علم ہیں سند ان پر مختلف ہو جائے گا ہذا چاہئے سننے۔ اس وقت میں
بچھا کر دیکھ کر کہ میں کتاب پر کچھ اعتراض کیا حضرت مودینا شیخ صاحب کی کل نے
جواب دیا۔ گئے بڑے بیٹے انھوں نے پھر ایک جمل اعتراض کی حضرت مودینا نے
جواب دیا اور فرمایا کتاب میں لیکن پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض نہ کرنا
ہے مگر ہے آپ کے شکوک کا جواب کتاب ہی میں آئے اور دہر تو میں

بہا کا زور ہوں اور مجھ سے دہر کا تو مصنف موجود ہے یہ فرما کر گئے پڑھنا
سزا کیا کہ دور پہنچے تھے انھیں ابھانا مقصود تھا پھر مترس ہوتا اب
حضرت مودینا نے شریف کو کہہ کر کہ یہاں حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب
کو رساؤں اور صاحباری لکھتے ہیں حکم ہوا ان کے اعتراضوں کا جواب
ہاں شریف سے فرمایا ابراہیم آپ پڑھیے اس کی ہاں کو توں ناکر کہ تھا
دوسروں کا سمجھا رہی اور عرب کتاب سناتے ہے اس کے دلائل تاہرہ
میں کہ وہیں شریف نے تادار بلند فرمایا اللہ اعظمی و هو لا یستعین
مسیحی اللہ تو آپ صیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم غیب عطا فرماتا ہے اور
جو وہاں کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ نصف شب تک کتاب پڑھائی اب دروازہ
حاصل ہوئے کا وقت آگیا شریف صاحب نے حضرت مودینا سے فرمایا
ہاں مثال کہ دو کتاب لعل میں لے کر کاغذ پر آرام کے لیے تشریف
لے گئے وہ کتاب آج تک انھیں کے پاس ہے اصل سے متعدد نقلیں
در خط سے عطا کر دیں اور تمام مکمل میں کتاب کا مشرہ ہو دایمہ
اس پر گئی حصہ تعالیٰ سب لوگ نے خدائے ہو گئے علی کو چہ میں مکمل کے
لکے ان سے تسخر کرتے کہ بکچہ میں کہتے اب وہ جوش کیا مودینا اب وہ
جسے سلی شد قدی علیہ وسلم کے نے علوم غیب ماننے والوں کو کافر ٹکاتا دھڑ
یہ تھا کہ دشرک انھیں پر پناہ دے بیہ کئے اس شخص نے کتاب میں
مسیحی تقریریں پھر کہ شریف پر عیاں کر دیا مولیٰ فرد میں کا فضل صیب اکرم
مسی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کرم کا عمل سے کلام نے کتاب پر دھڑ دھائی تقریریں

کھنٹی شروع کیں وہاں یہ کادل جلتا اور میں نہ چلتا آخر اس نکر میں جوتے کہ
 کس طرح فریب کے قریضات لے کر دی جائیں ایک جگہ جمع ہوئے اور
 حضرت مولانا شیخ ابوالخیر مراد سے عرض کی کہ ہم بھی کس پر نظر نہیں لگ
 چاہتے ہیں کتاب ہمیں ملے گی۔ یہ بچے وہ سیدھے مقدس برگ ہوں گے کہ ہر کوئی کہ
 کیا جائیں۔ سچے صاحبزادے عہد قدس مراد کو میرے پاس بھیجا۔ صاحب
 مسجد حرم کے امام ہیں اور اسی زمانے میں فقیر کے ہاتھ پر صحبت فرما چکے تھے
 حضرت مولانا ابوالخیر کا رنگا اور مولانا عبدالقادر مراد کا پتہ کوٹا بھیجے نہ کی
 کوئی وجہ نہ ہوتی مگر مولانا عزت دہلوی کی رحمت میں اس وقت کتب خانہ حرم شریف
 میں تھا حضرت اساطیل کو شہر عزوجل حاسبانہ میں حضور جنت ما
 صل شد تعالٰی علیہ وسلم کی رفاقت عطا فرمائی قس اس کے کہیں کچھ کور
 ہایت تشریف اور صلاح پیدائش سے فرمایا کہ کتاب ہرگز نہ دی جائے گی جو عربی
 کھنٹی ہوں لکھ کر بھیج دو میں نے گزشتہ بھیجی کی کہ حضرت مولانا ابوالخیر لکھے
 ہیں اور ان کے صاحبزادے بیٹے آئے ہیں اور ان کو جو تعلق بغیر سے ہے
 آپ کو معلوم ہے فرمایا جو لوگ وہاں جمع ہیں ان کو میں جانتا ہوں وہ انھیں
 میں مولانا ابوالخیر کو انھوں نے دھوکا دیا ہے یوں اس عالم میں یہ نہیں
 کی برکت لے کہ آپ جگہ شرفاں محفوظ رکھی رہتے رہے۔

پنے اس پاک مقصد میں بھی کام ہوئے کہ اوجود دشمن رسالت
 ہا نہیں آئے اور طرح طرح کی سازشیں جاری رکھیں۔ مگر ان سب کی
 حق کامیابی نصیب ہمیں ہوئی جو بار بار کہ اس کا جزا تو ابھی آنکھوں سے

یہاں اس کتاب سے حضور علیہ صلوٰۃ و سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی
 رحمت و خلعت میں چار چاند لگا دیئے بڑے بڑے علیل القدر علما اگر م
 سے عظام نے آپ کو اپنے سروں اور آنکھوں پر ٹھپا۔ قدر و منزلت کی۔
 سلسلہ میں واقعات ہر ایت تفصیل کے ساتھ "المعروف" حصہ دوم میں
 ذرا میں بیان بخود طوالت کتاب ان کا ذکر نہیں کیا جا رہا ہے

کے وہ سورہ کی حاضری کے متعلق منیہ علیہ صلوٰۃ و سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 بیان فرماتے ہیں۔

تو کھانا علی الشہدانی ۲۴ صفر ۱۲۳۲ھ کو کعبہ قرآن سے کعبہ اجداد کی طرف
 اور جو اہل تبریت بھیجے بھی خیال آتا تھا کہ انٹ کی اس سے کیا حال
 وہاں وہ اس بار سلطان راست اختیار کیا کہ وہ سرلیں دشت پر چڑھ گئی
 لڑنے سے راگشتی راجع جانے کا قصد کیا مگر ان کے کہم کے صدقے ان سے
 مخالفت عرض کی اور ان کا کام پاک سے کر دشت پر سوار ہوا اہل کا حضور پہنچا
 کہ وہ چمک چرور نہ دے چھ بار چو جاتی تھی دھندلے ہو گئی وہ دن اور
 رات کا دن ایک قرن سے زیادہ گزرا کہ فضلہ قدس اب تک نہ ہوئی یہ ہے
 ان کی رحمت یہ ہے ان سے استغاثہ کی برکت صل شرف و عید و سلم۔

حضرت مولانا سید جمیل اور بعض دیگر حضرات شہر مبارک سے باہر
 دور تک برسم مشاہدت شریف آئے تھے میں بوجہ ضعف مرض بیمار ہوا چلنے کی
 طاقت نہ تھی پھر بھی ان کی تعظیم کے لئے ہر چہ اترتا چلا مگر ان حضرات نے
 مجھ کو کیا پہلی رات کہ جنگ میں آئی صبح کے مثل روشن معلوم ہوئی تھی جس کا

شہرہ میں نے اپنے قصیدہ حضور جات نور میں کیا جو حاضر ہی دربار محلی
میں کھا گیا تھا۔

۱۱۔ کچھ ملگاتی ہے شب اور قر بھی بیرون میں کہ نسبت و چارم صغر کی ہے
جدہ کے کشتی میں سو رہوے کوئی تیش پائین آدمی اور ہوں گے کشتی
ہست بڑی تھی جسے ساجد کہتے ہیں جیسی قلعہ کہ اس کام پر مقرر تھے ان کے
کھوئے ہندوئے کے وقت کاروبار کرم بھی تہہ محرم کو محسوس ہے
میں ہا کہتے جاتے ایک حضور تہہ ناعت اعظم کو تو دوسرا حضرت تہہ
تہہ سیر تیسرا حضرت سیدی احمد دہلی کو چوتھا حضرت سیدی بدل کو
علی و قیاس یعنی تہہ غنیمت گشتش پر س کی یہ آواہیں غلب و کشت بھی سے
ہوتیں اور بہت خوش آتیں ایک بھری صاحب سے اپنی مانت سے بہت
یاد وہ جیکر قہر کر رکھتے تھے ان سے کہا گیا کہ مانت معلوم ہوا کہ ان پادشاهوں اور
بھری شیخ عثمان کا ہے جس سے ان سے کہا شیخ بھوں نے کہا شیخ عبدعزیز
ابھی لائی شیخ تو عبدعزیز جیلانی ہیں ان کے اس کہنے کی لذت آج تک میرے
قلب میں ہے انھوں نے ان پہلے بزرگ کو سمجھا یا اس کے بعد اس کو چھادت
معلوم ہوئے پھر تو وہ نہایت خلص بلکہ کمال طبع تھے تین روز میں کشتی رانی
پہنچی یہاں کے سردار شیخ حسین تھے قیوں کے مکان قیام کے سے تھے جیلانی
تر نامہ شہر علم و لوگوں کو کس سے اطلاع دی ان کے بھائی ابوبکر محمد اپنے
عزیز کی ایک جہانت کے تشریف لائے اور اپنے یہاں کا ایک راجہ مقدور
کہ تہہ سے باحاصل پڑا تھا پیش کیا میں نے حکم سر جی عرض کیا کھدہ تہہ

انقل ہی اتوں میں باہم فیصلہ ہو گیا پہلے لادول شریف کا ہاں ہم کو کہیں ہوا
یہاں سے لوٹ کر آیا کئے گئے ہمارے حضور پڑھ کر سوار ہونا ہوا تاہم سب قلعہ کے
مانے سرک پر نکال کر رکھا تھا گشتی کے دونوں کا قافلہ تھا ہم ہنگام ہو گئے
اور اسباب وہیں سرک پر پڑ رہ گیا جب منزل پر پہنچے اب دیکھتے ہیں نہ رتن
رہی ہے وہ اسول و لا قودہ اتان ملک العلوی تعظیہ و باجی منزلیں
ساقیوں کے رتنوں اور سانس و قن فو قن آخری توجہ سے گریں چھٹے دن
بکرا تہہ ثنائی خاک ہوسستان حقت مشاب ہوئے محمد تہہ رب العالیں
جب پیر شیخ پر پہنچے وہیں منزل چند ہیں باقی تھی اور وقت فجر تہہ اجمالوں نے
منزل ہی پر رک چاہا اور جب تک وقت ملا نہ تھا میں اور میرے رفقاء اڑ پڑے
خاندان چھ گیا کرک کا ڈول پاس تھا کسی نہیں اور کنوں گھر عات بازہ کو پانی
بھرا دھو کیا بھر تہہ قن ملاز ہو گئی اب یہ نگر لائق ہوئی کہوں مرض سے
صحت شدہ ہے اسے میں پیادہ کیونکر چن چو گا تھ پھیر کر دیکھا تو ایک
عالم کھس ابھی اپنا اونٹ نے میرے انتظار میں کھڑا ہے محمد انہی ہی لایا
اس پر سوار ہوا اس سے لوگوں سے پوچھا کہ تم یہ اونٹ کیسے لائے کہا میں
شیخ حسین سے تاکید کر دی تھی کہ شیخ کی خدمت میں کی ذکر کچھ دور آگے
چلے تھے کہ میرا بیاجال اونٹ نے کھڑا ہے اس سے پوچھا کہا جب
قافلے کے جمال و شہرے میں نے کہا شیخ کر خیف ہوگی قافلہ میں سے اونٹ
کھول کر واپس لایا یہ سب میرے سرکار کرم کی وصیتیں تھیں صلی اللہ تعالیٰ
و اکرم علیہ و علیٰ حترتہ و قدروا تہہ و حجتہ درہ کہاں یہ فقیر اور کہاں سرکار

راغب طبع حسین جس سے جان نہ بچات اور کہاں وحش بخل اور ان کی یہ
 عادت العادات و دشمنی سرکار اعظم میں حاضری کے دن جس کے پٹے
 پہلے ہو گئے تھے اور کپڑے راغب میں چھوٹ گئے تھے اور ایک یاد و سرل پہلے
 شہب کو ایک جوتا کہیں رشتہ میں نظر گیا یہاں عربی و خلیج کا لباس اور جوتا
 حریک پر اور پول موافقہ و قدس کی حاضری نصیب ہوئی یہی سرکار ہی کی
 طرف سے تھا کہ اس لباس میں بلا چادر دوسرے دن راغب سے ایک مدوی
 پہنچی وٹ پر سرور اور ہمارا تمام سبب کہ چلتے وقت قطعہ کے سامنے
 چھوٹ گیا تھا اس پر وہ جس نے راغب حسین کا رقعہ لاکر دیا کہ آپ کا یہاں
 رہ گیا تھا و نہ کرتا ہوں میں ہر چند ان مدوی صاحب کو آتے دیتے ہیں نہروں
 کی محنت کا لہر دیتا رہا مگر انھوں نے دنیا و کما ہیں شہ حسین نے تاکید
 فرمادی ہے کہ شہ سے کچھ نہ لینا یہاں کے حضرات کلام کو حضرت مکہ معظمہ سے
 زیادہ ہے۔ و پر ہر بان ہایا مکہ و تالی انکتیس و در حاضری نصیب ہوئی
 بارہویں شریفین کی مجلس مبارک میں ہوئی شہ سے عت تک اس طرح علم اعظم
 کا مجموعہ رہت بیرون ہاں مجیدی موبیسا کریم اللہ علیہ رحمۃ اللہ تہید حضرت مولینا
 عبدالحق صاحب حرکی رہا ہادی رہتے تھے ان کے خصوص کی کوئی حد ہی نہیں معلوم
 و دوسرے الکلیہ پر تقریظات میں انھوں نے بڑی سعی میں فرمائی حواہ اللہ خیر الخیر
 یہاں ہی اہل علم نے دوسرے الکلیہ کی نقیص میں یک نقل با محصور موبیسا کریم شہ
 نے مزید تقریظات کے لئے اپنے پاس رکھی میرے چلے آنے کے بعد بھی مصر
 و شام و بعد از مقدس و غیرہ کے علی جو موسم میں حاکم بوس آستانہ از قدس بحر

جن کا ذرا بھی قیام دیکھنے اور موقع پانے ان کے سامنے کتاب پیش کرتے اور
 تقریظیں لیتے اور عیدہ و جہزی کچھ بھیجتے رہتے رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ اللہ
 علما اکرام نے یہاں بھی غیرت سدیں اور حارث میں خصوصاً شیخ مدلول
 حضرت مولینا سید محمد سعید سرل کے الطاف کی تعداد ہی نہ نقل اس فقیر سے
 خطاب میں "سیدی" فرماتے ہیں مشرکہ ہونا ایک ماہ میں نے غور کی
 حضرت ب توپ ہیں فرمایا و شہ تہید تم ہو میں سے عرض کی میں تہید و
 علم ہوں فرمایا تو پ میں تہید ہونے میں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرقت نہیں
 موی القوم مدھم قوم کا خلاص آرزو مندہ انھیں میں سے ہے اللہ تعالیٰ
 سادات کرم کی کچھ خلاص اور ان کے صدمے میں آفات دنیا و عذاب قبر
 و عذاب حشر سے کامل راوی عطا فرمائے، تہیں۔ یوں ہی مولینا حضرت
 سید عباس رضوان و مولینا سید مامون بڑی مولینا سید احمد جزائری، مولینا
 شیخ ابراہیم حرطی و مفتی حنفیہ مولینا تاج و مدین ایاس و مفتی حنفیہ سلفا
 مولینا عثمان غنی بن عبد السلام و مفتی و میر جم حضرت کے کرم کلمے کے
 میں ان مولینا و غسانی سے قب شریف میں ملاقات ہوئی تھی کہ وہاں
 پہلے گئے تھے کہ مغفہ کی طرح زیادہ ام حارث میں کی تصدیق و تھیں جو
 کھرا اللہ تعالیٰ بہت خیر و حیا کے ساتھ تھیں۔ زیادہ زمانہ قیام انھیں میں
 گزر گیا کہ ہر صاحب پوری کتاب مع تقریظات کہ مغفہ و کچھ و کچھ دور
 میں تقریظ لکھ کر دیتے مفتی شافعیہ حضرت تہید احمد بزرگخی نے حارث و کچھ میں
 بچہ و رفق کی تحریک لکھی اور فرمایا اس کتاب کی تائید میں اسے ہمارا مشغل

رسالہ کر کے شائع کرنا ایسا ہی کیا گیا "حسام" پھر بینہ کا کام پورا ہونے کے بعد "دونہ" لکھیہ پر تقریر و گفت کا خیال ہوا دونوں حضرات مفتی حنفیہ مدنیہ علیہ اور دنا شریف میں تقریریں خرید و فروش میں میری مادی مفتی شافعیہ کی آئی یہ کھول سے معذور ہو گئے تھے یہ بھری کہ ان کے داماد سید عبداللہ کے مکان پر اس کتاب کے سنے کی مجلس ہو گیا کہ وہاں دن وقت ہوئی ہے پڑھ کر بیٹھے میں نے کتب سالی مشورہ کی بعض حکم مفتی صاحب کو شکوک ہوئے میری "مطلی" کہ میں سے حسب عادت جرات کے ساتھ شکرت جواب دیا جو مفتی صاحب کو اپنی عظمت اشاعت کے سبب آگوار ہونے جا جا کر "ذکر" یعنی جس لکھیہ حاشیہ "دونہ" لکھیہ میں گویا ہے بارہ کے جلسہ خیر اور مفتی صاحب کے قلب میں جوت جو اس کا غار رہا مجھے بعد کو مدد رس اس وقت اگر اطلاع ہوتی تو میں معدودت کر لیتا ایک رشتہ ان کے شاگرد شیخ عبد اللہ طر اس میں بتی کہ مدرس میں حقیر کے پاس آئے ملا بعض رائل میں کچھ مجھے گئے حامد رضا خاں نے انھیں جواب دیا ہے جن کا جواب وہ دے سکے اور وہ بھی سینہ میں غبار سے کراٹھے مجھے معدوم ہو گیا تھا جس کی میں سے پرہیز کی انصاف پسند تو اس کے سمون ہوتے ہیں جو انھیں صواب کی طرف راہ بتائے یہ کہ بات سمجھ میں جواب دے سکیں اور بتائے سے رنجیدہ ہوں ورنہ فقر کو مت ترسادیوں کے بعد کہ بعض میں جو کچھ تینے گور سے دناہ علم وہ کیا بات مفتی جس نے حضرات کام ہر مذہب کے اس قدر ہے مقدمہ کا مقدہ نشان کرکھا تھا یہ بات کہ کو میرا اکرم شرف صاحب

فرمانے تھے کہ علماء و علماء اہل باذرنگ کو تیرا اشتیاق تھا اور یہ حمد فرمایا کہ ہم سالہ سال سے سرکار میں مقیم ہیں اطراف و آفاق سے علما آتے ہیں و انہرینہ تھا کہ جو تیاں چٹھاتے چمے جاتے ہیں کوئی بات نہیں پوچھتا اور مفتی رسے پاس ملاؤ کا یہ جوم ہے میں سے عرض کی میرے سرکار کا کرم صل اللہ علیہ و علیہ وسلم کر یا کر درخص ۱۱۱ تر اندہ سٹاں پرورد و چنان پرورد

اپنے کرم کا حسب وعدہ نکالتے ہیں ہمسوں کو پاتے ہیں اور ایسا پاتے ہیں ایام اف مس سرکار اعظم میں صرف ایک بار سجدہ قیام شریف کیا گیا اور ایک بزرگ رہا سید اللہ احمد رضی اللہ عنہما عنہ کو حاضر ہوا اپنی سرکار قدس کی حاضری بھی سرکار کر رہیں اپنے کرم سے جو فرمایا اور یہی نظم و آہن کے ساتھ بھر پائی میں معجم کو مشکل ہے انھیں آسان ہے نصرت کے وقت قاطع کے وقت آئے میں بار کا بھونٹا وقت تک علماء کو احادیث آئے لکھ کر دیئے واسطہ "الاحادیث" مشتبہ میں طبع ہوئے اور یہاں آئے کے بعد وہ اس حرم ختم سے و حواسیل آگئیں اور احادیث لئے لکھ کر لے کر آئے وراج رسالہ نہیں چلتے وقت حضرت مدبر کریم نے بیرون شہر و رنگ نشا یست فرمائی اب مجھ میں طاعت مفتی ان کی سعادت تک میں بھی پیادہ ہی رہا۔

اس کے بعد واپسی کے تفصیلی وقت میں جن کو یہاں تحفہ ہوا اس میں نہیں ذکر کیا جا رہا ہے۔۔۔۔۔ اس حاضری حرمین شریفین میں حضور علیہ حضرت رضی بولی خاص علیہ کے ساتھ جو وقت سے پیش آئے ہیں

ان کے پیش نظر یہ نواز لگا، مشکل نہیں کہ آپ شرفی کے نفس اور سر کے پیار سے رسول علی الصلوٰۃ والسلام کے کرم سے بخوبی عاص و عام تھے۔ اتباع شریعت کی دوست سے سرفراز ہونے کے ساتھ ساتھ قرب العزت نے آپ کو معرفت و بصیرت کا شہرہ کامل و بابرہام بھی عطا فرمایا **فصل اللہم جعلنا** **مسلم بحرمۃ حیبات سید المرسلین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ** **والسلام الطوبی الاصلحہ وحرمة جمعہ**

چودھویں صدی کا عظیم المرتبت مجدد

جب یہ دہائی کی وہ عام ہو کر ادھر ادھر چلیے گئی ہے۔ لوگ اسلام و کی حقیقی راہوں سے ہٹ کر دوسری غلط راہوں پر چل پڑتے ہیں۔ جب اللہ کے حقوق میں سستی پیدا ہونے لگتی ہے۔ جب بندوں کے حقوق پامال ہونے لگتے ہیں۔ جب طریقہ رسول و سنت نبوی علی ص علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آثار و عقول مٹنے لگتے ہیں، اس وقت ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی پرستار حق پیدا ہو، اور اجماع سنت و تجدید فطرت کا پرچم لے کر انات پر چھا جائے۔ علم گفتگان و حقیقت کو ان کی صحیح راہ بتا دے۔ غیبی سلام کے احکام و قوانین کو ان انسانوں کے کانوں تک پہنچا دے جو ان سے غافل ہو کر دنیا کی بیزاریوں کے شکار ہو رہے ہیں، اور ایمان و یقین کے بٹنے ہوئے آثار و نقوش کو اپنے تجدیدی کا ناموں سے جاگرفرا دے۔ حدیث شریف یہ ہے **"لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ**

سَنَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ يَخْجُو لَهَا مَوَدَّةً مِّنْهَا مِثْلَ مِثْلِكَ یعنی ہر صدی کے سو سال پر ایک مجدد بھیجتا ہے جو اپنے نبی کے حکم کی تجدید فرماتا ہے اس کی شہرہ فرماتے ہوئے شیخ الاسلام محمد الدین بدلیہ دسارہ مرقیہ فی نصرۃ مذهب الانبیاءؑ بد میں تحریر کرتے ہیں **إِنَّهُ أَقْبَلُ تَصَدَّقَ الْفَقْهُ بِمَنْعَةِ مَقُولٍ مَّقُولٍ عَارِضٍ يَقْتَضِي اخْتِوَابَهُ وَازْدِثَاعَ بَعْدِيهِ وَآيَاتُ الْوَحْيِ لَا تَعَارِضُ بِالْعَدْوِّ الَّذِي يُبْعَثُ مِنْهُ وَهُوَ الْوَحْيُ النَّصْرَةُ يَشْتَقُّ قَائِمًا بِالْبَيْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ** یعنی مجدد کی شہادت قرآن و احادیث سے کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ اس کے علم نے کیا معنی پیدا کر دی ہیں جو کجا جو علوم و فنیہ ظاہرہ اور باطنیہ کا عالم غایت سنت کا مددگار اور درجہ کائنات کے قریب کرے والا ہو۔ امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرقاۃ السعد شرح سنن داؤد میں فرماتے ہیں **وَلَا يَزِيدُ بَنِي إِسْرَءِيلَ أَنْ يَكُونُوا مُتَّبَعُونَ عَلَى رَأْسِ الْيَمَانَةِ رَحْلًا مِّنْهُ هُوَ رَأْسُ مَشَارِئِ الْيَمَانَةِ وَقَدْ كَانَتْ قَبْلَ كُلِّ مِائَةٍ أَيْضًا مِّنْ أَنْفُسِهِ بِأَمْرِ الْغَيْبِ وَالْمَوَدَّةِ بِالْبَيْنِ مَن تَقَطَّعَتْ لِمَا تَهْ أَهْلُ سَمَاءٍ عَالَمٍ مَشْفُودٌ مَشَارِئِ الْيَمَانَةِ مُنْخَصًا يَصِيحُّ بِهَا رَأْسُ كَهْدِي** کا مجدد وہ شخص ہو جو ستورہ معروف ہو اور زمین میں جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہو اور پہلے ہی ہر صدی میں تجدید ہو رہے ہیں اور عزا یہ ہے کہ مجدد صدی گزشتہ کے حاتمہ پر ایسی زندگی میں مشورہ عالم و علی کا مشاہدہ ہو چکا ہو "حضرت محدث عظیم ہند کچھ جھوٹی دست بردار تمہارا یہ ہے ایک مضمون کے عنوان "مجدد دہائے حاضرہ امام الہادی علیہ الصلوٰۃ والسلام

تھی یعنی جس طرح آپ علوم ظاہری میں بلند فکر و شعور رکھتے تھے اسی طرح منزل
حقیقت میں آپ اپنے زمانے کے راہبر و امام مانے جاتے تھے۔ آپ نے
شرعیات کا مبارک دامن اپنے ہاتھوں سے بھالے ہوئے راہ ملک اس
شاہدارانہ میں ملے کی دیکھ دے وہاں و ششدر رہ گئے

ایک طرف شریعت کے تین دستور کا حد درجہ احب و محترم ہے لہذا اس
جانب حقیقت میں بے انتہا حق و پاس ہے — نرم روضی میں
شریعت کی تعلیم بھی دی جاتی ہے در معرفت کا جام کیفیت بھی پیا جاتا ہے
بھان اشراف کی محبت طبع میں ظاہر و ظن کا کف حسین استخراج ہے
عارف رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۔

« لیا دہست قدرت از اللہ • تیر جہستہ مارگردانند ز راہ »

اس حقیقت کی روشنی میں بھی اہل حضرت عظیم ہر کسٹ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ
کی ذات پاک شمع مخلص کی طرح شگفتہ نہ ہوتی نظر آ رہی ہے ۔ لیکن کسی بھی
روش کو دیکھ کے نئے ظاہری روشنی کی نہیں بنان دھیں در محبت و عقیدت
کے قد کی ضرورت ہے ۔

ہر گھوٹے تیرے صوفی کا تاثر دیکھیں • دیے و کور کو یہ رائے نظر کیا دیکھ
ذیل میں آپ کی چند شہر کر متیں درج کی جا رہی ہیں ۔

● (۱) جناب احمد علی خاں صاحب مرحوم خلیفہ دہلی کے رہنے والے تھے
آپ فرما دیں گئے ہیں علی سے آپ کی گولی سے ایک شخص مر گیا آپ
مغورہ دیکھ گئے اندوہ میں سے آپ پر قتل ثابت کر دیا اللہ آپ کے لئے

پھانسی کا حکم ہو گیا ۔ تاریخ سے پہلے کچھ لوگ آپ سے ملنے کے لئے آئے اور
مانے گئے آپ نے کہا " جاؤ آرام کرو اس تاریخ پر گھر پر اگر لوگ گاہیر
بیر و مرشد حضور اہل حضرت رضی اللہ عنہ نے ذات فرما دیا ہے ہم نے گئے
چھوڑ دیا سب لوگ اس پہلے گئے پھانسی کے دن ان کی والدہ نے تمہیں
اور اپنے لڑکے کی محبت میں دے لیں گوں کا بچہ بقیہ دیکھنے فاضل
نے ان سے بھی کہا گھر جاؤ میں اس وقت گھر آکر شہر کروں گا ۔

اس کے بعد وہ پھانسی کی جگہ جاتے گئے پھر وہ ڈالنے سے پہلے ہتھوڑ کے
مطابق ان سے پوچھا گیا " کیا خوش ہے " انھوں نے جواب دیا
" کیا کرو گے پوچھ کر برا وقت بھی نہیں ہے سب شمع و جہنم تھے کہ
کیا آدمی ہے " اور ان کو پھانسی کے تھوڑے پر کھڑا کر کے گھٹے میں پھونکا ڈال دیا
گیا ۔ لیکن اس میں تاخیر کیا کر لکھ و کنوڑ کی تاج پوشی کی خوشی میں تھے
خونی اور اسے قیدی رہا کر دیئے جائیں جس کے قبضہ میں لڑا آپ کو تھمتے سے
اتار دیا گیا ۔

گھر میں صفت ائمہ بھی ہوئی تھی اسرار قاری ہو گئے آپ کی لاش
کے لئے کا انتظام ہو رہا تھا کہ سب گھر پہنچے اور کہا کیوں بھی تکناشہ
تیار نہیں ہوا کیا میں نے کہہ نہیں دیا تھا کہ میں گھر پر آکر شہر کروں گا ۔

● حاجی کفایت احمد صاحب مرحوم بان کرتے تھے کہ آپ کی
ایک مریضہ جن کے شوہر ٹانگ خاں میں غلامت کرتے تھے غلامی آزاد
تھیں جو جاس کے جرم میں ان کو سزا ہو گئی تھی لیکن پھر ان کے دامن پھیل

اور کئی دفعے کہ "راج سے چند دور پہنچے وہ فریدہ طالعہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدست میں حاضر ہو جس پر وہ تقریر کیا آپ نے مسرہ لایا "حسنہ شدہ نعم لو کیس کہ سب سے بڑھو وہ چلی گئیں پھر وہاں میں کئی یہاں پر میں ایک کس کو ملاسی عابدہ! میں کہ کہ سینہ کی تار کچھ معین لگتی ہے۔ حاتمہ کو کہہ کر کسی کی "میاں سچ تمہارے ہے فرمایا مٹا تو یہ ہی حسنہ شدہ نعم لو کیس بڑھتے جاؤ وہ کہا میں خدا سے لڑوں۔ وہ فریدہ تنہا تھی کسی کا ساتھ نہ ملتا تھا یہ کہتی ہوئی چلی گئی کہ "سب اپنا بیس ہی ہیں شہت تو کون سے گا" جب آپ نے من کا یہ حال دیکھ تو ذرا "ادار" کر دیا کہ "پان تو کھاؤ" جواب ملا "میاں میرے گھر میں ہے پھر فرمایا غرضیکہ وہ ٹری سٹل سے پیش در در میں پر میڈ گئیں آپ نے ہر چہ فرمایا اوپر میڈ جائے گھر وہ اوپر نہیں۔۔۔ آپ کے در سے پان کو کھڑکی سے کہ "ایسے پان کھا سکتے" وہیں میں ایسے گھر میں ہے کہ یہ دیکھ کے ادھر بھی جب انہوں نے نہ کھا تو آپ نے خود اپنے ہاتھ سے پان نہ کھا پھاں ڈال ڈال کر ہی کادیا اور سست سے فرمایا "جھوٹ تو گئے پان کھاؤ" اور حاتمہ سے بڑی حاسنی ہوئی پان کھا کر چپے ٹھکر کی جا سب چل پڑیں جب ٹھکرے فریب پہنچیں تو بچے روڑے جوتے سے اور اس سے کہے گئے تم کماں ٹھکرے روڑا ڈھونڈ پھر رہا ہے۔ پھر جب روڑا روڑے سے پڑھو تو معلوم ہوا کہ تان کے تھوہری ہو گئے۔۔۔ شرابوں کی جگہ میں فریب تو فریب ہی ہے عید بھی فریب ہو جاتا ہے۔ کہاں اور آبادیاں ٹیکورٹ کے

واقعات ملاحظہ فرما رہے تھے علاوہ، میں یہ بھی حقیقت ہے کہ انکس حقیقی اپنے
نیک بندہ و کئی زبان پر جرات حق ہوتی ہے اسی کو باری فرماتا ہے اس نے
عادت وہی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ۔

مکتبہ دارالمصنفین استعانتہ و ہدایتہ
مگر چہ از مکتبہ دارالمصنفین استعانتہ و ہدایتہ

یہ قناعت علی صاحب اسی تھی کہ زوری کے بغیر جوش ہو گیا
ان کو جوش اس دے کے سے لوگوں نے بہت ترکیبیں کیں مگر جوش نہ آیا
جب حضور ﷺ علیہ السلام نے ان کا سراپہ دلوٹ مبارک ہاتھ لگا کر اپنا
رومال ڈالا تو اسی دم جوش ہو گیا، انھیں کھن دیر اور علیہ حضرت کے روٹ
مبارک پر اس سراپہ کی بجائی سے نف ہا یا لیکن انتہائی اضعاف کے بہت سے
روٹ لے کے اس شخص کو لے کر اعلیٰ مقام پر لے گئے۔

— ساڑھے تین سال کی عمر شریف کے زمانے میں ایک دن اپنا مسجد
نے سامنے حرم اقدس دیکھے کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں تشریف
لائے اور آپ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی، آپ نے بھی عربی میں اس سے
کلام کیا اس کے بعد ان کی صورت دیکھنے میں میں نے یہ تصور ہو سکا کہ
وہوں حضرت کے دریاں کس قسم کی بات چیت ہوئی ہے
”مصلحت حریف مسرور باد“

● — ایک دن محمد ج کرام نے استقبال کے لئے پیشکش خانہ قائم کیا
 کی مٹن جو اکثر و بیشتر آپ کی موداری کے لئے کیا کرتی تھی اس کے آنے پر وہ
 بولی تو مستری فلام نہی صاحب بغیر کسی سے کہہ تاؤد بیچہ باز رہجئے گئے اور

حب اُدھر سے ناگہ لے ہوئے آ رہے تھے دُور سے دیکھا کہ منہ بجلی ہے
 ہیں اُن کو کرنا گنگہ دے کو چا ہے دے کر رحمت کہہ دے اس واقعہ کسی کو علم
 نہیں چار روز کے بعد جب مستری صاحب آپ کی خدمت اقدس میں حاضر
 ہوئے تو اعلیٰ حضرت سے آپ کو ایک جتنی حلقہ درویشوں نے عرض کیا تھا
 کیسی ہے فرمایا اس روز آپ سے ناگہ اسے کوئی بھی اس واقعہ سے
 مستری صاحب کو بعد حیرت مولیٰ عرض کیا حضور ۱۰۰ عی آپ کی قبی گھر
 دوسرے حضرات سے کہا "یہاں تیرک کو کیوں پھونڈنے پر اس پر
 انھوں نے سے ی حب تک وہ جوت کے پس رہی تھی جیسے میں کی
 نہیں ہوئی — یہ تو جوتی تھی اللہ دے اگر آپ انھوں سے کسی کو بھی
 اٹھا کر دیں تو وہ اس کے حق میں کسیر سننی ہے ع
 "ہا کہ خاک را منظر کیا کنند"

برقی کے ایک صاحب نے تو علم اکرم کی کچھ بھی قیمت ہی
 سمجھتے تھے اور وہ پیری ٹریڈی کے قائل تھے بلکہ اسے ڈھکوسلہ کہتے
 تھے ان کے خاندان کے چدا صاحب کو اعلیٰ حضرت کی بذات سے شرف اہلوت
 حاصل تھا ایک روز ان حضرات نے انھیں مجبور کیا اور کہا "چلو اعلیٰ حضرت
 کی زیارت ہی کر لو تو تمھارے یہ گندے خیالات و مرغ سے نکل جائیں مجھ
 وہ بھی ساتھ ہوئے راستے میں ایک علوانی کی دکان پر گرم گرم اتریاں
 بن رہی تھیں دیکھ کر کہا اچھا اتریاں کھاؤ تو چلوں میں حضرات نے کہا
 واپسی میں کھلائیں گے — یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ

تھوڑی دیر میں ایک شخص ٹریڈ پر نے کی عرض سے آیا اور ایک ٹوکری میں گرم
 گرم اتریاں لاکر رکھ دیں لاکھ کے بعد سب میں تقسیم ہوئیں اس دریا کا قاعدہ
 تھا کہ ہر حصہ دار بھی واسے کو ڈبل اور بیسہ وار بھی واسے کر ایک ایک ملنا
 اس لئے ان صاحب کو بھی ایک مل بیسہ وار نے اٹنے واسے ملنا پڑا ان کو
 دو دین بیچو اس نے عرض کیا حضور! یہ تو بچے ہیں ابھی دارھی بھی نہیں نکل
 آپ سگرائے اور ارشاد فرمایا کہ ان کا دل چاہا ہے آپ سے ایک اور دے دیجئے
 آپ کی یہ کراست اپنی آنکھوں سے دیکھ کر وہ صاحب اپنے پٹے خیالات سے
 تائب ہو کر آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے ع
 جس پر نظر اٹھائی وہ ہو گیا وید

اخلاق و عادات

آپ کی زندگی کے لیل و نہار۔ فطن و عادات اور سیرت و صورت
 "اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبَغْضُ لِلْاَدْلٰہِ" کی کمال تفسیر دہکتی آپ کسی سے
 محبت فرماتے تو اس میں رضائے الہی کا جذبہ شامل ہوتا۔ اور اگر کسی کی
 مخالفت فرماتے تو اس میں بارگ شیل کے، غصت کے رب تبارک و تعالیٰ نے
 اس کا امر فرمایا ہے اذکر حق میں پاک نہ اعدل باطل کا حجت۔ اور یہی
 خدا کے برگزیدہ بندوں کی پہچان ہے کہ ان سے رحم و مروت پیا و محبت اور
 بغض و غضب و مخالفت و دشمنی کا جو نفس بھی سرزد ہوتا ہے وہ اللہ کی
 خوشنودی کے احساس سے معذور ہوتا ہے۔

● ایک دن ایک دھرم گن صاحب نے اپنے ہاں سے ایک شخص سے
 صاحب سے اس کی کہ بیری (دوا) سے آپ کی دعوت کی ہے اور
 کل صبح کو اسے حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ مجھے دعوت میں کیا
 کھلاؤ۔ صاحب نے اپنے فوراً اپنے کرتے کا دامن پھیلایا جس میں ماش
 کی دان در دو چھبیں بڑی ہوتی تھیں کہنے لگے دیکھو یہ دان لایا ہوں
 حضور نے ان کے سر پر دست شفقت بھیرا اور فرمایا اچھا میں اور یہ (عامی
 کہایت نہ صاحب) کل اس بجے دن میں آپیں گے درجنی صاحب سے
 فرمایا مکان کا پتہ دریافت کر لیجیے۔ دوسرے روز وقت عین رہا صاحب
 کو ساتھ لے کر ٹوکپور کی طرف آئے۔ وہاں جس مکان پر پہنچے تو انہیں صاحب سے کہ
 رہا، زب سے منتظر پاپا حضور کو دیکھتے ہی جھاگتے ہوئے یہ کہتے ہوئے "اے
 ہاوی صاحب آگئے" مکان کے اندر پہنچے گئے حضور انتظار فرماتے تھے کچھ دیر
 بعد ایک بوسیدہ چٹائی آئی وہ ڈیبا میں موٹی موٹی اجڑا کی روٹیاں اور کئی
 رکالی میں وہی ماش کی اس جس میں عرجوں کے ٹکڑے پڑے ہوئے تھے لاکر
 اکھڑی اور کہنے لگے "لوکھ" حضور نے فرمایا "بہت اچھا کھاؤ جس کو
 دھو لے کے لے پانی سے آبیے۔" اور جب وہ صاحب سے پانی لانے گئے
 تو حاجی صاحب نے عرض کیا کہ "حضور یہ مکان غار جی کا ہے" آپ اس سے
 کبیدہ خاطر ہوئے وہ طنزاً فرمایا "ابھی کیوں کہا کھانا کھانے کے بعد کہا
 ہوتا۔" اتنے میں وہ صاحب نے اپنے پانی سے کرا گئے حضور نے سوال فرمایا
 آپ کے والد صاحب کہاں ہیں اور کیا کام کرتے ہیں۔ وہ والد کے پردے

میں سے ان صاحب نے اپنے والدہ نے عرض کیا حضور! میرے شوہر کا انتقال
 ہو گیا وہ کسی زمانے میں فوت بجاتے تھے مگر بعد میں توبہ کر لی تھی اب صرف یہ
 رہا ہے جو راجہ وادوں کے ساتھ مزدوری کرتا ہے حضور نے الحمد للہ کسا
 خیر درکت کی دعا فرمائی۔۔۔ پھر حاجی صاحب نے حضور کے ہاتھ دھوا لئے
 اور خود بھی اذکار کرکے لگے لگے کہ حاجی صاحب وہ ہیں رہیں حیران ہو رہے
 تھے کہ حضور کے لیے میں اس قدر محتاط ہیں کہ غلہ میں سوچی کاسکٹ استعمال
 فرماتے ہیں یہ روٹی اور وہ بھی جسے کی اور اس پر ماش کی دان کس طرح تھام
 رہا نہیں گئے۔ مگر علیحدہ دینی اشرفی عزاکہ کے اعلان کر پانے کے ثواب
 کہ آپ نے شخص میزبان کی والدہ اسی وجہ سے آپ سیر ہو کر کھایا۔

حاجی صاحب فرماتے تھے کہ جب تک میں کھانا، حضور بھی ہا ہوتا اور فرماتے
 رہے۔۔۔ وہی پر حاجی صاحب سے فرمایا "یہی عرض کی دعوت ہو تو
 میں روز قبول کر لوں گا"

● ایک صاحب ابوسفیرت کو دعوت دے کر بیٹے گئے دوسرے دن
 گاڑی آئی آپ نے مولانا طہر الدین صاحب بہاری سے ارشاد فرمایا "میرنا
 آپ بھی چلیں" مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ میرنا منتظر ہیں اس کو چار پائے اٹھایا
 اور ہاتھ دھلائے کے بعد ایک ڈیبا میں چند روٹیاں اور قیہ چغبار بقر کے
 گوشت کا تھا انہوں نے سامنے رکھ گئے۔ مولین کو ابھن ہون کہ حضور
 بقر کا گوشت تنہا دل نہیں فرماتے اگر شہر سے دار ہوتا تو کسی طرح کام چل سکتا
 ان کی دلی تشویش آپ پر ظاہر دیکھتے ہو گئی فرماتے تھے حدیث ستر ہے

ہیں ہے "یَسْتَبِشِرُ لِقَائِهِ لَا يَصْطَرِّعُ فِيهِ شَيْءٌ لَقِيَ فِي لَقَائِهِ ذَاكَ
 فِي لِقَائِهِ وَهُوَ لَتَشِيْخَةِ الْعَوْلِيْمِ" اس کو بڑھ کر سلمان حاکم کھائے
 اس کو نقصان نہیں پہنچے گا مولینا بھی سمجھ گئے کہ حضور نے میرے خُبر کا جواب
 ارشاد فرمایا ہے۔ میرا صاحب رویشا کے طاقی تھے کھانے سے غایب
 ہونے کے ہیں جب ہاتھ اٹھانے آئے تو ان سے کہا اس وقت میں ایٹھ حضرت
 کے دعوت کی ضرورت ہی کیا تھی جب دیکھا کہ اسی وجہ سے تو آپ کی دعوت
 کی ہے تاکہ ایٹھ حضرت کے مبارک قدم سے میرے گھر میں خوشحال
 ہو اور دین و دنیا کی برکتیں حاصل ہوں۔

● مولوی محمد حسین صاحب مجددی مدنی پر اس کا بیان ہے کہ حضور علیہ السلام
 اس شرفِ تعالیٰ سے اعزاز میں تھے بعد ازاں ایک اور بار میں آپ چنگ
 پان کے بیچہ حادی تھے طبع عالی میں ناگزیر پیدا ہوئی سرب سے تقریباً چھٹنہ
 بعد گھر کا ملازم بچہ پان لے کر حاضر ہوا حضرت نے اس کو یک جہت مار کر
 فرمایا کہ فی دیر میں لاؤ سکر کے وقت بھری کھ کر بھیجے کہ باہر دکان سے
 شربت لائے اس وقت رحیم اللہ خاص ملازم اور میں صرنا دو شخص سجدہ کئے
 تھے فرمایا آپ صاحبان میرے کام میں غفل نہ ڈالیں میں نے گھر کو عرض کیا
 حضور ہم تو خدا کا ہیں غفل نہ کیجیے۔ اس کے بعد اس بچے کو روایہ
 شام کو بان دیر میں لاؤ تھا اور فرمایا کہ شام کو میں نے غفل کی جو تھا وہ چھپے
 داری دیر سے بیٹھنے والے کا حضور تھا تم اس میں بالکل بے ضرر تھے اس نے
 تم میرے سر پر جہت مار کر بدلے کو لاؤ تو بی اُنا کر اصرار فرمائے گئے ہم دونوں

ست پریشان و صرپ ہوئے اور وہ سچے میں گھبرا کر کانپنے لگا اس نے ہاتھ
 جوڑ کر عرض کیا حضور! میں نے معاف کیا۔ فرمایا تم نابالغ ہو تمہیں معاف کرنا
 حق نہیں بدلے لو گھر وہ تیار نہ ہوا پھر اپنا کبس منگوایا اور اس میں سے
 منس بھر پیسے نکال کر اس کو دکھایا اور فرمایا میں تم کو یہ وہن گناہم بدلہ لو
 بیچارہ ہی کتنا رہا حضور میں نے معاف کیا آخر کار صاحب حضرت نے اس کا
 ہاتھ بڑا کر اپنے سر بندک پر اس کے ہاتھ پیسے لگا دیں اور اس سے اس کو
 پیسے دے کر رخصت کیا۔

کرم و سخاوت

● جناب ذکا و ارشد خاص صاحب کا بیان ہے کہ سردی کے موسم میں
 بعد مغرب علیحدت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حسبِ معمول بھانگ میں تشریف لاکر
 سب لوگوں کو رخصت فرما رہے تھے خادم کی جانب دیکھ کر فرمایا آپ کے
 پاس رضائی نہیں ہے۔ میں نے خاموشی اختیار کی آپ نے سمجھ لیا وہ خاص
 اپنی رضائی جو اس وقت آپ کے استعمال میں تھی کھینچ کر عطا فرمادی غلام نے
 صداب قدم دوسری کی اور حضرت کے حکم عالی کی حیل میں وہ رضائی اڑھائی۔
 ● ایک مرتبہ ایک ضرورت مند حاضر خدمت ہوئے حضور نے ان سے فرمایا
 اس وقت میرے پاس صرف ساتھی ہیں آئے پیسے ہیں اور وہ بھی غلام
 جوابات کے لئے دیکھے ہوئے ہیں لیکن اگر آپ فرمائیں تو حاضر کر دینے پر آمادہ
 حالہ کہ کچھ ڈاک سے ڈھالی سو روپے آئے تھے اور وہ سب تقسیم کر دیئے گئے

اگر اس وقت آپ بھی موجود ہوتے تو آپ کو بھی مل جاتا ان صاحب۔
آئیہ وہ موکر نظر پڑی کر لی اس پر حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ
سارے تین تے پیسے ان کو عطا فرما دیئے۔

● ایک روز ایک سید صاحب نے تشریف لاکر اس صوفیہ کے دوسرے کے
قریب سے آواز دی "اے اے سید کو" اعلیٰ حضرت قبلہ علیہ الرحمہ سے اپنی آمدنی سے
خوجاقت دینیہ کے سے دوسروں پہ نظر فرما تھا اس ماہ کی مقررہ رقم ہی دن
حضرت کھلے میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاضر کئے تھے اعلیٰ حضرت نے
سید صاحب کا آواز سنتے ہی کہیں کا لہ صدمہ میں یہ رقم تھی نے کرید صاحب
کے پاس سے اور ان کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا "حضور یہ حاضر ہیں"
سید صاحب اس رقم کو دیر تک دیکھتے رہے اس کے بعد ایک چٹائی اٹھا کر
فرمایا "اس آپ سے جاسیے" اسی دم حضور نے اپنے عام سے فرمایا جیب
سید صاحب کو دیکھو ان کو ایک چٹائی نذر کر دیا کہ ان کو سونے کرنے کی
صورت پر ہے۔ وہ سید صاحب بھی واقعی سید تھے اور حضور سے
میں آئے پر اس کے مطابق سوال کرنے تھے اور اگر وہ پاتے تو دش میں
وہ اپنے کے ہوتے اٹھالیتے اور حضور کو کسی قسم کا درابھی انتہا میں نہ جتا بلکہ
آپ کو حاشی جاتی۔

● سید ابوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ہادش کے موسم میں ذات کے
وقت سید محمود جان صاحب قلندی ذری علیہ الرحمہ نے حاضر خدمت چوکر
عرض کیا حضور! جو میں انگوں عطا فرمائیں؟ اعلیٰ حضرت نے ان کو جواب

رحمت فرمایا "میرے مکان میں ہے تو ضرور حاضر کروں گا" انہوں نے دوبارہ
عرض کیا کہ "حضور کے مکان میں ہے؟" فرمایا "تو مجھے کوئی فائدہ نہیں ہے فرمایا
"کیا دعا ہے؟" سید صاحب نے عرض کیا "صورت ۷۰ گر پیر کفن کے سے
جانتا ہوں" دوسرے اس بار رکھتے ہی اعلیٰ حضرت نے ۱۲۰ گر پیر منگو کر
سید صاحب کو نذر کر دیا

برکریا کا بادشاہ نیست

● اعلیٰ کا بیان ہے کہ جب آپ حلیہ تشریف سے تھے تو حضرت
عبد السلام جب مویشی مودی عبد السلام صاحب علیہ الرحمہ نے
ایک ہزار روپے سفید پھیر کی بڑی قلاب میں بھر کر حضور کی خدمت میں نذر
پیش کیا اس کو تو فرمائے جوئے فرمایا میں تم تھا جو آپ نے اس وقت تک
صورت کیا اس کے بعد حاجی کھایت اللہ صاحب سے فرمایا "سے اے اے
میرے اعلیٰ حضرت کی صند و فنجی اٹھا لاؤ" حاجی صاحب نے وہ صند و فنجی حاضر کی
جس کی لمبائی کا اندازہ ایک فٹ ہے اور اس میں سو سے و طبع کے کئی دوسری
چیز نہیں دہی تھی اور اس میں دوسری چیز کی گھاسٹ ہی تھی حضور اس کو
کھاتے ہیں مگر اس کا ڈھکن بالکل نہیں اُٹھتے بلکہ تھوڑا سا اُٹھ جائے
اتھ سے جھکائے رہتے ہیں اور سید صاحب ہاتھ اس میں بار بار ڈال کر دپسے
ٹکاتے ہیں اور فرمادے "مولینا کے مازین اخدام و رضا کا روم و غیر کم پر
مایت کن اے اے اے تقسیم فرما دے" یہ حیرت جو تھی اس سحر سے کہ وہ
روپے اس چھوٹی سی صند و فنجی میں کہاں سے آگئے اور یہی نہیں بلکہ دینا

اس کے بعد بعض کی حضور حضرت نے س کے آگے کا جملہ فرمایا اور کھڑے
پھر حضور کے وہ سلسلہ دار اس کے آگے کا جملہ فرمایا کرتے اور دوسرے
صاحب نے حضور کہنے کے درمیان اپنا خط سانا شروع کیا صاحب حضور
کہتے ہیں وہ رک جاتے تو وہ پتا خط سنانے لگتے اسی طرح انہوں نے ہر خط
سنا دیا اور سب کو بھی اس کے پیچھے سوال کے متعلق جو فقرہ سنا تھا وہ استاد
فرمایا اب دونوں صاحب اپنا اپنا جملہ پورا کرنے کے بعد حضور کہنے اور
جواب دینے پر اس کو کھڑے شروع کر دیتے ان دونوں صاحبان کے حضور کہنے
کے درمیان کا جس قدر وقت بیتا اس میں میرے صاحب نے اپنا خط سنا
شروع کیا اور اسی طرح جواب لکھنا شروع کیا یہ حال دیکھ کر مجھے حقیقتاً پین
آگیا اور جب صاحب نے اسی حالت میں کچھ مسائل دریافت کئے جنہیں
سن کر مجھے بہت ملال ہوا اور ساتھ ہی غصہ بھی آیا کہ اس شخص کو ایسی
حالت میں سوال کرنے کا کوئی موقع نہیں مگر حضور نے اس کے جواب
دہرہ ہر بر ملا نہیں فرمایا اور نہ ثابت، طہینان سے ان کو بھی جواب دیا
اسی طرح وہ ۲۵ خطوط متا کر پورے کئے گئے۔

● وہی بیان کرتے ہیں کہ حضور کا "اراجیہ" جو احسن میں "مفسل
ہوتے ہیں مگر کام کا سلسلہ بدستور جاری رہا عزیزوں نے آپ کو کام کرنے
سے منع کیا مگر آپ نے مطلقاً پروا نہ کی طیب سے کہ گئی کہ حضرت مفسل کے
دن بھی برکت تھے آپ سے آنکھوں کو نقصان پہونچنے کا اندر ہے طیب
نہ صاحب نے بہت بھی یا تو ان کو جواب دیا "اچھا شمس کے دن میں خود میں

کھوں گا دوسروں سے کھدا دیا کروں گا؟

ذہانت

ملک العرب، حضرت موبین طہرانہ میں صاحب ہماری راہمت بہا ہونے پر
فرماتے ہیں کہ حضور علیہ صلوٰۃ و سلم نے شہر خالی میں ایک پستی بھیت تشریف
لے گئے اور حضرت موبین رووی و صی احمد صاحب محدث سورقی مدظلہ کے
مہمان ہوئے ان سے کھٹک کر کہنے کے درمیان "عَلَّقُوا لَنَا بِدَقِّ تَقْدِيرِ
السَّادَةِ الْخَامِدَةِ" کا تذکرہ کیا حضرت محدث سورقی صاحب نے فرمایا
کہ دو کتاب میرے کتب خانے میں موجود ہیں حضور سے اس کے جواب میں فرمایا
میں نے اس کو نہیں دیکھا ہے ایسی میں میرے ہمارا کہہ چکے گا حضرت محدث
سورقی صاحب نے خوشی قبول کیا اور کتاب حاضر کر دی اور فرمایا ملا خطروا میں
نویج دیکھو گا اس لئے کہ آپ کے یہاں تو بہت کتا ہیں ہیں لیکن میرے پاس
گفتگو کی چند کتا ہیں ہیں جو ان کے جس سے فتویٰ دیا کرتا ہوں حضور علیہ صلوٰۃ و سلم
فرمایا "اچھا"۔ حضرت کی اسی روایتی تھی مگر آپ کے ایک
جان تارے آپ کی دعوت لے لی جس کے باعث قیام کرنا پڑا

رات کے وقت آپ نے "عَلَّقُوا لَنَا بِدَقِّ تَقْدِيرِ" جو دو حصہ دس میں کافی صمیم تھی
شروع سے آخر تک ملا خطروا فرمایا دوسرے روز بعد نماز فجر ربی مشرفیت
رواگی کا ارادہ فرمایا جس وقت آپ کا سامان ہوا وہاں تک وہ کتاب
اسباب سے نکل کر دی اور فرمایا کہ اس کو محدث صاحب کو دے گا

مجھے حیرت ہوئی کہ حضرت اس کتاب کو ساتھ لے جانے کا ارادہ رکھتے تھے
واپس کیوں فرما رہے ہیں لیکن مجھے کچھ ہلے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہاں حال
کے مطابق میں وہ کتاب بھڑکھا جب کے پاس سے کر حاضر ہوا کہ
مذمت صہ حب علیہ حضرت سے سے درائش تک آپ کے ہمراہ جانے
کے لئے رٹا دیکھان سے، ہر شریف اس سے لئے میں نے ان سے علی حضرت کا
ارشاد فرمایا ہو، حمد عرض کیا اور اس کتاب کو لئے ہوئے بھڑکھا صاحب
کے ساتھ، واپس ہو حضرت بھڑکھا صاحب نے فرمایا کہ میرے اس کے کا
کہ جب ملاحظہ فرمائیے مجھ سے کہے گا "آپ کو مال ہو اس لئے، اس
کتاب کو واپس کر دیا، آپ نے فرمایا کہ اس کو بریل شریف عمر دے لئے کا
قصہ تھا اور کل ہی جاتا، تو کتاب کو ساتھ سے جاتا لیکن جب کل جاتا ہوا
تو رات میں اور صبح کے وقت ہماری کتاب اچھا والی ہے ہم سے جانے کی
ضرورت نہیں رہی حضرت بھڑکھا صاحب نے فرمایا ایک اور دیکھنا
کافی ہو گیا۔ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل و
کرم سے امید ہے کہ زمین جیسے تک تو جہاں کی جہاد کی ضرورت ہوگی
فتویٰ لکھ دوں گا، اور مضمون توافقت اللہ تعالیٰ عمر بھر کے لئے محفوظ رکھا۔

مسلمانوں سے محبت

اور

دشمنان اسلام سے عداوت

حضرت علیہ حضرت عظیم بہت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اہل عادت تھے
ہوئے کے ساتھ ساتھ شریعت کے عظیم انتہا، اور چٹو تھے اسی لئے
آپ کی زندگی پاک کا ہر ہر لکھ کتاب و سنت کے شہار میں گرتے تھے،
آپ اہل اسلام کو ہدایت جہت سے دیکھتے تھے، اور دین حق سے فرمان
خداوندی و ارشاد رسالت پناہی کے مطابق نفرت و گریہ رکھتے تھے مگر
اس کے باوجود آپ دشمنوں کے ساتھ خدوخی و سخت کلامی کے ساتھ پیش
در آتے۔۔۔ انداز گفتگو میں اس قدر شیرینی و عذابت تھی کہ اپنے تو
اپنے غیر بھی آپ کے گرد یہ من جاتے تھے، اور یہ صفت آپ کی ذلت گرامی
میں اس لئے مت و نظر آتی تھی کہ آپ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے صحیح نائب اور پیچھے وارث تھے۔ ایک حدیث شریف میں ہے جس کا مطلب
یہ ہے کہ جب دین کا معادہ آجائے کوئی خدا و رسول صلح اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو بڑھے، ان کی شان میں بھل کی بھی گستاخی کرے تو پھر خاموش نہ بیٹھے
بلکہ سے جہاد کرے، قتل کرے زبان سے تذلیل کرے، اور اس
سے برا جانے والا وہ ایسا عورت سے عزیز تر ہی کہوں نہ ہو اس پر علیہ حضرت

طرز زندگی

غذا آپ کی غذا سادگی ہی نہیں بلکہ یک پیاں مگرمی کے گوشت کا شور یا پیچ مرچ کے اور ایک ڈیڑھ سکنٹ اور وہ بھی اور وہ ہیں مگر بسا اوقات اس میں بھی اندر جو جانا تھا ۔

● سو ہی محمد بن مسعود یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک سال میں نے دینی شریف میں رمضان شریف کی سورت کی سے شکات کی حضور ﷺ بھی یہی سورت میں آئے تو فرماتے ہی سہ چاہتا ہے کہ میں بھی شکات کروں گا رخصت میں ہی طرز ۱۰۰ مبارک کو فرما کر رخصت میں بھی مشکف ہو جاؤں ۔ ان کے حاضرین پاؤں کھاتے ہیں اور ان کے دیکھو آئے ۔ چھوٹے سادہ ۔ غیر سنی اور ایک پوسا سے جو پیشانی پر لگی تھی ایک دھریں سے جس پر کہ حضور فیہی اور پیشی کا کیا حشر ہوا نکلتا تھا ۔ شروع کرنا اور نکال ہی پر شرم کرنا شکف ہے ۔

سینے کا نظام آپ کے خادم کا بیان ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابراہیمؑ کے آداب میں صرف ڈیڑھ دو گھنٹہ آرام فرماتے تھے اور جب آرام فرماتے تو داسنی کر دیا اس طرح ہر کہ دونوں ہاتھ ٹاکر سر سے بچے رکھتے اور پاسے ہر کہ سمیٹ لیتے کبھی کبھی خدام ہاتھ پاؤں داسے بیٹھنے اور عرض کرتے حضور دن بھر کام کرتے کہنے خاک گئے ہوں گے دوسرے ہمارے دراز فرمائیں تو ہم در و نکال دیں اس کے جو میں فرماتے کہ پاؤں نہ

قبر کے اندر بھیجیں گے ۔ ایک عرصہ تک آپ کے اس ہیئت پر کام فرمانے کا مقصد نہیں معلوم ہو اور نہ آپ سے پوچھنے کی کوئی اہمیت ہی کر سکا لیکن پھر حضرت محمد ﷺ اسلام پر لینا عابد رضا عباس صاحب قبلہ علیہ رحمہ سے بتا دیا جس کی وضاحت دین کے چند شعاع سے جس و خوں ہو رہی ہے ۵ چاند سے ان کے چہرے پر گیسٹ مشک نام ۱۱

دن ہے کھانا ہوا مگر وقت سحر ہے شام ۱۱
ہاتھ کوٹاں پر رکھو پاؤں سمیٹ ۱۱

دال ہو ایک "ح" ہو ایک آنحضرت ﷺ نام ۱۱
دست نہ پسر رکھیے ۔ گونٹے کا اگر

نام اول سے کھاؤ اور اہل ہے نام ۱۱
ام جاتے ہاتھ میں نام نہیں ہے دات میں

مہر ملائی ہے پڑی گھٹنوں میں نام ۱۱
ام حبیب کی ادا جاگتے ٹوٹے ہر ۱۱

نام محمدی بنے جسم کو یہ نظام ۱۱
میں دونوں ہاتھ سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں میں نہ کر سوتے سے سریم کشیدیں
حق کر حیم اور پاؤں دل گویا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نقشہ بن جاتا ہے ۔

اس طرح سونے سے فائدہ یہ ہے کہ شتر ہنر فرشتے رات بھر اس نام مبارک کے گرد اور اوپر ترہٹ پڑھتے ہیں ۔ ردہ اس طرح سونے والے کے

طالب علمی کا زمانہ تھا تو تک میں پڑھتا تھا کہ وہاں ایک بزرگ شریف اٹھنے
 جن کی دعا اور تلقین امت کا سمت ٹھہرے اور اس سے زیادہ جرم ہوا جس کو جس مقصد
 کے لئے تلقین دیا تیر بہشت ثابت ہو، تلقین عطا اور کامیابی قدر چاہتی ہے۔ میں
 وہ نہ بھی دانی دینا ایک دن کن بزرگ سے خود مجھ سے فرمایا کہ کوئی تلقین
 نہیں دیتے ہیں نے عرض کیا میرے پاس نہ کے لئے دیکھ کیا ہے کہ
 اس کی قیمت کروں فرمایا کہ تم سے کوئی مذہب نہیں دے گا مگر اس کے بعد
 مجھے خود ایک نقش عطا فرمایا اور فرمایا کہ سونے کے پتھر پر شرف آفتاب میں کندہ
 کر کے اس کو پھندا ٹھیکر دیکھیر ہوگی خدا کی شان کدہ کرنے والے بھی
 مل گئے اور اس قدر سونے کا بھی انتظام ہو گیا رہا شرف آفتاب معلوم
 کرنے کا مسئلہ تو مجھے لوگوں سے معلوم ہوا کہ عین حضرت امام باقر علیہ السلام
 احمد رضا خاں صاحب اس فن میں کہاں جہاد رکھتے ہیں چنانچہ ان کی
 خدمت میں حویلیہ حاضر کیا اور دریافت کیا کہ اس شرف آفتاب کیسے
 اور کب سے کب تک رہے گا۔ خدا کی شان کہ جس دن یہ عریضہ بریلی پہنچا
 اس کے دوسرے دن شرف آفتاب شایع ہوا اور ظاہر ہے کہ وہی رات
 ہی آیت حضرت اگرچہ بقرہ فرماتے تو یہی سے تو تک تاک شرف آفتاب
 ختم ہونے کے بعد جواب پہنچا اس وقت مجھے بڑا حیرت و سرعش والا
 اس کا نہ زہ کر سکا ہے کہ وہ صدر بیان سے اہر ہوتا اور ایک سال
 اس وقت کا پھر انتظام کرنا پڑا، علی حضرت قدر سے ایک طالب علم کی اس
 کیفیت کا خیال فرماتے ہوئے میرے پاس سے تار پر جواب دیا اکل لوبے سے

شرف آفتاب شروع ہوگا اور ایک دن ایک رات وہے گا مجھے تاریخ ٹھیک
 وقت پر مل گیا اور میں صبح وقت پر توجہ کدہ کر سکا اس تلقین کی انگوٹھی حضرت
 میرے ہاتھ میں رہتی ہے جس وقت اس انگوٹھی کو دیکھتا ہوں علی حضرت
 قبلہ کی شفقت پادانی ہے اور ان کے اس احسان کو یہ کرتا ہوں کہ ایک
 طالب علم کی ضرورت کا فقرے سے کس اور جو خیال کیا اور نہ کثیر لوگوں کی
 حاجت ہوں بے کر غیر شام آدھی کے چوبی صبح کا بھی جواب دینے کی رحمت
 گواہ نہیں کرتے دیکھ ہے پاس سے تار دیا اور یہ خیال کرنا کہ وقت پر
 جواب نہ پہنچا تو کس کام کا یہ ہے کہ بڑوں کی بڑی بات جوتی ہے۔

اعلیٰ حضرت تقدس شرف کا علم و فضل

بھی علی حضرت قبلہ کا واحد علی شخصیت، سنئے سنئے اور اپنی شخصیت صحیح
 میں ان سے اس کا اعتراف بھی نہ گیا۔ علی حضرت قبلہ کا جب وصال
 ہوا ہے تو میری اضلاع کو لوڈ تار دیئے گئے۔ (علی حضرت قبلہ کا رھاں
 جمعہ کے دن دو بجے ۱۰ منٹ پر اس وقت ہوا تھا جبکہ یا اے اسلام میں
 خلیفہ شہروں پر کھڑے اب اعتراف کی بارگاہ میں عرض کر رہے ہوں گے
 کہ اَللّٰهُمَّ نَصِّرْ مَن نَّصَّرْ وَتَنْصِرْ لَنَا اِنَّكَ تَعْلَمُ
 وَتَهْتَدُ وَاجْعَلْنَا وَنَهْجُ رِجْیَ سے پروردگار جس نے حضور سیدنا
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پاک کی حمایت و مدد کی
 اس کی مدد فرما اور ہم کو انہیں دین کے حامیوں اور مددگاروں میں سے

بنادے) ان کی تلخ پرمفوح بات دعاؤں کے بھڑکتے میں عداوتیں پہنچی
جب وہ غارِ قزو آبادیں اُمتا، سدا، مولینا نعیم الدین صاحب (علیہ السلام) کے
پہنچا تو دورِ شہر میں اعلان کرے کے سنے، انھوں نے طلبہ کے چند گروہ روانہ
کر دیئے جو پہلے ایک سو دہرہ تکبیر سے لوگوں کو ایسی طرف متوجہ کرتے تھے
پھر مد آواز سے ایک شخص اعلان کرتا تھا کہ آج مارِ محمد کے وقت اہلِ حضرت
قبیلہ کا وصال ہو گیا اور کل اُس کی تہنیر دکھیں ہوگی جو صاحبِ حناؤں میں
شرکت کر چاہیں وہ سوئے جمع تک، نبی پنج جائیں۔ یہ اعلان جب شاہی
مسجد کے قریب پہنچا تو دربار شاہی مسجد کے صدر مدرس نے ایک طالب علم کو
حکم دیا کہ باز رہیں دیکھو کیا اعلان ہو رہا ہے وہ طالب علم گیا اور آواز سے
شکراتے ہوئے کہا کہ صاحبِ برجوی فوت ہو گئے اس پر صدر مدرس
بہت برہم ہوئے کہ یہ خوش ہونے کی بات ہے ماروئے کی بات ہے۔ خدہ بھی
اختلاف پئی ملکہ رہا اگر ہمیں خیر سلواتو، ام کے مقابلے میں اُن کی ذات کے
ساتھ ایک فرقہ قائم تھا کہ دنیا کے سارے علوم اگر ایک ذات میں جمع ہو سکتے
ہیں تو وہ مسلمان ہی ہو سکتا ہے اور اس وقت ہر مسلمانوں میں ایک ایسا
مخلص موجود بھی ہے کہ دنیا بھر کے فرقہ جو علوم میں ہمارے ماترہ رکھتا ہے اور
وہ مولینا احمد رضا خاں کی ذات حق جرن کی ذات تک ہمیں یہ لُحڑ حاصل تھا
انہوں صد افسوس یہ فخر آج اُن کے ساتھ گیا، مسلمانوں میں کوئی شخص
ایسا موجود نہیں ہے جس کا نام اس فخر کے ساتھ پیش کیا جاسکے یہ حق
وایہ کے کٹر کار کی رائے، سینہ حضرت قبلہ کے علوم کے متعلق "والفضل

ما مشہدات بہ الاعداء" حقیقی بڑا لہ ہے جس کی گواہی دشمن دیں۔

اہلِ حضرت قبلہ کا انکار تو وضع عام مسلمانوں کے ساتھ ایک

سیکھت قبلہ سے، محتاج بویا و شیریں صاحب کے ام بلسلا ملازم صاحب
مدارشی حدائق کی خواہش کی آپ نے انھیں اس مضمون کا خط لکھ کر دیا کہ۔
"میرے خدمت افلاں صاحب، آپ کے اس سلسلہ کا است

آتے ہیں آپ انھیں جگہ دے کر رکھے مگر کم بنائیں"

وہ صاحب یہ خط لے کر تیرٹھ پہنچے اور خط پیش کیا وہ یہ خط دیکھ کر ہی حیرت
میں پڑ گئے کہ اہلِ حضرت قبلہ میرے خدمت میں اور یہ صاحب ان کے خدمت
میں اگر میں انھیں ملازم رکھوں تو آپ کے خدمت کے کام کیسے
لوں گا اُس وقت وہ بن عبد الباقی صاحب موجود تھے انھوں نے وہ خط اُن کو دکھایا
کہ میں اس کی کیسے تعمیل حکم کروں اگر رکھتا ہوں تو وہ میرے خدمت کے خدمت
میں میں اُن سے کیا کام لے سکوں گا، انھوں نے فرمایا کہ تم مولینا احمد رضا خاں
صاحب (قدس سرہ) کی ان باتوں پر زبذہ ہر سنی مسلمان جو ذرا متشعر ہے
اُن کا خدمت ہے اگر جنگ ہو تو جو صاحب آئے ہیں انھیں ضرور نوکر رکھو اور
بے تکلف اپنا کام لو۔

خوش طبعی اور ادبی لطیف

● حضرت سید شاہ اعظمی حسن صاحب مارہروی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے

کہ ایک درجہ حضرت جدی سیدنا شاہ رکت امجد صاحب قدس سرہ اعزریہ کے عرس پاک میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اس عرس میں آپ کے سونے بھی ساتھ تھے انھوں نے میرے خادم علام نبی سے اس کی ذات پوچھی اس نے جواب دیا کہ ہم پتھان ہیں " اس پر انھوں نے کہا کہ تم میرے بھائی ہو انھوں نے علام نبی سے دریافت کیا تم کون سے پتھان ہو چونکہ وہ صوفی و نوافل کے باعث جو بارہ سوے سکتا تھا اور بارہ سوے والے سے پوچھا گیا " ہلا " پتھان ہیں " اس پر اعلیٰ حضرت نے اپنے سنونی سے طرح کے طور پر فرمایا کہ آپ کی ذات کا آج پتہ چلا کہ یہ اپنے کو میرے پتھان مانتے ہیں اور آپ ان کو اپنا بھائی کہتے ہیں ۔

● سید یوسف علی صاحب رضوی بیان کرتے ہیں : ایک دفعہ میرے بھائی لارے سے دیکھا کہ ایک بازگیر کے پاس لوگوں کا مجمع ہے اور وہ پانی کا بھرجا کٹورہ ایک ڈارے کا سر ڈاس کر غما رہا ہے دوسرے پہ پائے مبارک کا جوتا اتار کر اس کے ماتے ڈاس دیا اور فرمایا تو اسے وٹا دے اس نے بہت کرسٹل کی ٹکر ٹاٹ سلا ، تا فراموش کو داس میں ڈاس کر کاٹا اتنا دس میں تشریف سے گلنے بازگیر اور بہت سے لوگ اس واقعہ سے نہایت حیران ہوئے ● کسی آدمی نے اپنے مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس کا نام " آریہ دھرم پرچار " رکھا جب وہ کتاب بھی تو اس کے مصنف نے ایک اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیجی حضرت نے اس کتاب کو بخیر نظر فرمایا اور اس کا ردعاشیہ پر تحریر فرمایا اور اسی طرح علی قلم میاہ روشانی سے " پرچار کے

بعد حضرت " بڑھادی " اور " آریہ دھرم پرچار " بنادیا ۔

● ایک دشمن صوفیہ نے ایک کتاب لکھی اور عربی و اردو میں بہت کھانا کیا اور صانع و بدائع کو بھی دھت سے دجاسے دیا اور اسی وجہ سے اس کا نام " جناس " لاجناس " رکھا " ایک شخص آپ کے پاس بھی اور ساریا دھرم کے اس کو خط لکھنے کے بعد مولانا علی صاحب قدس سرہ کو دیا اور فرمایا کہ کچھ لکھ کر سے یہ کتاب ان سے موجود رہے جس کو اب جو میں اس کا نام پڑھنا ہوں تو " انجاس لکھنا " ہے " اس " سے میں حیرت میں پڑ گیا کہ مصنف نے یہ کیا نام رکھا لیکن جب عورت دیکھ تو " جناس " سے قول اعلیٰ بڑھا ہوا ہے " جناس " کو ملا کر نون کا شوشہ غائب کر دیا گیا ہے اور دوسرے نون سے " وکر سیاہی سے بھر دیا کہ بھوس معلوم ہونے لگا " آج " سے درخ بڑھ دیا خاصہ " انجاس لکھنا " ہو گیا ۔

● ایک مرتد کسی مذہب نے ایک رسالہ بھیج دیا جس کا نام " انعام " تھا اعلیٰ حضرت نے اسے قلم سے دھیں لکھ دیا " محروم " یہ قصہ مشہور ہوا تو اس کے ایک ہم حیا نے بڑے افسوس کے ساتھ کہہ کر رسالہ کا یہ نام کیا کہ رکھا گیا اور اگر رکھ گیا تھا تو اعلیٰ حضرت تک کہ وہ پہنچ گیا ۔

● مولوی حرم علی ہمدانی کی ایک مشہور شریک کر کتاب ہے جس کا نام ہے " بصیرت المسلمین " لیکن اس میں باتیں وہی مسلمانوں کو بلاوجہ شریک بنانے والی ہیں جس زمانہ میں حضرت کاتب خانہ مشرف کیا ایک کتاب " نصیحت المسلمین " لکھی تھی اس سے گہری کجی کہ یہ کوئی حق کتاب ہے لیکن جب اسے عور سے

ایکھا "تفصیح" کے وزن کو سرے کرقت بنا دیا گیا اور ساتھ پر نقطہ بڑھا دیا گیا ہے اور اس طرح کتاب کے نام کو بھی کے مطابق "تفہیمتہ مسلمین" قرار دیا ہے ● اسامیعی دہوی کی مشہور کتاب "تقدیۃ الایمان" جو از اول تا حرامت وتفہیمت راست اور مشرک و بدعت سے جبری مونی ہے اس کے ن کے دونوں نقطوں کو اس طرح ملا دیا کہ نقطہ معلوم ہوئے لگا جس سے "تقدیۃ الایمان" کی بجائے "تقدیۃ الایمان" سمجھ باسی ہو گیا۔

● اشرف علی تہن نوی کی کتاب "حفظ الایمان" کو اعلیٰ حضرت نے اس کی
تقد کو اس طرح بن دیا کہ یہ کا شمشہ معلوم ہو اور حجت اب کا عقد دست کر
اس کا صحیح نام "خط الایمان" کر دیا۔

● تادم حضرت علامہ غلام حیاتانی صاحب قبلہ اعلیٰ مدظلہ العالی
 رخصتوں نے اعلیٰ حضرت عظیم برکت رضی اللہ عنہ کا آخری روز اپنی کھدور سے
 (کیا ہے) بیان فرماتے ہیں کہ ان سے یہ قناعت عمل صاحب مے اپنا
 واقعہ ذکر کیا کہ حضور اعلیٰ حضرت نے مجھ کو ایک کتاب عنایت فرمائی، وہ کیا کہ
 اس کی کل جلد بہ حیو کرے آئیے گا وہ کتاب ہر سال کے پاس سے گئے
 لیکن وہ بہت مصروف تھا اس نے وقت مقررہ پر دینے سے انکار کر دیا
 اب انھوں نے بازار سے تین پیسے میں حیدر آباد سے گا سامان خریدی اور جو اپنے
 ہاتھوں سے جلد ہاندھ کر حضور کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اعلیٰ حضرت کے
 استفسار فرمایا کہ اس کی اجرت کتنی ہوئی اس کے جواب میں انھوں نے
 عرض کیا تین پیسے۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ صرف تین پیسے میں

عہد کیسے تیار ہو سکتی ہے، انھوں نے واقعہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا کہ حضور
سائن خبردار کریں نے ہی، پہنے ہاتھوں سے بازو ہی ہے اس پر اعلیٰ حضرت نے
فرمایا بہت بڑے جلد ہیں آپ ۔

○ جب سید ذوال ثانی جمعہ میں علیحضرت نے مردہ سنت کو زندہ کیا کہ یہ اذان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رخصہ وانشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بگہ مشام کے زمانے تک بیرون مسجد ہی ہوا کرتی تھی اور باوجود قصر بجات انھانے کرم کہ ذوال مسجد میں مکر وہ ہے مگر لوگ ہیں کہ مسجد کے اندر خطیب کے سر پر دینے کے عادی ہو گئے ہیں اور خلاف شرع رسم و رواج کی اصلاح چاہی تو بعض علما نے بھی اس کا خلاف کیا اور خیر میں مولین عبد الغفار صاحب راجوری نے انتہائی کد و کاوش سے ایک رسالہ لکھا جس کا نام "تعین اللہ لعلیہ تسبیحہ و انکشاف اللہ تعالیٰ عنہ" رکھا مگر یہ دائرہ میں اس طرح لکھا

اَلْمُبْتَدِئِينَ عَنِ " رکھا مگر یہ دائرہ میں اس طرح کھا
 میں حضرت کے پاس جب یہ رسالہ پہنچا تو اولین نگاہ میں فرمایا کہ
 مولانا محمد انصاری صاحب نے اپنے رسالہ کا نام بہت عمدہ رکھا ہے
 رنگ یہ پیش کر شوق سے متوجہ ہوئے کہ میں حضرت اس کا نام کیا فرماتے ہیں
 میں نے کہ رسالہ سب کے سامنے تھا جب سب لوگوں کا اشتہاق دیکھا تو فرمایا
 فرمایا کہ مولانا نے اس کا نام " اَفَارُ الْمُتَبَدِّئِينَ بِهَذَا يَرْحِلُوا لِقَاءَ الْمُبْتَدِئِينَ " رکھا ہے
 اس لئے کہ جو نام دائرہ میں لکھا جاتا ہے اس کے پڑنے کا یہی قاعده
 ہے کہ نیچے سے اوپر کوڑھا جاتا ہے اس لئے اس کا نام " اَفَارُ الْمُتَبَدِّئِينَ "

مرد حل شد التین" ہے۔ جب مولینا عبدالغفار صاحب کے کانوں تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے بنایت سادگی کے ساتھ کہا مولینا کا ظلم دیکھنے کے لیے اب دیکھا۔ ہم انہوں نے "آثار المبتدعین" قرار دیا اور ہم لوگوں کو متدبر مت دیا مولینا بقول احمد صاحب دہلوی دہاں نشر و تبلیغ رکھتے تھے انہوں نے فرمایا کہ جناب جتدہ ترجمہ پہنچنے پہنچے ان کو بنایا اور رسالہ کا نام جس میں شہادتین مدام آثار المبتدعین رکھا اب انہوں نے اسے نوٹ دیا "عظمت و افضال" تو آثار کا بدل بنا تو یہ خود آپ کے طبع کی فعلی قیاس نام و نہ میں نکلا انہوں نے خود سکا نوٹ دیا مولینا پر کیا الزام ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ

آپ نے قرآن مجید کا ترجمہ اگرچہ خود سے سے وقت میں فرمایا مگر وہ اپنی شان میں انیا کے تمام ترجموں پر زبان کی سلاست معانی کی عاریت اور حقائق و معارف میں بے مثل و فائق ہے جس کے بڑے بڑے علماء مدائح ہیں۔ اس کی مقدسیت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ مولوی اشرف علی بھی پکا دیکھے کہ قرآن عظیم کی معرفت اگر اس زمانے میں کسی کو حاصل ہے تو وہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔ "الفضل، مشہدات، الاعداء" آپ کا یہ ترجمہ کلام حبیہ کنز الایاں کے نام سے مراد یاد رکھا ہی کے کسی ایک مکتبوں سے ہزاروں کی

تعداد میں شائع ہو کر مسلمانوں کے ایمان میں تازگی و بالیدگی اور مگر انہوں کو حق و ہدایت کی راہ دکھا رہا ہے۔

تفسیر حضور علیہ صلوٰۃ و علیہ وسلم قرآن مجید کی تفسیر نہیں کی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ فتویٰ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف میں اس قدر مصروفیت رکھتے تھے کہ آپ کو اس کام کے لیے فرصت ہی نہیں ملی۔ مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ اگر آپ کی تمام تصنیفات تبع کی جائیں تو شاید مکمل تفسیر سامنے آجائے اور وہ بھی ترجمہ قرآن کی قطعاً ہی و عیت میں بے مثال ہوگی اس کے ثبوت میں صرف یہ واقعہ کافی ہے کہ آپ نے صرف لفظ "بسم" کی تفسیر میں ایک طویل تقریر فرمائی جس کو جمع کر کے "المیلاد النبویہ" کا نام سے شائع کی گئی ہے۔

ایک مرتبہ آپ مولینا شاہ عبدالقادر صاحب علیہ رحمۃ کے عرس شریف میں جاہلوں گئے تو وہاں ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک کامل چھ گھنٹے سورۃ "الضحیٰ" پر بیان فرمایا پھر فرمایا کہ اس سورۃ میں کتنی کچھ آیات کریمہ کی تفسیر یہ جزو نام فرما کر چھوڑ دیا کہ اتنا وقت کہاں سے لاؤ کہ پورے کلام پاک کی تفسیر کر سکیں

حفظ قرآن کریم

ایک مرتبہ آپ ارشاد فرماتے تھے کہ بعض واقف حضرات میرے نام کے ساتھ حافظ بھی لکھوا کر دیتے ہیں حالانکہ میں اس منصب کا اہل نہیں ہوں لیکن یہ ضرور ہے کہ اگر کوئی حافظ صاحب کلام پاک کا ایک رکوع پڑھ کر

نہ دیا کہ تے تو دوبارہ مجھ سے شہن بپتے چنانچہ یہ طے پایا اور عشا کا حضور فرماتے
کے بعد جماعت سے قبل اس کے لئے شہسٹ شروع کر دی گئی اور تیسویں روز
آپ نے تیسوں پارے حفظ سنا دیئے اور یہ فرمایا کہ محمد مشریم نے کلام پال
ترتیب کے ساتھ ذکر کیا اور یہ اس لئے کہ بندگان خدا کا کسا غلط دہر

وعظ و تقریر

وعظ و تقریر کے متعلق آپ ارشاد فرماتے تھے کہ اس کے الفاظ توچہ میں
ٹپ جاتے ہیں اور کتا میں جب تک کھنڈا رہیں گی ایک دین ان سے تفتیش
ہو کر اسلام و کسب کی راہ پائے گی۔ اس وجہ سے آپ تقریر سے
ختر از کرتے اور اپنی مبارک زندگی کے بیشتر قیمتی لمحات تصنیف و کتب میں
صرف کرتے۔ آپ سال بھر میں صرف تیس بار وعظ و تقریر کے مسند پر جلوہ افروز
ہوتے۔ ایک وعظ بعد از دت رہندی کے سالانہ جلسہ میں وہ سرا وعظ
کلبس میلاد مسرور کائنات صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وجہ آپ کی جانب سے
ہر سال ربیع الاول مشرف کو صبح ۸ بجے ہوتی تھی وہ محفل اب بھی اسی طرح
شان و شوکت کے ساتھ حضور مشقی عظم ہند سیدنا مصطفیٰ رضی اللہ عنہ صاحب
مہم خلفہ کی ذات خاص سے منعقد ہوتی ہے اللہ بجز اللہ تعالیٰ بغیر اعلان و
اشتہار کے اس میں شریک ہونے والوں کا مجمع اس قدر کم ہوتا ہے کہ
مکان و سرگ پر جگہ نہیں ملتی اور تیسرا وعظ حضرت سید شاہ آغا سول خاں
دہرودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حُرس میں فرماتے تھے پچھلے عرصے میں

علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشا۔ اقدس پر ہوتی تھی۔ فیس
کہ آپ کی یہ قرآن و احادیث کے نکات سے سیریز و معور تقریریں تسلیم بند
نہیں ہو سکیں۔

وصال

وصال مبارک ششمہ میں آپ بھولی تشریف رکھتے تھے در
آپ کی بھول ص جز دی صاحبہ جو رہ بغرض علاج بینی مال میں قائم تھے
تھیں۔ جب آپ کا عید پڑھانے کے لئے بینی مال تشریف فرما
ہوئے تو انھوں نے آپ سے شدت مرض کی کیفیت بیان کی آپ نے
وہاں سے فیصلہ ہوئے وقت فرمایا کہ میں نکلا، تشریف لے گیا اور
نہ ایک سو گاہ لاگو وہ زیادہ بار تھیں اور حضور والا کے بعد صرف ۱۲ دن
تقدیر حیات رہیں ۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۷ھ میں سفر آخرت کیا
اما اللہ وانا الیہ راجعون۔

۱۸ محرم الحرام ۱۳۳۷ھ کو آپ بھولی سے تشریف لائے سلاہ انان
بریلی شریف نے آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا شہر میں ہر چہرہ جانب
چل پیل ہو گئی عقیدہ مندوں کی جماعت ہے حدسرد و شاد و تقویٰ
بھولی میں آپ کو ارد پہلو کا دورہ پڑ چکا تھا اس سے جسم مبارک میں شدید
ضلع پیدا ہو گیا تھا دھن اور دودھ اور نقات کے مسلمان آپ کی علالت
کی خبر سن کر آپ کی روح بدھی و محبت کے لئے گروہ گروہ آتے جاتے رہے

اور جو انتہا بہت تن کی مجلس تذکیر و نصائح سے سریر و معبود ہوتی تھی حتیٰ کہ کوئی مجلس جی سرکار دعا و مجلس سہروردی علیہ السلام کے انکسار سے خالی نہ گئی۔ اس بیماری کے واسطے میں خصوصیت کے ساتھ چند نامہ سنانوں کے لئے جلسہ خاص کی دعا فرمائی۔ حصر و اسیت کی رحمت جو کہ اکثر حادثہ فتنہ بکر فرماتے کہ جو بنی اور صحرانہ کی دوستی راستے بھگی بندہ جانی۔ اکثر اوقات رش و فتنے کے اس شخص کا کہہ دیا۔ یہ وہ اس سے سب کچھ پایا۔ کسی دربار سے نہ تو اس کا فضل سے دور رہے کہتے تھے کہ وہ اس شریعت پر عمل کے وقت کو کہ کان میں بلایا یہ وظیفہ بصیرت کی اثر کا صحبت تھی۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب قباظلی صیبر رحمہ اللہ سے یہ سب نصیب ٹھہرا کر لئے تھے لیکن وہ کہیں کام میں بیٹھ گئے کہ کان کا شریعت کے وجود ہی پر تھا۔ اس کے اس کہ کلمات طہارت جو بطور پادشہ انتہا سے فرمانے تھے وہ وہاں سب کیا ہوتا تھا۔

"پیارے بھائیو! آذری قایقہ فی قریب کشتہ مجھے علوم میں کر میں کہتے دن بعد اس قدر ٹھہروں میں ہی وقت ہوتے ہیں بچوں جونی اور بڑھاپا بچپن گیا جونی آئی جونی گئی میری آئی اب جو خدا دست کون سا آئے۔ لا ہے جس کا انتظار کیا جائے ایک موت ہی آتی ہے انتہا قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عقد فرمائے وہ سب لوگ ہوں ہیں اور میں آپ لوگوں کو شہاد ہوں مگر ہر س کی ایک نہیں۔ اس وقت میں وہ وصیتیں آپ لوگوں کو کرنا چاہتا ہوں ایک نو شہد و سب بل جانا

میں انتہا تن علیہ وسلم کی دوسری خود میری۔ تم ٹھیکے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھٹوں میں جو بھڑیئے تھا سے یہاں طرف میں تو کہہ بھکا چاہتے ہیں اور فتنے میں ڈوب چکے ہیں۔ قیاس اپنے ساتھ جہنم میں سے چلا جاتے ہیں ان سے کچھ اور دور بھاگو اور چلا جاؤ۔ نفس ہوا ہے بچہ بن ہوا۔ قابل جوئے عرض کہتے ہی فرماتے ہوئے یہ سب بھڑیئے ہیں۔ انتہا سب انسان کی ناک میں ہیں ان کے عملوں سے جان کو بھاؤ۔ تصور آئے جس سے انتہا علیہ وسلم رب العزۃ علی صلا کے میں ٹھہرے صفا پر روشن اسے اللہ سے سماعتیں روشن ہوئے ماسعین سے تبع تابعیں روشن ہوئے اور ان سے انتہا روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے یہ ہم فرماتے کہتے ہیں۔ لا تم سے ہو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو دو اور یہ کہ انتہا رسول کی تھی محبت ان کی تعلیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی شہرہ اور ان کے دشمنوں سے بھی خدمت۔ اس سے انتہا رسول کی شان میں دلی توجہ پاؤ پھر وہ تھا کہ کبھی ہی پیر کیوں نہ ہو اور اس سے تھا ہو جاو جس کو رگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دکھ پھر وہ کبھی ہی تھا۔ بزرگ معظّم کیوں نہ ہوئے۔ اس سے اسے دودھ سے کھلی کی طرح نکال کر پھینک ۱۱۔ میں پائے چاہا ہر کی عمر سے یہی ستارہ پاؤ اور اس وقت بھی یہی عرض کرتا ہوں۔ انتہا تو سب اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندہ کو کھڑا کر دے گا مگر انہیں معبود میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا ستا اس لئے ان باتوں کو غیب میں وچھوڑ دتہ قادر ہر جگہ اب میں قبر سے نکال کر قتلہ پاس ڈالوں گے جس نے سنا ہے اور

انا قیامت کے دن اس کو نئے نور نکالتا ہے اور جس نے ایمان اس کے لئے
 خلعت پہنا کر ہے یہ تو خدا و رسول کی نصرت ہے۔ یہاں موجود ہیں نہیں
 اور مائیں اور جو یہاں نہیں تو حاضرین پر فرض ہے کہ انہیں کو اس سے
 آگاہ کریں۔ اور دوسری بھری وجہ یہ ہے کہ آپ صراطِ مستقیم
 مجھے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے دی یہ ہے کہ آپ لوگوں کے لئے جو کئے گئے
 ذکر کرنے دینے شہادتوں آپ سب صاحبوں کو جڑائے فرمے گئے آپ سب
 صاحبوں سے اُمید ہے کہ قبر میں بھی اپنی جانب سے کسی قسم کی تکلیف کے تحت
 نہ ہوں گے میں نے تمام بن شدہ سے اپنے حقوق و ہر اندھاد
 کر دیئے ہیں آپ لوگوں سے امت بستہ عرض ہے کہ مجھ سے جو کچھ آپ کے
 حقوق میں فرد گزاشت ہوئی ہے معاف کر دیں اور حاضرین پر فرض ہے کہ جو
 حضرات ہیں موجود نہیں ان سے میری دعا کی کہ میں ان سے تمہارے وقت
 فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس گھر سے فوتے نکلتے رہتے ہوں
 لہذا ہر گئے۔ میرے دادا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مدتِ عمر بیکام
 کیا جب وہ تشریف لے گئے تو یہی جگہ میرے دادا ماجد قدس سرہ العزیز کو
 چھوڑ دیں نے چلا وہ سال کی عمر میں ان سے یہ کام لیا پھر چند روز بعد مامی
 بھی اپنے دستِ کار کی غرض سے ان سے صغریٰ میں کوئی بار ان پر نہ پہنچا جب
 ان کے وقت فرمائی تو مجھے چھوڑ دیا اب میں تمہیں کو چھوڑتا ہوں تمہو
 رہی ہوینا عابد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ بھٹے رضا ہیں تمہارا بھائی
 حسین ہے سب مل جل کے کام کرو گے تو خدا کے فضل و کرم سے کر سکو گے

اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ اس کے بعد آپ نے پس ماندوں کے حق
 میں خدمتِ دین و ترقیِ ملک کی اُمان فرمائی ان مبارک اوصاف نے ہمیں پر ایسا گہرا اثر
 ڈالا کہ لوگ دھار میں رہ کر کوئی دے لوگوں کا اس روز ملک ملک کے رونا
 نہ سنا اور نہ گنا کچھ اس روز ہی اسی دولت کی طرف اشارہ نہ فرما بلکہ اس کے
 دن سے یہ وہاں تک لگتا کہ خبریں ہی ذفاتِ مشرف کی دیں اور ایسے
 رٹوں سے کہ لگتا تھا منٹ کی خبر ہے۔

اصال سے دور و قبل چہار شعبہ کو ٹری شدت سے لرزہ ہوا وہاں
 ہاں حسین رضا خاں صاحب کا فضل و انوار کا فضل و انوار فرمایا
 جس کی بیجا عات ہے انہوں نے گھر ہٹ میں عرض کی کہ زاری کے باعث
 جس میں ملتی آپ نے فرمایا آج کی دن بت لوگوں کے عرض کیا چاہیہ ہے
 استادِ فرید صاحب رسا ہے یہ فرما کر دیکھ تھیں اللہ و یعلم کو کھیل
 پڑھتے رہے۔ ان کو ہل خانہ لے جایا کہ آپ بیدار ہوں شاید کوئی ضرورت
 ہو آپ نے نہ نہ کیا جب انہوں نے زیادہ اصرار کیا تو ارشاد فرمایا کچھ بعد
 گری پر جائے اور آج چار یا پانچ بجے پھر فرمایا میری وجہ سے نماز جمعہ میں
 تاخیر کرنا۔

جس کے دن کچھ تناول فرمایا بھائی حکیم حسین رضا خاں صاحب
 حاضر خدمت تھے آپ کو خشک ڈکار آئی ارشاد فرمایا حیاں سب بعد ازاں
 ہے ڈکار خشک آئی ہے اس پر بھی احتیاطاً وصال سے کچھ قبل چونکہ تشریف
 لے گئے تھے جمعہ کے روز صبح سے سفرِ آخرت کی تیاریاں ہوئی رہیں تا اُرد کے

متعلق وقت نہ مل سکے فرمایا جاندار کی چوھائی آگنی مصرت حیر میں رکھی باقی
نصف پہنے و رٹوں پر سرسہ کے مطابق قادم کے پھر اہمیت نامہ مرتب فرمایا۔

۲ شریعہ ربیع کے دن ڈاروں نے راہ پر پیر کوں قصور

اس واقعہ میں خیر ہا شمسہ بانی سے اسے شمسہ بانی

نہ تھکے سورہ میں سورہ سورہ کہ پر چھی میں کھڑے تھے

ام آگے نیک متوار کہ ریلہ پڑھ جائے۔ کوں کھڑا کرتا کہ

کوئی دئے والا کھڑا میں ہے۔ — بعد فضل و حق و نور

انفوس سے نصیر اللہ و علی صلی اللہ علیہ وسلم کہ کر کھڑے ہوں

کردی جائے۔ ربیع میں مہابت سوزانی مکن جو ربیع کا پانا

بائے اختیار اس وہی بڑھ کر ہد سے کہ یہ جائیں پھر صفائی

روئے ربیع کے عام میں ہرے راہ پئے، عاتق جبرائیل

کوئی کھڑے دانی سے نہ کھڑے کر شے آئیں کہتے ہیں عاتق ہائے

خبر و کوئی آوارہ کھڑے صل و غیر و بہا سے عاتق پر جہاد

میں بلا و شرعی تا جبر۔ جو۔ جہاد کے کئے خبر و کوئی شرعی

رجح میں دیکھ جائے جو ہیں قرآن بھی۔ قرآن میں سستا، سستا

نہاں۔ اپنی کرہ شہ پر وہی دعا نہ کرنا میں۔ یا بھی رہتی

بشارت نگاہ میں جب تک تیرتی ہو سستار۔ فقہ و کھڑے

لا اربہ الا للہ و للہ الا ربہ لا اربہ الا للہ و للہ الا ربہ

لَقَوْلِي النَّاسِ يَا هَذِهِ سَيِّدَتِي صَلَّيَ اللَّهُ تَعَالَى

تخلیہ و سستہ پڑھتے ہیں، راجح فرمادے جائیں میں تھیں

کریں وہاں بہت شور و غل ہوئے، اقبول کی ہے لوسی بعد

تاریخ و سستہ پڑھتے تھے، مَعْبُودَاتِ اِنْتِ اِنْتِ تَرْتُوتُ

آخر سورہ رحیم و صافات، راکو، شمسہ بانی میں

پھر سب وہاں سے اس پچھے آئیں، عاتق میں سستا

کھڑے ہو کر تین، کھڑے کریں سستہ، سستہ کر پھر کر

چلتے ہیں، اور پڑھتے تھے، سستہ میں درود و سستہ ہی

میں پڑھتے ہیں کہ تیرتے تھے، حر و رحیم کے ہر کر کے

چلتے ہیں، اور تیرتے تھے، روئے کر رہے، رات میں پڑھتے

کے ساتھ، اور پڑھتے تھے، جو ہیں قرآن مجید و درود و سستہ ہی

اکو، سستہ پڑھتے ہیں کہ سستہ پڑھتے تھے، اس سے مکان سے

دل لگ جائے، جس وقت سے وصال فرمادے، جس وقت سے

صل شریف، قرآن مجید پڑھتے تھے، پھر تین شہادہ میں پڑھتے

میں مسلسل تلاوت قرآن مجید جاری رہی، کھڑے پر کوئی دوسرا

قیسی چیز نہ کیا، جو کوئی، سستہ پڑھتے تھے، عاتق

در کتب جامع میں جو تہجد میں دیکھیں، اور تہجد، چیزوں سے

کھڑے تھے، عاتق میں وہ دیکھتے تھے، عاتق میں کھڑے تھے

وہ کھڑے تھے، قرآن کی روئی، عاتق پڑھتے تھے، عاتق میں کھڑے

پڑھتے تھے، عاتق میں کھڑے تھے، عاتق میں کھڑے تھے

مگر شت بھرن کچھ دیں یہی کا پنی ہو۔ و دوس دورہ کا بدن
گر دورہ ایک چیر ہو سکے تو ہر کرنا جیسے سب عام مگر
طیب خاطر ہو سکتا ہے یہ محوہ رہ جو نگو کے گلے سے
عیب کا کچھ۔ رہ جائے حضرت نورا کو دیں اور وہ بھی اسرار و
حاضر روں کے ساتھ نہ کہ محوہ کراہیں کوئی، ت فطرت شریعت ہو

فاتحہ کا یہ تکلف اجتہاد معص من سے تھا کہ وہ غریب مساکین و ایسے
کھانوں کو نہیں پاتے ان کو فاتحہ کے صدقہ میں نصیب ہوا کسی سے آپ نے
دھیسٹ نام میں لہرا دیا ہے کہ مالدار لوگوں کو دیا جائے غریب مساکین کو بہت
عزیز اور کم سے کھلایا جائے۔

وصاں شریعت کے تمام کام گھڑی دیکھ کر خشک دقت پر ارشاد ہوتے
رہے جب وہ بیکے میں مٹت باقی رہے آپ نے دقت و دولت فرمایا، عرض
کیا گیا فرمایا گھڑی کھلی سامنے رکھ دو بیکہ ارشاد ہو، نصا ویر ہٹ دو زبان
تھوڑے کا کیا کام، یہ خطرہ گزرتا تھا کہ خود ارشاد فرمایا یہی غار ڈھانڈو یہ جیسے
بیر ذرا دھ سے حضرت موہن صاحب (علیہ رحمہ) سے ارشاد فرمایا
وضو کرو قرآن عظیم تلاؤ بھی وہ سے کہہ گئے تھے کہ حضرت مولیٰ جیسے فصاحت
صاحب (مولانا علی) سے پھر ارشاد فرمایا اب بیٹھے کیا کر رہے ہو نہ نہیں
دور سوارہ بعد شریعت تلووت کو اب علم شریعت سے چند مسئلہ وہ گئے ہیں
آپ کے حکم کے مطابق دونوں سوئیں تلووت کی گئیں اور آپ نے ان کو یہ
حضرت قلب سے ہمیں کہ جس بہت ہیں اشتباہ مولیٰ نے میں پوری۔ آئی۔

سنت زبان سے زیر و زبر ہیں اس وقت فرق پڑا آپ نے اس کو دھکا دیا
کہ کے بتادی۔ اس کے بعد یہ محمد جان صاحب ایک مسکن ڈاکٹر
عاشق حسین صاحب کو آپ ہمراہ لے کر حاضر ہوئے ان کے ساتھ اور لوگ بھی
آئے اس وقت جتنے حضرات آئے گئے سب کے سلام جو آپ دیکھے اور تہنیت
سے دونوں ہاتھ اٹھا کر مٹھا کر فرمایا، کٹر صاحب نے آپ سے حال دریافت
کرنا چاہا مگر اس گھڑی حکمرانوں کی طرف متوجہ تھے راستہ اپنے فرض و علاج
کے مشغول کچھ ارشاد فرمایا سفر کی دعائیں جو کا پڑھا سون سے تمام لوگوں
فکرمول سے یاد رکھیں پھر کراہیہ پڑھا صاحب اس کی طاقت نہ رہی
اور سینہ پر دم آیا اور ہوش کی حرکت و ذکر اس انفاص کا ختم ہونا تھا کہ
چہرہ مبارک پر ایک لہر کا چمکا جس میں چشم تھی جس طرح معان غور مشاہدہ
آئینہ میں حشر کرتا ہے اس کے غائب ہوتے ہی وہ جان نور جسم طہر سے پرواز
کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون آپ نے خود اس زمانے میں ارشاد
فرمایا تھا کہ جیسے ایک مھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے
جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا وہ صفا منظر شہد کو خشک ہمد
کے وقت اسی چیز کا تہہ ہو کہ عبادان خدا بڑی حسی سے جان دیتے ہیں۔
جاگن لا دقت سخت غریب دقت ہے لوگوں کے چہرہ پر ہر حشر جھ جاتی ہے مگر
ہیماں آپ کے چہرہ نور پر کلفت کے آثار کی بجائے سرور و مسرت کے جلوہ
ظہر آئے۔

حقل میں علماء کرام، سادات عظام اور حفاظ دینی لا حشر شریک تھے

بنا سید اہل محل صاحب نے اپنے ہاتھوں سے لکھوئی۔ حضرت مولانا
ابوعلی صاحب اعظمی نے وصیت کے مطابق غسل دیا۔ عین غسل کے وقت
ایک حاجی صاحب ایٹھ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے آئے اور میں ان
کی خبر کوئی تھوڑی دیر میں مرحوم شریف احمدینہ عقیقہ کا عطر روئے سترکات ساقولائے
تھے۔ مرحوم شریف میں کا فوراً تریا گیا اور وصیت رجعت میں لگا گیا یعنی بعد
اصلی اللہ علیہ وسلم۔ عقیقہ سے سرکاری محل میں میں وقت پر پہنچیں۔ گھر میں
محمد آقا اور احمد دونوں کا ایک ہجوم تھا۔ صاحب نے میں مرحوم اللہ شریف کے عظیم
فیض کے چارہ پڑھ کر زیارت کی۔ لاف دینے سے خوشی میں دیکھی آدمی
گھر ہے۔ گھر کی بھوڑی کا ایک ایسا مٹھا جس اور کے جنازہ میں
نہیں رکھا گیا حال یہ تھا کہ وہ شخص جنازہ کے پاس پہنچا، وہ اپنی جگہ سے
بٹھے، ناماد میرا بیت تھا۔ اس میں صرف سنی ہی نہیں بلکہ وانی۔ اٹھی اور
پہری کا لالہ دینا شروع کر گئے۔ ایک راضی، نہانی کو سٹیل اور پوری
وقت صرف کر کے جنازہ تک پہنچا پایا۔ ایک سنی نے یہ کہہ کر ہٹا دیا کہ شہر
ایٹھ حضرت رضی اللہ عنہ کو تم لوگوں سے عزت رہی جنازہ کا مذحانہ بچے دوں گا
اس سے کہا کہ یہاں سے حق گو مجھے کہاں ملیں گے۔ شہر کو حواہ ہرقت
کم رکھ جس کا دھوؤں پر دہشت شہر میں کسی جگہ ناکر گھنٹاؤں۔ غرض، سسٹے
عید گاہ میں ناماد جنازہ پڑھی گئی۔ پہلے سے عید گاہ کے کسی مینین راستہ کا
علاقہ تھا۔ گھر دور وہ چھتیس عورتوں سے اور راستے مردوں سے بھرے ہوئے
آپ کے جنازہ کے منظر تھے چنانچہ امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس

آخری جلوس کا نظارہ کتنوں کی پیٹھ اٹکھیں۔ دل کے ہاتھوں مجھ پر خوب جواب
کیا معلوم ہوتا تھا کہ آج لوگوں کی طرز ترین چیز دنیا سے رجعت ہو رہی ہے
اور وہ لوگ حسرت بھری نگاہ سے اس کو دیکھ رہے ہوں۔ موتوں کی موت اللہ تعالیٰ
ایسی ایک عالم میں کی موت دنیا کی موت۔ ہے۔ نقشہ دیکھو۔ دے اپنی آنکھوں
سے دیکھ رہے تھے۔ وصیت کے مطابق میں عقیقت استخوان کتبہ کے
برادر لجنی تم یہ کروڑوں درود "پڑھ رہے تھے جو آپ کے دستور دینا
عدالت بکشتش میں موجود ہے۔

راہبہاد کہ عہدیت خانہ می ناظر حیات تار بزم عشق یک دانائے زائید ہیں
لا حقیقی پیکے اور صبیح تصویر علم و دانش کی برم کوہ پران چھوڑ کر رجعت آگئی کی
آغوش میں جا رہا تھا۔ فذکری حیات کا ماہر دنیا سے رجعت ہو رہا تھا۔
شعب شہستان عشق نبوت موت کی زبردست آمد عیدوں کی زوہر ناگرا خاموش
ہو چکی تھی۔ صرف اپنوں ہی سے نہیں بلکہ غیروں سے بھی خراج عقیدت
وصول کرنے والا جہان قالی سے منور ہوا تھا۔ اس موقع پر ہزاروں دن
آپ کی جدائی کے صدمے سے بے قرار و مضطرب ہو رہے تھے۔

حبیب تملے نائب خیر العشر پڑے ہیں۔ بڑا گیا پردہ کھلا۔ اب ہر نظر پر ہے
ان کی تصنیفات عالی بعد ان کے دیکھنے۔ دہری کو اپنی ہیں گوارا سپر پڑے ہیں
ایسی اندویش کے صدمے سے پریشان۔ ہندی بیٹی ہوئی ہے اور پڑے ہیں
یہی وہ پاک ہستی ہیں جن پر ہر ہر ہوت کا ایک حجاب پڑ جاتا ہے لیکن
بیابان اس زندگی سے بھی کہیں بہتر حد سے جزو دل کی بارگاہ سے وہ حیات ناب

نصیب ہوتی ہے جس پر ہزاروں زندگیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ یہی وہ
مردانِ خدا و خاصانِ کبریا ہیں جس کی عظمت و عظمت کے پاکیزہ اور حسان
مغوشِ مروریام و پیل کے دن بدن تابدہ سے تابدہ تر جوتے جاتے ہیں
اور اس کے عروج و ارتقاء کی ایک منزل ایسی بھی آئی ہے جس پر اس کی تمام
کائنات پر چھا جاتی ہیں یہی وہ تہذیبِ انِ عشق و محبت ہیں جس کی حیاتِ مستعار کا
ایک ایک لمحہ توحید و رسالت کے نمانے اور نئے نئے پیر ہوتا ہے اور
دیا سے ان کی دستِ صرف سے قدر ہوتی ہے جس قدر ان کے محبوب کی
دھماکے مطابق ہوتی ہے۔ یہی وہ پاکیزہ نساں ہیں جو مشہور و معلوم
جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دھماکہ خوشنوی کے لئے اپنا عظیم
عظیم سرمایہ اور عزیز ترین امانتِ خدائی کے ساتھ فرما کر دیتے ہیں۔
یہی وہ ہر دن ۵۵ سالام ہیں جہاد کی حقیتوں اور دشواریوں سے بے یار
پنی منزل کی جانب رواں دوا رہتے ہیں۔ کتنے کتنے رہتے ہیں اور ان کا
کاررواں خیر کام رہتا ہے۔ انہیں ان کو محض و پاگل گمان کرتی ہے لیکن
وہ اس کے جنون و پاگل پن پر کھراتے ہیں۔ یہ ہیں جو بے فکر کے وہی جہاد میں
یہ وہ خود و نہ قدوس کے حکام و ارشاداتِ مخلوق تک پہنچانے کے لئے
آئے ہیں اور جہادِ حق پرستی اور کائنات و بیقات کی ترویج و اشاعت میں باطل
اور باطل چستوں کو ہٹایک تھیک ترمٹاتے ہیں۔ ان کو اپنی فکر وں سے
بال بال کر کے صفحہٴ مسمی سے نیست و نابود کر دیتے ہیں۔ ان کی دانتِ نقد
جہاں رحمت انہی و رافتِ خداوندی کی شہم ہوتی ہے وہاں قہر انہی کا بوز بھی

ن جان ہیں۔ شریعت کے مطابق شخص جس ملک و ممالک میں جوتا ہے اس کے
ساتھ ایسا سلوک و برتاؤ اور رکھتے ہیں۔ ان کی سختی بھی رحمت ہوتی ہے
اور نرمی بھی کیونکہ ان کا ہر کردار و عمل کسی کو راضی و راض کرنے کے لئے نہیں ہوتا
اور دھماکے ایسی کے لئے ہوتا ہے یہی طرف سے کوئی کام نہیں کرتے جو کرنے
ہیں اور جو کئے ہیں وہ حکمِ الہی سے ہوتا ہے۔ گو زبان کی نکادہ اس حقیقت کی
بند ہوتی ہے۔

حسب فی اسدِ نبی فی اللہ کُنْ شامِ یابی بر در دلہ ہار
امداد اللہ کا شان ہے ان لوگوں کی ہے

گفتہ او گفتہ نہ بود مگر چہ از موقوفہ حق شد

و حقوں نے انھیں صرف مجاہد و دینِ اہل حق سے دیکھو وہ حق
سے رگتہ و سحر کرتے کے لئے کیا کیا کام نہیں کریں۔ آپ ان شریعتِ خود
کے خلاف قدم اٹھانے پر کس کس طرح مجبور کیا۔ وہاں ہوں وہاں ہوں
نصیب اور دیگر مددِ باطلہ و باطل فاسدہ کے پرستاروں کے لئے آپ
دلی دھماکے کی خاطر کیسے کیسے منصوبے بنائے۔ مگر جو اہلِ انگوٹھ نے
یہی آنکھوں سے دیکھ دیا کہ ان کی تمام سازشیں اور ہر ایک باک و زبوری
روئے سے پہلے حق میں مل گئی تھی ایک محمد و اہلِ حق و اہلِ حق
لفظ کی ذلت و رسوائی نہ ہی درپا ہی کا جواب دیکھے وہ انہی نہیں
وسوا چہ گئے اور ان کے ایک ایک خیال و شخص حساسات کی تباہی کی ہر ایک عمارت
عظام سے زمین پر گرنی جس کی جہاد شکن اور ہر صرف ہند و یک ہی کے

اہل پرست میں بلکہ دیگر ممالک کے حریفان حق و صداقت سرگوں زمین پر
 رہے۔ — داییت خاک میں مل گئی۔ داییت نے اپنا سر پٹ یا۔
 رافضیت کا خاتمہ خابز ہوا۔ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دکھا۔ نادانیت
 کی تمام قوتوں سے دم توڑ دیا۔ — بے خبریت کی چلتی ہوئی مشین خیل ہو کر رہ گئی۔
 غرضیکہ مجدد اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت حق سے دنیا کی ہر ایک
 بددہی و گمراہی کا خیر و نہ استی و عناصر وجود بکھر کر رہ گئے۔ — باطل اور
 اہل باطل نے عاصی حق کی فتح ٹھین کا روح پرورد نقادہ اپنی آنکھوں سے
 دیکھا اور انھوں نے اچھی طرح سمجھ لیا کہ نصرت حق ان کے ساتھ نہیں بلکہ
 احمد رضا کے ہمارے سر پر جود ٹگن ہے۔ — لیکن ان میں ایسوں کی تعداد
 بہت کم تھی جن کو ہدایت نصیب ہوئی، اکثریت آفتاب حق کی کرنوں کو عالمگیر
 ہوتے ہوئے دیکھنے کے باوجود باطل کے ناپاک دامن سے اپنی وابستگی و تعلق
 ختم نہ کر سکے، بالآخر اپنی اس ضد و ہمت دھری کے باعث اسوائے عالم و
 بدنام زمانہ ہو گئی۔

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے حقیقت پرست متبعین و
 اہل محبت روزِ اول کی طرح منزل حق و جاوہ تسلیم پر آخر تک گامزن رہے
 اور اپنے کامل ایقان و ایمان اور جذبہ ایمانیت اسلام و مسیحیت کے باعث چاند
 سورج کی طرح چمکتے رہے اور اب بھی چمکتے ہیں اور قیامت تک چمکتے رہیں گے
 کیونکہ حق تعالیٰ اپنے ایسے ہی جانناز و نیک سیرت بندوں کی مدد فرماتا ہے
 حقیقی عزت و شوکت خدا کی جانب سے انھیں دکان دلوں کو میراثی ہے

در نجد اقوام عالم پر انھیں کوہدیی و برتری حاصل ہوتی ہے۔ — و مسخ
 بلا غلوں ان کسبتہ مومنین کی شادیت ٹٹھنی انھیں لوگوں کو ملی ہے۔
 آیت فتح میں انھیں کے سروں پر سایہ کُناں ہوتی ہے اور یہ عادت ہر شجر کو
 میں صرت ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جن کے درویش تہ تک معاف
 ہے دین پاک کی ترویج و اشاعت و نشر و تبلیغ کا اہم کام پاپا نہیں تک
 پہنچاتا ہے۔

ایہ سعادت ہر روز و نصبت ۲۰ و ہمشہ خدا کے عطا شدہ
 ایسے مقدس گروہ سے جو فرد بھی الگ ہو جاتا ہے وہ بددہی و گمراہی کا
 شکار ہو جاتا ہے۔ اس جماعت کا خیر اور میں نے کھیتا تھا، وہ خود ہی
 اشد و اقرا کی زد میں آ گیا۔ — اس خوب خداوندی سے جس نے رشتہ
 مولیٰ وہ دین و ایمان کی عظیم نعمت سے محروم ہو کر دنیا کی ٹٹا ہوا میں
 ذلیل و مسود ہو گیا۔

اس محلِ شکر سے دنیا کی جو بھی طاقت مگرانی پاش پاش ہوئی
 اس زمرہ تائبان کو جس سے بھی حیرا دکھا وہ تاریکی و ظلمت کی دیوار میں
 پھنکے گا۔ — اس شخص سے جس سے بھی مسوڑ اس کو خزاں کے نقشیں
 نصیروں نے ٹھس ٹھس کر موت کی آغوش میں بٹلادیا۔ — اس عیدتہ بھانک
 جس نے بھی چھوڑا وہ خوفناک سردوں میں پٹی کر گم ہو گیا۔ — جو ان باخبروں
 سے بے خبر ہوا اس سے ایسے پرانی سب سے خبر ہو گئے اور اس کو خود اپنی
 بھی اس وقت تک کوئی خبر نہیں ملی جب تک وہ ان باخبروں کے دامن میں

[illegible]

پھر زمانے کو وہی احمد رضا درکار ہے
بکس کی دانت عالی ہوگی جو علم تشنگان جادو حق کے لئے شیخ سبزل
بن جائے گی۔ اب کس کی عظیم ترین شخصیت ہوگی جو مذہب ملت کے مازائے سبزل
نمایا کرے گا۔ اب کس کا وجود گرامی ہوگا جو مذہب ملت کو خواہش کر کے
دانت کی لایق تفریہوں اور تقریبی عناصر سے لبریز تفریہوں مسلمانوں کے سبزل
طبقہ کو نجات دے گا۔ اب کس کے میخانہ میں تشنگان دانت معرفت جام
طریقت دماغ غلابی کرست دسر شامہ برجا نہیں گئے رہے

معافیت کا مستند رجحان چہ کر کے یہ ہے۔ و مقولہ در خیر البشر احمد رضا قلم جو
اب کون بطل اعظم ہو گا جو حق وحدانت کی شمشیر تراں سے کربا بطل کند پر
زیر کر دے گا۔ اب کون عالم حق گو ہو گا جو قصر تقدیر کے میناروں کو
سنگین کر کے نیست کے چرچ کو بند و بالا کر دے گا۔

جنگ دین سکھاؤ قصر نجدی کے مسائل کو علامہ تاجدار برکھو بر احمد رضا تمہید
اب کون عاشق رسالت صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہوگا جو جسٹس بیٹھ مدینہ
کی طرح نمبر در و نوا سخ ہر کردل کی پشمرہ کیوں کو کھلا دے گا۔۔۔ اب کون
خاطر سحر بیاں ہوگا جس کی تعریف و توصیف میں اس طرح کہا جائے گا۔۔۔

ہیں کہ کسی ہے نہیں، مبالغہ جس کو رضا کی طرح کوئی نہیں
ہیں پسند میں، اوصاف شاہِ ہدیٰ مجھے شوقِ معنی رضا کی قسم

اسے اسلام و ملت کے مقدس تاجدار۔۔۔ اسے شریعت و طریقت کے
 عظیم راہبر۔ اسے علماء و فقہاء کے مشتم نام۔ اسے علوم و معارف کے
 بحر بے پایاں۔ اسے محفل ایمان و یقین کے محبوب سرور نشین۔ اسے پروانۂ
 شمع رسالت۔

تھوڑی ذرا کراچی پر دل کی گھونٹوں سے ہزاروں سلام ہو۔
خدا را ہم غلاموں کی طرف بھی ایک نظر ہے

فہموں کو بتا دو کہ شمس منزلی عرفان
 کہ اس منزل کے اچھے دہسیر احمد رضا نام ہو
 رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی عَسَا وَ رَضَاہُ عَنَّا بِالرَّحْمٰنِ لِقَاہُ مَدِیْنَتِی

بارگاہ نبویؐ میں آپ کی مقبولیت

استاد محترم علامہ اعظم حضرت مولانا محمد عبدالعزیز صاحب براد آبادی
دام ظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ معراج العلوم صمد و کپور صبیح علم کلام
بیان فرماتے ہیں کہ سیری زندگی کا سب سے بہترین زمانہ و بزرگ اجر شریف
کی حاضری کا وہ دور طاسب عالمی ہے جس میں رسول تک خواجہ علی بنو
رحمۃ اللہ علیہ کے دربار میں حاضری صیب ہوئی اور استاد محترم حضرت
صدر اشرفیہ علیہ رحمۃ کی بخش برداری کا شرف حاصل رہا۔ اس مبارک
زمانے میں اکثر علماء و مشائخ و بزرگانِ دین کی رہبریت سیر آتی تھی، ان میں
بروگاہ میں سے حضرت مولانا سید آں رسول صاحبِ ہدایت و فلاح
خواجہ خزیب نور زہرۃ اللہ علیہ کے ماموں صاحب قبلہ و جوی رحمۃ اللہ تعالیٰ
علیہ ہیں جو بڑے بلند پایہ بزرگ تھے و دین صاحب کے یہاں تشریف
لایا کرتے تھے موصوف کی خدمت میں حاضری ہوا کرتی تھی وہ اکثر بزرگان
دین کے واقعات بیان فرمایا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت موصوف
فرمایا کہ وہ بیچ اشافیہ مسجد میں ایک شامی بزرگ دہلی سے تشریف
آئے ان کی آمد کی خبر پکرت سے ملاقات کی۔ بڑی شان و شوکت کے
رنگ تھے طبیعت میں بڑی بے نیازی تھی مسلمان جس طرح عربوں کی خدمت
کیا کرتے ہیں اسی طرح ان کی بھی خدمت کرنا چاہتے تھے نہ مانع پیش کرتے
تھے مگر وہ قبول نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے مقصد تعالیٰ میں فلاح اہل

جو اچھے ضرورت نہیں ان کے اس استغناء اور طویل سفر سے تعجب ہوا اور عرض کیا
حضرت یہاں تشریف لانے کا سبب کیا ہے فرمایا مقصد تو بڑا بڑا تھا
لیکن حاصل ہوا جس کا انوس ہے واقعہ یہ ہے کہ ۵۵ ہجری صفحہ شمسہ کو
میری نعمت ہو کر رسولِ حبیب میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رہبریت صیب
ہوئی دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صلوات و فرزند ہیں اور صحابہ کرام
وصول اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حاضر ہوا ہر ایک کی مجلس پر ایک سکوت
طاری ہے، اس سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی کا انتظار ہے جس سے بارگاہ رسالت
میں موصوف کی ایفاد آئی و اُفق کس کا، منظر اسٹا فرمایا احمد رضا کا
انتظار ہے جس سے عرض کیا احمد رضا کون میں فرمایا ہندوستان میں رہتا
کے بائیس برس ہیں یہ وہی کے بعد میں سے عتیق کی معلوم ہو، مولانا احمد رضا
خان صاحب کتب ہیں علیل القدر عالم ہیں و تہذیب حیات ہیں مجھے مولانا
کی ملاقات کا شوق ہوا میں ہندوستان آیا و بریل پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان کا
انتقال ہو گیا۔ ۵۵ ہجری ۵۵ ہجری ان کی تاریخ وصال تھی میں نے طویل سفر صرف
ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا تھا لیکن انوس کے ملاقات نہ ہو سکی
اس سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت بارگاہ رسالت میں
معلوم ہوتی ہے کیوں نہ ہو عاشقانِ رسول علیہ الصلوٰۃ و التسلیم یوں ہی
فرازے جاتے ہیں۔

چاہو ہم کو بھی پیادہ حبیب رسول اللہ
کہ محبوبِ دل خیر البشر احمد رضا قمر جو

علماء و ملکہ معظمہ کی نظر میں

حضرت سیدی دہلوی (علیہ السلام) نے حضرت عظیم البکرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریریں و تہذیب میں علما و ملکہ مکرمین نے جو کچھ کہنا ہے وہ مدح و ثناء کا ہے آپ کی شان و شوکت اور عزت و اہمیت کا ایک پہلو اس سے اُٹھتا ہے کیوں کہ یہ خیالات عوام کے ہیں بلکہ ان عظیم القدر مفتیوں اور گرامی قدر والوں کے ہیں جن کے قلب و نظر میں ایمان و یقین کی شمع روشن تھی اور اس عبادہ حق کے راہروں نے جو انسانیت کی عظیم ترین منزل سے ہم کنار کرنا ہے ۔۔۔۔

● استاد اعلیٰ و عظم مولانا سیدنا صاحب مفتی شافعیہ قریری فرماتے ہیں :-

”اُن کا ہر جہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین کی طرف سے ہم راہ ہیں کہنا ہے۔ میرے بھائی میرے عزیز حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ان کے بیان پر عہدہ جہ خطافہ نے ان کی اس شہسلی قبول کر کے اہل کمال کے دلوں میں اس کی عظیم

و اہمیت پیدا کر دی۔ آمین

● ملکہ معظمہ کے خطیب اور اماموں کے سردار مولانا شیخ ابوالخیر مراد صاحب کی تقریر :-

”علامہ فاضل کے اپنی آنکھوں کی روشنی سے مشکوں اور دھاریوں کو حل کرتا ہے احمد رضا خاں جو اسم بائیس ہے اس کے کلام کا موتی اس کے معنی کے جواہر سے مطافقت رکھتا ہے اور کیونکہ

خزانہ گنجینوں سے چھتا ہوا اسرار کا آفتاب جو ملک و مہر کو چمکاتا ہے
ملکوں کی مشکلات کا چارہ و باطن سرایت عقدہ کھولنے والا جو اس کے
فصل پر آنکھ ہر کے کے رنگ پھیلوں کے لئے بہت کچھ چھوڑ گئے۔
اللہ تعالیٰ اس کی رات اور اس کی نصیحتات سے انگوٹھ چھوڑیں
کو جمع ہونے اور اس کی زندگی سے تمام جہن کو سرور مند کر دے
اللہ تعالیٰ علیہ السلام کو سب مسلمانوں کی طرف سے جڑائے کثیر فرما
و دہی آپ تک حق کا نشان بن کر رہیں حق کو دلا دیتا ہے
دہی عبادت الہی کی نگاہ اس پر رہے۔ قرآن عظیم ہر مشن
و حامد و مدح کے کر سے اس کی مفاہیت کو صد ذوق کی
و جاہست کا برہنہ اور مسلمان کے خاتم میں !

● سابق مفتی سید مولانا صاحب کمال صاحب :-

”عالم مدبر و صاحب کمال کا یہ۔ علمائے عالم کی نگاہوں کی
تھک حضرت مولانا مفتی رحمانی کی برکت احمد رضا خاں پروری
اسی دور و سلام ناول فرما محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اذان کے
آواز دہی ہے اور نیک سپردوں پر یا خصوص احمد رضا خاں
اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے !

● آفتاب علوم مولانا شیخ علی بن عبدین کمال :-

”امام پیش رو دشمن ستارہ و اسیر کی گردن پر تیرا بڑی
اُستاد و عظم نامور مسطور ہوا و سردار ہزار پیشو احمد رضا خاں پروری

شہ سے سلامت رکھے دین کے دشمنوں پر اس کو فتح دے
محمد صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کا صدقہ و اس پر سلام ہو
● عالم کبریٰ شیخ محمد عبدالحق صاحب کراچی

"ظاہر عالم جلیل دریا سے رفتار پر سبیا اصل شہزادہ احمد
ویردات بہرہ بہشت ہیں دانشمند۔ غرا پیدا گنا و شرف و عزت
و مسکن و الا صاحب کا سطر و ضابطہ کرم و ہا ہا سرلی کٹر انعم
انکاج و حمد و رضا و اب و صاحب ہوا اللہ سے کا جو ہر گاہ اس کے
ساتھ ٹھٹھ فرات"

● محافظ کتبہ ترجمہ سید انعمین حلی صاحب کی تحریر۔

"عالم باطن حاصل کامل مقنون اور فردوس والا اس کا
شر نہ لے و انکار پھیلوں کے سے بہت کچھ چھوڑ گئے۔ کیت سے را۔
اپنے وقت کا گناہ مر لیتا حضرت احمد رضا صاحب وہ کہیں
دو سہا کر ملتا اور اس کے سے ان کے فصائل کی گویاں لے ہے
ہیں۔ اگر وہ سب سے بلند مقام پر۔ جو تا تو ملتا مگر اس کی نسبت
یہ گواہی دے اپنے پگڑیاں کستا ہوں مگر اس کے حق میں کیا جانیے
کہ وہ اس حدی کا ٹھٹھ ہے تو اللہ حق و صحیح ہو۔ اللہ شہ
حسن والا اس سے سلامت رکھے اللہ اسے دین اللہ ملی وین
کی طرف سے سب میں ستر چڑھا کرے اسے اپنے احسان
اپنے کرم سے اپنا فضل اپنی رضا پہنچے"

● رزیت علی انوینا سید مرزوق ابو حسین صاحب۔

"میشک کچھ پر شہ کا احسان جو کہ میں حضرت عالم ظاہر
سے ۵ برس بعد عالم و دانش عظیم انعمین کی نصیحتیں و امر
نہاںیاں ظاہر دین کے حصول و فرائض میں مصایف و تکالیف میں
ان کا اچھا ذکر اور تذکرہ پہلے ہی سنا تھا۔ ان کے عصر تصدیق
کے مطالعہ سے شہرت ہوا تھا جن کے ور سے حق روشن ہوتا کی
محبت میرے دل میں جم گئی تھی جب اللہ تعالیٰ سے ان کی طاقت
سے احسان فرمایا میں نے وہ کمال ان میں دیکھے جن کا میان
طاقت سے ابھرے میں نے علم کا، بلند دیکھا جس کے نور کا
سنتوں دیکھا ہے اور فتوؤں کا یہ یا جس سے سب مل ہروں کی
طرح چمکنے ہیں۔ سیراب ذہن والا ایسے علوم کا صاحب جس سے
فراہدہ کئے گئے۔ تقدر علوم دین میں طاقتور زبان والا جو
علم کلام و فقہ و فرائض پر غلبہ کے ساتھ مادی ہے تو فہم انہی سے
مستحبات و سنن و واجبات و فرائض پر کائنات والا علم پر بیعت
صاحب کا اہل وطن کا دریا جس سے اس کے بونی حاصل کئے
جاتے ہیں۔ علم حصول کا آسان طریقہ ایجاد کرنے والا صبر کمال
عالم فاضل بریلوی حضرت احمد رضا صاحب انھیں دیکھ کر یہ توں دیکھا
سے تقاضے جانب احمد سے آئے تھے یہاں
حالیہ وقت پر صحت شایستہ اچھا

جب ملے ہم تو لہذا کی قسم ان آنکھوں نے
اس سے بہتر نہ تھا جو نظر نے دیکھا

ان حضرات کے علاوہ عالم باعلیٰ شیخ عرس بنی بکر یا عنیدہ صاحب سرور
علیہ السلام، مکیہ مفتی مولانا عابد حسین صاحب، حضرت مولانا علی بن حسین صاحب
مالکی، جناب مولانا حاتم بن محمد بن حسن صاحب، مولانا سعد بن احمد صاحب
عرب حرم شریف، سردار مدد حسین مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب دہان،
مولانا محمد عارف صاحب مدرسہ دہلویہ، مولانا شاہ امداد شاہ صاحب
کی، مدرسہ احمدیہ حرم شریف، ارنیٹ علیا مولانا محمد بن یوسف خیاطی
صاحب، حضرت مولانا محمد صالح بن محمد فاضل صاحب، مولانا شیخ محمد عید
بن محمد یانی صاحب، حضرت مولانا عبد حمید محمد صاحب جدی نے بھی
آپ کے فضل و کمال، خدمت و علمی قابلیت، تقویٰ، سیرت و اخلاق، اور سادہ سادہ
تہذیب و سنت، اشاعت اسلام و سلیت، حق گوئی و مباحی و دیگر خوبیوں کا اثر
حرم و عقیدت سے بہرہ فرما رہے ہیں کہ کیا ہے جس کو خوف اللہ کتاب
یہاں نقل نہیں کیا گیا۔

علم اور مدنیہ منظورہ کی نظر میں

● جناب تاج مدین الیاس صاحب حق حنفیہ کی تحریر۔

"عالم باہر ہزار ستودہ جناب مولانا فاضل حضرت
احمد رضا خاں رحمہ اللہ سے ہیں شرفی ان کے

ثواب کو سیلوی دے گا انجام خیر کہے اللہ انھیں اسے ہی اور
وہیں دیکھیں کی طرف سے سب میں بہترین اعلیٰ درجے ان کی نظر میں
تبرکت دے یہاں تک کہ اس کے سبب بخت گم ہوں گے سب
نکسے مٹا دے۔"

● مفتی مدینہ مولانا عثمان بن عبدالمسلم، اہل حق کی تحریر۔

"ہاں، مولانا صاحب عظیم الشان حضرت احمد رضا خاں
رحمہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر اسے جس سے سب سے عظمیٰ سے شاد
اللہ تعالیٰ حضرت احمد رضا خاں کو جس سے خیر عطا کرے ان میں
اور اس کی ۱۱۱ میں برکت دیکھے، اسے ان میں سے کہے، یہاں تک
حق نہیں گئے۔"

● شیخ مکیہ سید شریف مسعود مولانا سید محمد مرزا لکھی کی تحریر
"حضرت جناب احمد رضا خاں رحمہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کو ان کی
ذاتی سے سب سے مدد فرمائے سلام اور شکر اہل حق کی رہیں
اس کی تائید اس کی مدد حضرت احمد رضا خاں پر اللہ تعالیٰ انھیں
مدد ہی عطا اور وہی جنتوں میں جہنم کی عیب کرے۔"

● حضرت خلیل بن برہم خاں صاحب کی تحریر

"عالم علامہ فاضل کامل مولوی احمد رضا خاں بریدی
رحمہ اللہ تعالیٰ وہ ایک مسلمان کو اس سے نفع پہنچا دے اسے شرف
اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے خیر عطا فرمائے۔"

● مولانا سید محمد سعید شیخ اندلسی صاحب کی تحریر۔

"انشہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے جسے پسند کیا اسے حدیث شریفیت کی نوبت بخش اور اس پر توفیق عطا کر کے وہ دینی اور دنیوی امور میں کمال حاصل کیا ہے اس کی علمیت ایک چوہدری کی مانند ہے ان صاحبان شریفیت اعلیٰ درجہ کے کامل علماء پر کھنکھاتا ہے وہ اپنے علم سے زیادہ عظمت والوں سے کہیں زیادہ عظیم و عسمر ہے جناب مولوی احمد رضا صاحب !

● فاضل جلیس مولانا محمد بن احمد عری صاحب کی تحریر۔

"عالم علامہ مرشد محقق کثیر العظمیٰ مولانا محمد رفیع دہلوی شہید دہلی کی پاکیزہ عطاؤں والا ہمارا سزاوارستاد پر گامتان و ستون قائمہ ہیں دینی کامتہ و شہادت پر فاضل حضرت علامہ احمد رضا صاحب شریفی اس کی زندگی سے بہرہ مند ہوئے اس کے عیس کے زوروں سے علموں کے آسمان روشن رکھے ملامت نہیں کی طرف سے سب سے زیادہ کامل پیادہ سے اس کا ثواب و کرم ہے۔

● مولانا سید عباس بن سید محمد دھواں صاحب کی تحریر۔

"علامہ امام تیز ذہن و لا محنت خبردار صاحب غفرل صاحبیہ علامت یکتا ہے دہر و زمانہ عسمر مولوی احمد رضا صاحب برہنہ حق وہ ہمیشہ معرفتوں کا پھول پھلا رہا ہے اور علوم و فنون کی سرور میں سرگراں ہوا ہے انشاء تعالیٰ مجھے اور اُسے تو بجز عظیم عطا فرمائے

حسن عاقبت نصیب کرے ہم سب کو حسن خاتمہ روزی کرے ان کے ہم سب یہ میں جو مارے جاؤں سے ہستہ و چھوڑ دیں رات کے چاند ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم !

● شاخ آرا سید مبینا علموں حمدوں کی تحریر۔

"مبارک ہو رکوں دراک عظیم ہم والا ایسی تحقیق والا جو عقل کو حیرن کر دے جناب حضرت احمد رضا صاحب برہنہ انشاء تعالیٰ اس کی جان کی نگہ فرمائے اور اس کی شادمانی ہمیشہ رکھے !

● جناب سید محمد صاحب بن محمد مدنی کی تحریر۔

"عالم علامہ مشکلات علوم کا کشا کر کے دلا ہی توضیح شانی و تقریر لانی سے اس سطور و مفہوم کا طر کر دے والا حضرت احمد رضا صاحب برہنہ انشاء تعالیٰ اس کا حال و کام چھ کیسے آئیں انشاء تعالیٰ اس کو بہترین اُصف سے نہایت کامل و عطا کرے اسے اور جسے لوگ اس کی پناہ میں ہیں ہمیں پناہ قرب حق سے سون کو قوت دے اور رحمت کو اُجائے آئین عظیم میں !

آپ کے خلفائے کرام

خود آپ کی کتاب "الاستداد" کی روشنی میں

تیرے رضاء تیری رضا ہو
 بلکہ رضا کے خاکروں کا
 حائل رتی انا من حصار
 عبد السلام سلامت جس سے
 میرے نظریہ کو اپنی نفوس
 میرا محبوب محمد کا بکا
 اس سے غضب قزاقی : یہ ہیں
 نام لئے گھر داتے : یہ ہیں
 حمدت بہ کساتے : یہ ہیں
 سخت آفات ہیں آتے : یہ ہیں
 اس سے شکستیں کھاتے : یہ ہیں
 اس سے بہت بکھاتے : یہ ہیں

سید حضرت ابیہما حمزہ الاسلام محمد واحد صاحب خاص صاحب ق دردی دوزی برائی ملت آئینہ
وعلیہ السلام حضرت علیہ الرحمہ ۲

۵ حضرت امام حسن مومنان مولوی محمد عبدالسلام صاحب خطبہ الزمرہ قادری برکاتی مبنوی
جامعہ دینی خلیفہ اعلیٰ حضرت کلام سرور دہلی ۲

سید محمد طاهر ملک الملک مولانا میرزا محمد طاهر بن صاحب سیدی قادری برکاتی رحمتی
علیہ الرحمۃ علیہ الصلوٰۃ علیہ وسلم

ملکہ حضرت سعدہ الشریفہ مرینا علیکم رحمہ محمد علی صاحب اعلیٰ قادیان کالی فوری حضرت
الہیہ شریعت تسلیم علی حضرت علیہ الرحمہ ۱۲

میرے فیض الدین کو نصیب
 احمد اشرف حمد و شرف ہے
 روینا ویدار غسل کو
 مجبور احسنہ مختاران کو
 عبد عظیم کے علم کو سن کر
 ایک ایک وعظ عبد الواحد پر
 بخت رحیم پر رحمت جس سے
 اس سے بلا میں سہاتے یہ ہیں
 اس سے دقت پاتے یہ ہیں
 کب دیدار دکھاتے یہ ہیں
 ترابے مر جاتے یہ ہیں
 جس کی ہل جھکاتے یہ ہیں
 کہتے سنتے پکارتے یہ ہیں
 کس کے نیچے سہاتے یہ ہیں

شاه حضرت صدرالافاضل مولانا عظیم الدین صاحب عشق و شریانی قادری بکانتی فاضلہ
مجلس حضرت رومی اشرفیہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ بر احوال احمد شریف انشرفی علیہ السلام تسلیم فرمودند

شہ عصر بن سید ابوالفتح سید ذیاد علی صاحب دہلوی، پوری علیہ الرحمہ طلیحہ علیہ الصلوٰۃ
وہی احمد علی بن احمد

مشق حضرت مولانا مولوی محمد نجف رضا صاحب مدنی میر تقی قادری زکاتی و ضروی علیہ رحمۃ
علیہ وسلم حضرت مولوی احمد تقی صاحب مدنی ۱۲

[illegible]

حضرت زین العابدین (ع) نے فرمایا: "میرے پاس ایک شخص تھا جس نے میری خدمت میں آ کر کہا کہ میں نے اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دیا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ اگر وہ اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کر دے گا تو میں اسے اللہ کے لئے وقف کر دوں گا۔" (صحیح مسلم)

1890

جو ہر منشی بخش پہ ہیرا کھا کر سہ کو سگاتے یہ ہیں
آل الرحمن بڑا کھنڈ خوں پہ ہرن گراتے یہ ہیں
"نازہ ضرب شلیح احمد سے کٹہ بکرا اٹھاتے یہ ہیں
اے حسینؑ وہ کھنڈ ان کو جس سے بڑے کھیاتے یہ ہیں
ن پہ کرم رکھ سر پہ قدم رکھ تیرے ہی کھلاتے یہ ہیں
تیرے گدا ہیں تجھ ولسند ہیں
تیرا ہی کھانے گاتے یہ ہیں

۱۱۔ حضرت مولانا مولوی منشی مہدی علی محمد خان صاحب مدراسی قادری بکاتی قادی
خلیفۃ المصطفیٰ علیہ السلام رحمہ

۱۲۔ حضرت مولانا مولوی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب معنی محکم جہ
مدظلہ ترقی قادری کاتی قادری خلیفۃ المصطفیٰ علیہ السلام رحمہ

۱۳۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبدالہیاتی بہتان کھنڈ صاحب قادری بکاتی قادی
حضرت مولانا مولوی محمد حبیب خلیفۃ المصطفیٰ علیہ السلام رحمہ مدظلہ ترقی قادری

۱۴۔ حضرت مولانا مولوی محمد شلیح احمد صاحب میپوری قادری بکاتی قادی خلیفۃ
المصطفیٰ علیہ السلام رحمہ

۱۵۔ حضرت مولانا مولوی حسین رضا خان صاحب بریلوی قادری بکاتی قادی خلیفۃ
المصطفیٰ علیہ السلام رحمہ مدظلہ ترقی قادری بکاتی قادی خلیفۃ المصطفیٰ علیہ السلام رحمہ

اکابر اسلام کی نظروں میں

● ایک روز حضور المصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے روتے سو گئے تو
خواب میں حضرت عبدالمجید مولانا مفتی شاہ رضا خان صاحب علیہ الرحمہ کی
زیارت ہوئی فرماتے ہیں غریب ایک صاحب نہیں گے جو آپ کے دل کی دنیا
بل دیں گے چن چن روار کے بعد حضرت مولانا شاہ عبدسفار صاحب قادری
بہ اپنی ملیزمرہ عودہ آرائش بریل ہوئے آپ سے طلاق مسد ہوئی اور اپنے ہمراہ
حضرت یحییٰ الدہشت سیدنا شاہ آل رسول صاحب قادری بکاتی قادی خلیفۃ المصطفیٰ
علیہ السلام رحمہ میں گئے حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا اے مولانا لاہیہ
بر تو کئی روتے اتکا کر رہے ہیں — آپ کو سلسلہ عابدیہ قادریہ بکاتی قادی
میت کی اور اسی وقت خلافت سے بھی مسرور فرمایا حاضرین مجلس پر کھینچ
نظر رکھ کر حیرت سے عرض کی حضور یہ اس بچے پر اتنا کرم کیسے ہوا فرمایا —

۱۱۔ اسے گوتم، محمد رضا کرک بکاتی قادی مدظلہ ترقی قادری

عزوجل فرمائے گا، اسے آں رساں تو دنیا سے کیا لایا تو میں

احمد رضا کو پیش کر دوں گا، یہ چشم چراغ خاندان برکات ہیں

● حضرت سید شیخ اشفاق مولانا علی حسین صاحب کچھ چھوٹی خلیفۃ المصطفیٰ
خدمت دہی میں سے فرمایا کرتے تھے یہ مسک شریعت و طہریت ہیں وہی ہے
جو حضور پر نور علیہ السلام حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی رضی اللہ عنہ کا
بے لوث سیرے مسک بر تقویٰ سے قائم رہنے کے سیدنا علی حضرت خلیفۃ المصطفیٰ

کی تصانیف ضرور زیر مطالعہ رکھو۔

● حضرت صدر الافاضل امین الاسلام مولانا محمد نعیم الدین صاحب دہلوی کے مدخر حضرت ابی ذر اشعر، مولانا محمد عین الدین صاحب قرہمیت کا وقفہ ہے کہ وہ پہلے بالی مدرسہ دیوبند خاتم نالووی کے مرید ہو گئے یہ وہ زمانہ تھا کہ بد مذہب بڑی عیار سی حیدر کے موٹے تھے۔ دل مدرسہ دیوبند سے حضرت کو یہ لاشرفین صلاۃ و سلام کے ساتھ پانچے کی اجازت دیدی اور دست اچھا مل بتایا لیکن جب آپ کو حسام احرار میں شریف دکھایا تو حیران رہ گئے اور بیعت تو ذکر سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مرید ہو گئے اور فرمایا کہ

پھر ہوا میں اس گلی سے قرہمیت جو جس میں گروہ شیخ و تلمیذ

رہنا ہے احمد اس میں بھروسہ نہ کرو احمد رضا جوہر دہلوی

● دیکھ والوں کا بیان ہے کہ احوال کے بعد جب آپ کے مزار پاک حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ حاضر ہوئے تو کچھ شکر اظہار فرمائے کہ تحقیقات یہ ہے کہ دیں کا تو یہاں سے ان کو علی حضرت کی تحقیقات پر اس غماز تھا کہ زبان کرتے تھے کہ میری نظر میں اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی تحقیقات علامہ قریشی کی تحقیقات سے کسی درجہ بلند ہیں۔

● حضرت صدر الشریعہ علامہ حلیم مولانا محمد امجد علی صاحب قندھار ہمارا شریعت علیہ الرحمہ کی بلند پایہ جامع حقوق و مقول شخصیت سے جب عل و الفضل متاثر ہوئے اور داد و تحسین سے یاد کرتے تو حضرت فرمایا کرتے کہ یہ سب سرکار علی حضرت کی مظلومیت سے ہے

● حضرت شیخ الحدیث مولانا سید محمد دینا دہل صاحب الوری علیہ الرحمہ کے صدر الافاضل علیہ الرحمہ سے دوستانہ تعلقات بہت وسیع تھے ایک دفعہ آپ مراد آباد علیہ آرا ہوئے صدر الافاضل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا اگر آپ قرہمیت میں اعلیٰ حضرت میں شافعی احمد رضا صاحب (پ) ایک بہت بڑے عالم علم ہیں اگر زیارت کے لئے چلئے حضرت نے فرمایا میں انہیں جانتا ہوں پٹھان خاندان سے ہیں طبیعت سخت اور بعض زیادہ ہے الغرض مختصر یہ کہ حضرت صدر الافاضل اپنے دوستانہ دور کے تحت لے گئے جب رضا جوہر، تو حضرت شیخ الحدیث نے کہا حضور خراج کیسے ہیں؟ آپ نے اعلیٰ حضرت سے فرمایا بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان خاندان سے ہیں طبیعت سخت اور قطعہ زیادہ ہے حضرت شیخ الحدیث حیران تھے دست دہی فرمائی مسدود لایر میں داخل ہوئے اور غفلت سے بھی نوازے گئے۔

● شیخ وقت حضرت شیرہ بالی بابا شیر محمد بیاں صاحب شریعت الوری علیہ الرحمہ کو قندھار میں حضور غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ السیولی کی زیارت ہوئی میاں صاحب نے دریافت کیا حضور! اس وقت دنیا میں آپ کا نائب کون ہے۔ ارشاد فرمایا "بریلی میں احمد رضا" بیداری کے بعد حضرت قبلہ میاں صاحب جہود آرائے بریلی ہوئے اور حضور علیہ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے واپس آکر فرمایا کہ میرے دل کا ایک پردہ سے پیچھے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتسمیہ جاتے ہیں اور احمد رضا جاتے ہیں۔

بلو دیکھ کو بھی کیا نہ حب رسول شہر کہ محبوب درخیز بہتر احمد رضا قائم ہو

نگارشات گرانمایہ

یارگاہِ ضویت میں اہلسنت کے جلیل القدر
علماء و مشائخ کا نذرانہ عقیدت

”محمد داسلام“ کی کتاب کے اور دس کچھ نسخے ہیں نسخہ
کی ایک شطب میں ”امامائے اہل سنت“ لکھ کر کے ناص میر ”محمد داعظم“
کی زیادت کا شریک حاصل ہوا۔ یہ خاص مسود تین دو تہری سے میرے
پاس تھا مگر میں اس کی حادیت و جامعیت سے قطعاً ہے خبردار۔ اس میں
علماء اہلسنت کے مستند و مشہور کار کے مگر نقد و بصیرت، فرد، صاحبین علم و اثر
نگاہوں سے گزرے تو مجھے فوراً اشتیاق ہوا کہ یہ تصانیف جو صہر سیدی ابو نصر
محمد و ابن ہمت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی عظیم علمی شخصیت پر مبنی و روش ڈالنے والے
ہیں اگر ”نجد داسلام“ میں شریک کر لئے جائیں تو آپ کی ہر گاہ حاضری سے
دائستہ مصحف کے لئے ساریت معلواری اور بحد مفید ثابت ہوں گے۔

دوسرے دن ڈاک سے محترمی محمد سعید صاحب انصاری و دیگر جلیل القدر
کا پتہ کو خط لکھ کر ”محمد داسلام“ کی کتابت لکھوا دیں کچھ بہترین مضامین کو آپ
کے مناسب مقامات پر منظم کرنے ہیں یہ خط سپرد ڈاک کرنے کے بعد مجھے ایک گونہ

مسترت ہوئی اور میری حقیقت سے فیصلہ کیا کہ دیگر نقد مضامین کا اضافہ حضور
ابن حضرت و جملہ ربوی قدس سترہ العزیز کے روحانی تشریف کا نتیجہ و اثر ہے۔
حسب ریل ”نگارشات گرانمایہ“ کو آپ بھی ملاحظہ فرماتے کے بعد ہی کہیں گے کہ
کتب ہیں اس کی شکریت ہے چار چاند نگار یہ ہیں اور کتب کی وقعت و عظمت
میں و کشی و مقبولیت کے ہیہ صحت ہی اُحاطہ کر دیتے ہیں حضور محدث و علم مند
پچھم جو ”میر تقی“ ”محمد اعظم“ ”سب سے زیادہ سیدہ و نور علیہ السلام
کی نشان تھی“ کے اظہار و بیان میں معزز و آقا ماحصون ہے۔

حضرت سعید و قاج غنی علامہ شاہ محمد برہان الحق صاحب قاری رضوی
جیہاں میں علامہ العالی کے مصحف کا عنوان ہے ”میر حلال نقہ اعظم“ چوتھا ”اعظم
ربوی قدس سترہ کے علمی و تہذیبی کارناموں کی علامہ و نمونہ قاج و ضاحت
کر رہا ہے حضرت مولانا صاحب صاحب قاری ربوی و علامہ ابی ایک
”تاویلی خط“ چیل کے دو ہیبت نواز اور پرہیزگاری و تدبیر کے نام ساز افراد و نگار
کو کسبت حق کی دعوت و فکر و نظر کا پیغام دے سکتے ہیں ساتھ ہی ”محمد داسلام“
کی مجدد و عظمت و دست کی وہاں افراد و داستان بھی شمار ہے ہیں۔

حلیہ مسترت علامہ رشاد احمد نظامی رابادہ کے نام احمد رضا
فاضل ربوی قدس سترہ ”کی ہر گاہ میں غفیرت و رحمت کا نذرانہ اس انداز
میں پیش کیا ہے کہ ایمان و یقین کی ہماریں حیات افراد نے محرم مجہوم کر
خانے گشت ہیں دروازہ حضرت سے وہ ”دوازہ“ بھرے گشتی ہے جو دل کی دنیا میں
ایک خوشگوار روحانی و عرفانی انقلاب برپا کر دیتی ہے۔ حضرت مولانا حاج

مخدوم صاحب قاری رضوی مفتی اعظم ناچارہ کی نظم "مجدد اعظم
ہام ہنس" ان کی دوا عقیدت و محبت کی بدستور آواز اور ہر شخص عبادت
کی عکس میں ہے

کتے ہی سکتے غرغر جاتے گی مری

(عرقب)

عظمت قدس شرف
مجدد اعظم

ز تخت عظم ہند عید الرحمن

جو حسن بوم ولادت ایسے صفت فاضل ہیری
خطیبہ صدارت رضوی شہزاد کے موقع پر ماہ شرف شہر میں
ناگہ کے ایک عظیم الشان جلسہ میں خطیبہ مشرق حضرت محدث اعظم ہند
محمد مجیدی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

(غلام محض نامہ حاجت ہنس کر چکا ہائو)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

احمد لله الواحد صمد السيد نا احمد واصدنا احمد
علي سيدنا احمد صمد الله الواحد لصمد وعلي جميع
من رضي الله عنهم ورضوا عنه احمد الزملاء من لارل
لي لا يبداهما بعد - پیارے سنی بھائیو یہ سنو اس کا جہنہ ہے اور

یہ اپنی ایک عظیم خصوصیت کی وجہ سے مستحق ہے کہ ہم اس ماہ کا نام اہل سنت
و جماعت ہند کا ہیمنہ نام رکھیں کیونکہ اس ہیمنہ میں ہندوستان میں اس عظیم کا
ظہور ہوا جس کی زندگی کو صرف ہند جگہ عرب و عجم کے تمام دینی و روحانی لوگوں
دین تئیں و اساطین حق میں کے ٹھیکے ہوئے سروں سے قبول کر لیا اور اس
قدم کے نشان کو بھی معقم و کرم رکھا۔

یادگار زمانے پر عقل و نقلی دلیل
ہاں اور آپ کا روزہ کا شاہد
ہے کہ زردہ قومیں ان کی قومیت
کی شہزادہ بندی جس کے ہاتھوں سے سوچنی اس کی یادگار بناتی ہیں اور اس کو
اپنی قومی زندگی کا بیکہ سمجھتی ہیں۔ دنیا بے مان لیا ہے کہ جو قوم اپنے قومی
ممسور کو بھول گئی تو ادھی نے ساری قوم کو ٹھکرایا اور ہمت کے بغیر اٹھ
یونیسٹ کا نظریہ جذبہ کسی دلیل نقل کا محتاج ہے نہ برہان عقلی کا اس کا شوق
مصحح اسانیت اور نہ سنی ہوش و حواس سے ہے جو افراد محسین قوم کی یادگار
منانے سے چڑھنے لگتے ہیں تو ان کو دنیا نے نہ صرف یہ کہ قومیت سے خارج
فرار دیا بلکہ انھیں ایک خاص مہ کا پاگل بھجوا گیا۔

یادگار زمانہ کی نظریہ ہے ہذا سلاطین کا اسرار ہم ہی امن
نظرت ہے اس میں اس حد کہ اٹھا کر کہنے کی تعلیم اپنے روحانی اغراض میں
بہت صاف و صریح ہے یہ جو قرن عظیم میں ارشاد ہوا کہ و ذکر ہر یادگار
لله قد تعالیٰ کے دوا کو یاد دلاتے جو دین تو سب ان اللہ کے ہیں مگر
کچھ بے دن بھی آتے ہیں جن دنوں کو خدا صحت حق و برکات حق نے عبادات

عظا فرادیں اور جن کی یاد سے اللہ تعالیٰ یاد آجاتا ہے جس کے بدن خطائے اس دن کو سزا دیے۔ ایسے دن جس کی بدولت حاصل ہوں اس کا تو یہ ہوا کہ اس سے وقت وفات تک کا ہر دن اور وفات سے لے کر حشر تک کا ہر دن وللا حشرہ حشر لکھیں اور وہی اس کے وقت و اس کے وقت و اس کے وقت رہتا ہے اور بڑھتا ہی رہتا ہے مگر ان سارے دنوں میں، قرب قدرت کا یہ پیش و پیم وصال و پیم حشر و نشر ہے۔

یادگار منانے پر اعتراض اور جواب | چنگیز تاجی آپ نے ہے

ضروری ہو چکا ہے، ہذا اس مسئلہ میں یہ مسئلہ ہے کہ آپ نے اور آپ کے واقعہ یہ ہے کہ چنگیز تاجی آپ نے ایک ایک فرقہ دار، ضلع میں درج و بندہ، انہیں نے عید میلاد اسی سالے اور یہ بار بار جو کر کے ہوتا ہے کہ کئی شخصیت کی اہمیت کی تاریخ اس کی تاریخ کی تاریخ میں کیا کہ پیدا نہ ہو تو برابر انھوں اور ان کی ہوتی رہتی ہے اور ان کی تاریخ پر کوئی اندازہ نہیں کیا جاسکتا کہ اس کا مستقبل کی ہوگا۔ اہمیت تو اس تاریخ کو حاصل ہے جس تاریخ پر شخصیت کی اہمیت حاصل ہوئی ہے۔ یہ عید میلاد انہی ایک عید غارت خانہ اور غیر شرعی چیز ہے مگر یادگار منانے سے تو اس تاریخ کی یادگار منائی ہے جب نبی کریم (عید الصلوٰۃ والسلام) نے اہل انبوت فرمایا۔ اور کار نبوت شروع فرمادیا تھا۔ یہاں سے تاریخ میں کوئی کوئی ہوا ہے یہاں سے کہ سطحی طور پر بعض دماغ واقعی ہوں میں پڑھتے تھے لیکن جن ان کے

پیغام کو سمجھنے کی زندگی رہی تھی کہ میں شہر سرخ کیسے گیا اور تعلیم یافتہ و متدین صفت اول کے لوگوں نے مجھ سے اس کا تذکرہ کر کے جواب کا مطالبہ کیا میں نے چند گھنٹے کے بعد وہاں ایک عظیم الشان اجتماع کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ عید میلاد اسی کی تاریخ قرار دینے کو سب قوموں کی تاریخ دماغ سے نکل گئی تھی تو اس حتمی دید چہرے آنکھیں کیوں بند ہو گئی تھیں کہ آج جس پہل میں ان کے فتنے کی اکثریت پہل ہی ہے وہ جہاں بلیقی اور مر تو منانے میں عبادت گزارانہ اسیرت کے ساتھ شرکت کی جاتی ہے کیا اس سے عقل کو اتنی مدد نہیں ملتی کہ قلوب سے یہ عید میلاد و یوم مات کے منانے ہی کو قومی حق مانا ہے۔

یادگار منانے پر قرآن حکیم سے دلیل | قرآن کریم نے اپنے پیغام کو

اس طرح اُتار دیا ہے کہ جو لوگ قرآن ایک کی تلاوت کا شرف من لئے حاصل کرتے ہیں کہ اس کو سمجھیں اور اس کو ۴۰ بار کی روشنی جان کر پڑھیں کہ سواریں، اگر ایسے لوگوں کا یہ بھی روئے ہنتم مذکور پڑھیں ہوتا تو یوم ولادت و یوم عرس منانے پر جو غیر اسلامی کہہ کر مذکور دیا ہے اس کی حرمت کر سکتے قرآن کریم میں مقبولان و گاہ و رقی کے لئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا ہے کہ سلام علیہ یوم ولد و یوم یموت و یوم یبعث حیاء۔ ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے۔ ان کی پیدائش سے دن و رات کے حساب کے دن اور جب وہ یموت حشر میں انھیں گئے اور اسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کے ایک مقبول بندہ۔

یہ بتا دیتی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا واضح بیان ذکر ہے کہ صلوات
تعلیٰ یوم وولات و یوم موت و یوم بعثت حیا۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا
سلام ہے میری پیدائش کے دن اور میرے اصال کے دن اور جب میں
میلان میں چل رہا تھا۔

کوئی بتائے کہ اگر کوئی شخص دو دن کا بوسہ ہی قرآن کو مل جائے
اچھا دیا ہی کے لئے سنیائیں کلام ہی کہے یہ محو ہو اس کو کیا حق ہے کہ
نفس نفس قرآنی کا دھرت پنے عذاب کی سا پرکے جو اللہ والوں سے
اس میں درخشہ چلی آ رہی ہو، کل ظاہر ہے کہ فاضل حق کی ہر گھڑی جب سے
زمانہ کی تعلیم ہوئی اور جب تک مسئلہ رہا رہتا گیا ہے کہ ان پرستہ دن کا
سلام ہے۔ آگاہ و مشرب کا جملہ امید اس دوام و استمرار کو ظاہر فرما رہا ہے
ہمارے آقا رسول پاک کو مخاطب بنا کر صاف کہہ دیا گیا کہ ولا تحزنا خیر ما
من اولادہ۔ ہر کبھی اس وقت پس ماحول سے آپ کی منہ ہے۔ ہمیں ہمہ
اس دوا و اعتراف اور کہ پورے عہد مبارک میں خود اللہ رب العزت جل جلالہ
اور اس اور اعظم رسول نے تین دن کا انتخاب فرمایا یوم پیدائش یوم وصال
یوم حشر و نشر قرآن کریم میں ایسے ایام کو یا اللہ بھی فرمایا گیا ہے اور ہم دیا گیا
ہے کہ وہ دو کو عہد بابر اللہ ایام کی یادگار بنو یقیناً اللہ والوں کا دن
اللہ ہی کا دن ہے۔ عرض آیات قرآنیہ نے تیس دن کی کو معاد اللہ چھٹا نہ
کئے اور پر جا بجا طلب کیے اسے ہیں اور دین حضرت کے ہمدی حضرت سے
ہم کو ملنا نہیں بلکہ اس کو اہمیت حاصل فرما کر یادگار بنانے پر مامور فرمایا ہے۔

ظاہر ہے کہ ہر اہمیت کے ان شخصیت کی اہمیت ایک ہی کے بعد وہ
دن یاد آتا ہے۔ جبکہ اس نے سب سے پہلے زمین پر قدم رکھا۔ پھر وہ دن
اہمیت رکھتا ہے جب اس نے دوسرے عالم کا سفر کر دیا جس کا یہودی گردپ
کے صفت اول کے ہو گئے تھے اور تمنا کرتے ہیں۔ درمیان اس کو یوم میلاد
یوم عرس کہتے ہیں اور مانتے ہیں۔ یہ جہاں سے کہ تین انقبض ان انقباض
کے لئے جو انقبض یوم السلام ہیں۔ عبادۃ اللہ ہے تو ان اللہ اور اسے لئے
جو عملات و کام و ایام کریم ہیں۔ انقبض انفس ہے۔ یعنی دانوں کے لئے
قرآن کی نصرت نفس نصرت ہے۔

بات میں بات چلتی ہے یہاں ہر معترض سن لیتے کہ قرآن کریم خاصا انقباض
کے تین دنوں میں تعین فرما لی گئی ہے جو زمانہ عاتق یوم میلاد و عید الفطر و عید
میلاد و نشر کی محفل کہتے ہیں۔ دوسرے یوم وصال جیسا کہ ہم مسلمان اور مس
یہوگان دین کرتے ہیں لیکن تیسرا دن یوم حشر ہے جبکہ مقبولان بارگاہ الہی کی شفاعت
فرمانے کا دن ہو گا اور اس کی یادگار بنانا ہمارے بس کی بات نہیں۔ یہ وہ خود
ہم پر کریم فرما کر مانتیں۔ اور اللہ اللہ تعالیٰ مانتیں گے تو قرآنی تعبیر ہوئی کہ
سکنا تو ایہ تین دن ہیں ان میں پیدائش و وصال مانتا تھا۔ کام ہے اگر
تم اس یادگار مانتے کے عادی ہو جاؤ تو تیسرا دن عہد بن خدا کی شفاعت کا
دن ہے۔ اس کے سخن پر جاؤ گے۔ اور جو نہیں کرے ہے گرد کیا تو شفیق علیہ
مردم و جو گھر ہی دیکھنے میں بھی آتا ہے جو ان دنوں کی یادگاروں کے لئے پر
خود بخود سے بھر جاتے ہیں وہ آج حکم کھاتا سنت شفاعت کا نفاذ کرتے ہیں۔

میں نے تو یہ بھی دیکھا کہ بہرین نجوم فن آئے اور فی دشواریوں کو پیش کیا تو
 اعلیٰ حضرت سے پہنچتے ہوئے اس طرح جواب دے کر خوش کر دیا کہ وہ دشواری
 اور اس کا حل پہلے سے فرماتے ہوئے تھے۔ ایک اور صدر اکے مایہ ناز سی
 اور شکل عروسی کے بارے میں مجھ سے سوال فرما کر جب کتابی جواب کی انھی تو اپنی
 تحقیق یہاں فرمائی تو میں نے شمس کی کہ ہماری کی حمایت ہے پر وہ جگہ لکھو کی کہ
 عروس ختم ہو گیا مسئلہ بحث و اتفاق شمس ہذا کا۔ یہاں نصف ست تراس اسے
 میں اعلیٰ حضرت کے رشادات حسب الجہ کوٹے تو آزاد کرنا پڑا کہ کھجور آج ہوتے تو
 اعلیٰ حضرت کی طرف رجوع کرنے کی حالت محسوس کرتے ہمنفسرت سے کسی اپنے
 نظریے کو کسلی صبح ملاحت ذرا پہنچا تو اسلامی تعلیمات سے منقاد وہ سکے
 اگر آپ وجہ رفیق کہ حساب چاہتے ہوں اور میں آسان ادوس کا سکس کھنا
 چاہتے ہوں اور یہ دوس کے بارے میں کل فی حالات بیسٹھوں کو نہیں بشن
 کر چاہتے ہوں تو ان مسائل کا مطالعہ کریں جو اعلیٰ حضرت کے رشادات نعم ہیں اور
 یہاں آپ پر ہر جگہ کھلتا حائے لاکر معطوف فلسفہ دریا صبی و نے بنی زاہ کے
 کس موڑ پہنچ کر فوت ہو جاتے ہیں۔

امام کے علوم و فنون سے میری حیرانی
 اعلیٰ حضرت کے علوم و فنون کا کیا حال تھا۔
 اس کا بارہ اس سے کہئے
 کہ کئی کی علمی ڈیبا سچا علوم و فنون کے نام سے بے جہت اور اعلیٰ حضرت کے
 قلم مبارک سے بچا س علوم و فنون کے مسودات رسائل شمار ہیں ایک دن ایسا
 کہ اعلیٰ حضرت سے ملا عصر کے نے وضو فرماتے ہوئے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ

سچ بعض شجرہ کا حساب پوچھیں نے جس دند سے کیا تھا اب دیا پر ظاہر ہو گیا
 کہ یہاں نکر دنیا کے ہر چاروں سے بلند کوہ ہمالیہ کی پورٹ چوٹی ہے کیا اس سے
 حساب لگے ہیں نے وہ دن کی صلیف ماٹھی اور رات کی بستی کو سناہ
 کرنا ہوا جب صبح حساب لیا کر کے حاضر ہو تو فرمایا تو کیا آپ کا حساب یہ ہے
 میں نے اس کو عرض کر دیا کہ میری تھ کر جس حساب میں یہ ۱۰۰ سر ۱۰۰ لکھ گیا وہ
 رحمت ارشاد فرمائی وہ لاصرف ایک عالم ہے یا وہ یہ ہے کہ سب میں اس کے
 نے کون غلطی ہیں میں نے میرے صبح جواب پر جو حائیں فرمائیں سچ وہ ہی
 میرے لئے سب کہ ہیں۔

امام بریلوی کے مسلم کمالات میرے مشاہد ہیں
 آپ جتنی شمار اہوں کر جب نگیں دس غلامی انگلیں دس حدیث کے بعد
 میرے مرتبوں نے کار تنہا کے نے اعلیٰ حضرت کے حوالہ کیا زندگی کی یہی نظریہ
 میرے نے سرایہ جماعت انگلیں اور میں محسوس کرنے لگا آج تک جو کچھ پڑھا
 تھا وہ کچھ بشت وہاں ایک ہونے شرم کے ساحل روپ ہے علم کو راسخ فرما
 اور ایمان کو رگڑا۔ چہ میں ہمارا دینا اور صبح علم کے کر نفس کا تزکیہ فرمادینا یہ وہ
 کرانے ہی جو ہر ہر شہرت پر صا اور ہوتی رہتی تھی۔

عادت کریمہ کی کہ مستحق و ایک
 افتاء کی خدا داد عظیم صلاحیت
 ایک معنی و تقسیم فرمادیتے اور پھر
 ہر جگہ دن بھر محنت کر کے جوابات مرتب کرتے پھر عصر و مغرب کے درمیانی

مختصر عبارت میں ہر ایک سے پہلے اس قدر بھر فتوے سماعت فرماتے اور ایک وقت
سب کی تسبیح سی وقت بھنھیں اپنی تصنیف دکھاتے رانی سوال کرنے والوں کو
معی اصرار تھی کہ جو کہنا ہو کہیں اور جو سنا ہو سنا نہیں اتنی آواز میں اس قدر
نہا گانہ بایں اور صرف ایک ذات کہ سب کی طرت توجہ فرما جوابات کی تصحیح
و تصدیق اور اصلاح مصنفین کی تائید و نصیح عطا رہا سوالات کا نقلی متن
جواب عطا ہوتا ہے اور مصنفوں کے اس خط کی کہ لا یتصد رعن الیوا احد
الا یو احد کی دستیاں "رسی میں جس جگہ سوالات و جوابات میں بڑے
بڑے اکابر کلمہ دفن سر تھا مگر ٹپ ہو جاتے ہیں کہ کس کی شیں اور کس کی
نہ شیں اور اس سب کی شنوائی ہوتی تھی اور سب کی اصلاح فرادی مافی تھی
یہاں تک کہ ادبی نظر پر بھی نظر پڑے مافی تھی اور اس کو درست فرادیا کرتے تھے۔

حیرت انگیز قوت حافظہ یہ چیز دور بیتن آتی تھی کہ تحصیل جواب کے
تھک جائے تو عرض کرتے اسی وقت فرادیتے کہ وہ لفظ رعلد فلاں کے
صغیر فلاں کی سطر فلاں میں سطروں کے ساتھ جڑیہ موجود ہے۔ درمندر کے لفظ صغیر
فلاں سطر میں یہ عبارت ہے عالمگیری میں بغیر جہد و مصغیر و سطر و لفظ و سطر و
زیر رہندہ میں خیرہ میں مسطور میں ایک ایک کتاب فقہ کی اصل عبارت بغیر
مصغیر و سطر و لفظ و سطر میں۔

ارشاد فرمادیتے اب جو کتابوں میں جا کر دیکھتے تو صغیر و سطر و عبارت وہی
پاتے جو زبانی میں حضرت سے فرمایا تھا اس کو آپ زیادہ سے زیادہ ہی کر سکتے ہیں

کہ خداوند قوت حافظہ سے ساری چودہ سو برس کی کتاب میں حفظ تھیں یہ چیز بھی اپنی
جگہ پر حیرت انگیز ہے مگر میں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ حافظ قرآن کریم کے ساتھ اس
قرآن عظیم کو پڑھ کر حفظ کیا مگر وہ نہ ہر روز ایک ایک میں سو سو بار و یک حافظ
ہو اور اس سے بے کی بیاری میں سارا دن کاشت دیا اور صرف ایک کتاب سے
واسطہ رکھا خط کے بعد سہا سہاں مشغول رہا ہو سکتا ہے کہ کسی حافظ کو زیادتی
میں ملے کی حاجت۔ بڑی ہو گو امیہ کچھ نہیں گرا "ہو سکتا ہے کہ حافظ صاحب
کسی بیت قرآن یہ کوشش کرنا یاد رکھیں کہ اس کے قرآن کو پڑھنے میں
یہ تیار کر رہا ہے جانک ہے یا میں جاںک۔ سدا و چیز ہے عمر
یہ تو عاقل محال اور اعلیٰ محال ہے کہ بیت قرآن یہ۔ سطر کو تیار کیا ہے تو
کوئی کتاب کہ ہر کتاب متذکرہ وغیرہ اول سے پہلے کہ یہ صغیر و سطر بتائے واللہ
اور وہ سطر کی کتاب خانے کا صرف حافظ ہی ہے یہ وہ اعلیٰ کرامت کا دار۔
یہ یہ جس کے فن تمام بیان کرنے کے لئے بیکار۔ سہادت و اہل

صفا پائے سے عاجز رہے ہیں۔

میری شہادت مجھے ایسی ضرورت پڑی کہ وہ دن بوجھ کو پہنچے وہ جیسے
حزب حقہ کو دست کا و طبع حضرت مسکر کرتا ہے
"میرزا جیسے عطا فرماتے صغیر و سطر و عبارت و سطر کو دیکھ کر یہ بھی صغیر
یا سطر یا عبارت میں کسی لفظ و سطر کی معلوم ہونے لگتی تھی میں بڑی سرعت کے
ساتھ باقرہ و اصلاح ایسا بتاتا دیتا ہوں کہ میری شہادت کا پیش پیش کام رہی
حیرت انگیز علم حساب چنگیز نے حساب کی تعلیم سکول میں پڑائی تھی

انہما فی الفضل کے حساب کی ستر بڑھی ہوئی تھی اور ایسے استغنیہ میرے سیرا دہنے
تھے ایک مرتبہ پندرہ مہینوں کا مسافر آجائے ہر سے کہ عورت اہل کی بندہ و غیرہ
میں اور جنوں اور بھوں سے کچھ کو اس کے جواب میں دور اور ایک دن سلسلہ
کرتی تھی اور آرائی سے دھنوں دہنا کے حق کو قلعہ کر لیا اور عصر کے بعد
بیٹھا کہ استغناء اس سے وہ مست طویل تھا۔ ملاں مرا در طلب کو رشتہ چھوڑا پھر
فلان مراد اس سے تھے وارث محمد سے اس میں صرف ناموں کی تعداد تھی
بڑی تھی کہ فلس کہیں سیر کے دو صحنے اچھے ہوئے تھے جب یہ استغناء میں
پڑا وہ تھا تو کیا کہ عموماً یہ کی بھلیاں حرکت میں ہیں اور استغناء حرم ہوا
بلکہ کسی تاخیر سے رشاد فرمایا کہ آپ نے ملاں کو اتنا اور ملاں کو اتنا دھنوں تمام
بنام لوگوں کا حصہ بتا دیا۔ اب میں میزان و مشعلہ رکھ استغناء کو میں مرتبہ تو
میں نے پڑھا ہر ایک نام کو بار بار پڑھ کر ان کا حصہ لکھ لیا لیکن مجھے سے صرف
سب الاسماء کا نام کوئی پرچہ تو نہیں استغناء اور جواب کو دیکھ نہیں بنا سکتا یہ
کیا تھر کیا وسعت عمارت کو تو یہ یکتی شاندار کراست ہے کہ ایک بد استغناء
مٹاؤ درجنوں و شاد کا ایک ایک نام یاد رہا ہر ایک کا صحیح حصہ اس طرح بنادیا
کہ جیسے کئی بیٹے ایک کو سلسلہ کر کے حصہ و نام کو دے دیا گیا ہو۔

میری عرض و تمنا میں اس سرکار میں کس قدر شوق تھا یا شوق بنادیا
گی تھا ایسا جواب میں حضرت کی نشست کی چادر لپیٹ
کہ عرض کرنے لگا کہ حضور کیا اس علم کا کوئی حصہ عطا فرمادے گا جس کا علم کہ امام
میں نشان بھی نہیں ملتا سرکار فرمایا کہ میرے پاس علم کہاں جو کسی کو دے سکتا

آپ کے ہر اچھو سرکار خوشیت کا نفس و کرم ہے۔ اور کچھ نہیں۔ یہ جواب مجھ
رنگ ماہیوں کے لئے تھا کہ نہ حضرت بھی تھا کہ ہونے والے کوٹ کر خزانہ دے ہو گئے
اور میں پدم سلطان بعد کے ستر میں پڑا ہوا۔ جواب اس کا بھی نشان دینا تھا
کہ علم و سحر سے تمام توابع میں کیا ہو کر پڑا کہ کتب میں رہے تو ہی میں نے
بار بار کی اور میں جواب خط ہوا اور ہر مرتبہ میں ایسا ہو گیا کہ میرے دھرم کے
سب سے بڑے مصل ہو گئے ہیں۔

علم قرآن علم قرآن کا وہ اگر صرف علم حضرت کے اس اور ترجمے سے
یہ ہے جو کٹر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثال سا بن
درعی زمان میں ہے۔ فارسی میں اور۔ اور میں۔ اور جس کا ایک ایک لفظ چنے
مقام ہاں ہے کہ اس سلسلہ اس جگہ لایا میں جہاں جہاں جہاں ترجمہ ہے۔
مگر حقیقت وہ قرآن کی صحیح تفسیر اور اُردو زبان میں قرآن ہے۔ اس ترجمہ کی شجہ
حضرت صدیق اعظمی استاذ الملک و مولانا شاہ عظیم الدین علیہ الرحمۃ نے حلیہ پر
لکھی ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ دوران شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے
استاذوں سے کہ وہ کہ وہ لفظ کے مقام استنباط کی تلاش میں دن پر دن گزارے
اور رات بھر رات گنتی رہی اور بالآخر ماخذ کا ترجمہ کا لفظ اُٹل ہی نکلا۔ یہ حضرت
خود شیخ سعدی کے فارسی ترجمہ کو سرا کرتے تھے لیکن اگر حضرت سعدی اُردو زبان
کے اس ترجمہ کو پاتے تو وہ بھی دیتے کہ ترجمہ قرآن ہے دیگر استاذ اہل القرآن نے دیگر۔
علم الحدیث و علم الرجال علم الحدیث و علم الرجال۔ اس سے کچھ اگر جتنی
حدیثیں فقہ حنفی کی ماہ ہیں ہر وقت پیش نظر

درجن محدثوں سے فقہ حنفی پر نظر ہر دو طریق ہے اس کی روایت و روایت کی
حاصل میں ہر وقت اور ہر علم و حدیث میں سب سے اہل تشیعہ علم سارا رجال کا ہے
ایک حدیث کے ساتھ کوئی سند نہیں ملتی اور دیوں کے واسطے میں نہ ثابت کیا
جاتا تو ہر آدمی کی جرح و تعدیل کے جو الفاظ درج آتے تھے اٹھا کر دیکھ سکتا تو
تقریب و تہذیب و تہذیب میں وہی لفظ مل جاتا تھا۔ یعنی نام کے سیکڑوں
ناویاں حدیث ہیں لیکن جس کی کے مفہود راست و دشاگر و کام شمار ہوا تو میں
کے مفہود سے خارج ہو جاتا کہ قطعاً اس سے زیادتی کہ وہی فقہ ہے یا خود ج
اس کے ساتھ ہیں علم و ادب اور علم سے شہدہ کامل اور علمی مطلق کی وسعت و محدود
علمی کر محنت مستحق ہر قصص حدیث میں جمیع اہل زمانہ
ولہ محمد احمد رضا شاہ ۔

امام بریلوی قدس سرہ کے شاہکار | اسرار المصروف کے چوتھے باب کا خلاصہ

[illegible]

علمِ حقیب و ہر ذریعہ و فکر بلکہ ہر قسمی و محصور فکر جمیع حیوانات و ممالک کو حاصل ہے وہ ایک بولے کے شعل کی وسعت و بھی ہے چوہا و برف کے فرق کے عام عناصر میں کے فکر کو بلکہ کہ رسول کے علم سے کتب پر حاصل ہے اگر رسول کے لئے در علم کو ہوا و سہ تو مذکور ہے وہ اس کے ہا سے علی سے مل کی بنا میں کی وستی و نبی سے بڑھادیا عرض رسول پاک کے علم کو بھی کھنڈا یا رسول کو بھی کھنڈا یا۔ ذرا اس جو اٹھ کا قرار کو تو دیکھ کر احمق تعالیٰ نے رسول پاک و صفات صفات خاتمِ نبیین فرمایا تو فرقہ سے ایک۔ رسول سے قرآن میں توڑ مڑا تو فراموش کر دی کہ کچھ نبی ہوئے ہیں کہا رکھا ہے ایسا کھنڈا امام کا لڑیہ ہے وہ خاتمِ نبیین کی دوسرا مطابق صرف ختمِ انبیاء ہے ختمِ دینی یا اگر دوسرا ہے تو صحن ہے وہ عبادۃ اللہ میں ہیں ہے وہ محتاط ضرور یہ جیس ہے ضروری عقیدہ و علمِ دینی کا ہے اس بولے والے نے ہندو دروازہ کا مسئلہ کی خلق کے بعد ان کے امام کا خوب تمسیر پانے مگر قرآن کو تو ضرور در کرنے والے اور عقیدہ ضروری سے مشر سوڑنے والے یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ امام احمد قادیانی نے اعلان کر دیا کہ اگر اب بھی نبی ہو سکتا ہے تو چیرا ہو سکتی ہے اس کے ہو جانے میں کہیں ہی قباحت ہے نبی ہو سکتے کے ذمہ دار دو بند باری ہے اگر وہ دیتے دعوے کو نہا سکتے تو ہم اپنے نبی ہو جانے کو نہا نہیں گے اب آپ بتائیے کہ دین پاک کے ساتھ یہ امتیاز کیا جائے یہ کافرانہ مذاہب کی جائیں اور اللہ و رسول کی شان میں گستاخیوں بد مذہبیوں کی جائیں تو کوئی اگر غسانی اللہ دنیا ہو کہ وہی ذکر ہے۔

اتفاق آج میں موجود ہیں یہ عقد وہ واقعہ جس کا مقصد اس میں ہر گنہگار سے کیا جائے لگا کر آستانہ صوفیہ بریلی میں کفر کی مشین ہے وہاں مسلمانوں کو
 کافر بنایا جاتا ہے۔ عقل کے دشمنوں کو یہ بھی کہہ دیا کہ وہ مسلمانوں کو
 کافر بنائے و سکتے ہیں یہیں رکھنا شروع کیا دلاحد یہ ہے کہ کافر بنانا ہے۔ لہذا
 اس کے کفر کے بارے میں اس مسئلہ پر خبر رکھنا چاہیے تاکہ اس کے
 بچیں و نہایت سے ہے کہ کفر نہ رکھیں۔ ذیبا جاتی ہے کہ کفر میں کفر
 میں سے رد عاق ہے کہ جرم کا سزا دینا کو چاہئے کہ میں نہ رکھ
 میں کے چوری سے جرم نے اس کو چھوڑنا۔ مشریت سے و چور کو اس سے سزا
 دی کہ وہ اس جرم کا ارتکاب نہ کرے یہ بھی حاکم و نبی و اسلامی سیاست
 کہ بے محابا در سب و رعایت کسی کی موجودیت نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ
 و پروردگار جانے اگر وہ ارتکاب جو در چکا ہے تو جرم ہے اس کو روکنا
 محنت سے سخت سردی جانے بعد ہی علیہ رحمہ نے ملک بے سیاست کو
 زندہ رہتا ہے کامیاب۔ وہ بھی یہ سیاست ہے جس میں جرم کی تفریق کی جاتی
 و ارتکاب و رعایت جو ملے کو کر رکھا جائے اس سے اگر کائنات ہر اسے ملک کے
 بہار سے ملے کہ اس سیاست کو جان لیتے اس پر عمل پیرا ہوتے تو ہر
 سے ملے کہ مرتد نہ ہو کہ اس پر ہو سکتی جس و بدست اس رسولی کے
 نام پر ہیں جانے کی رعایت کی رعایت سے اس کے اس میں اس زمانے کا
 گندہ شر جو ایک لازمی شے ہے اس ناپاک سردی کا جو کھوں کے ساتھ
 برقی گئی اور دیکھا کہ اس علاقہ کاری کے بدست کینہ امت اسلامیہ کو کیا کیا

گفتا ہے وہ تو کہنے کہ علی حضرت نے ماضی و حال کے ساتھ مستقبل کو ایسا
 دکھایا تھا کہ مجھوں کا ایسا قیاس تھا کہ ان کو چنے کی ماہ نہیں ملتی تھی
 اور بعد ان کی کفری جگہ اس کا سلسلہ توڑیا گیا تھا۔ ورنہ اگر خلیفہ الکلامی اور
 شریعہ جانی کا سلسلہ جاری رہتا تو آج معاذ اللہ اسلام کے نام پر کفر و زنی
 بے پناہ ہو چکی ہوتی۔

امام بریلوی کا دنیا ہے اسلام پر احسان

سیاست پر احسان علیہ ہے کہ کو اس والوں کی ایسی ہی زبانوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔
 و رکھنے کہنے کہنے کی جرات کو کرنا کہ اس طرح مجھوں کو برہنہ کے مسلمانوں
 ان کے کفری انداز کے شکار ہونے سے بچایا۔ یعنی علی حضرت نے کسی کو کافر
 میں بنایا بلکہ کافر بننے والوں کے حرام کفریہ کو واضح فرما کر مسلمانوں کو کافر بننے
 سے بچایا۔ علی حضرت کی اس شان عظیمہ کا کوئی کلمہ کوئی ممکن رعایت ایسی
 نہ تھی جو مجرم کو عطا فرمائی گئی ہو اگر کسی کی تو یہ ستودہ ہو گئی تو اس کے کفریات
 حاکم کو حکم نکالتے وقت ایسی رعایت برتی کہ کچھ ہوگ اس رعایت ہی کو بد اشتہار
 کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیر وادی رحمہ اللہ نے جس مجرم کے قول کو
 قال المرء المرء کہ کر نفس فرمایا۔ وہ صرف علی حضرت کا حق و قلم ہے جس نے
 منصب قضا کی ذمہ داریوں کو نہ چھوڑا اور غم سہا دکھا دیا۔ اگر قوں کی ہر
 رعایت کو کفری غم و غصہ پر غالب رکھ دے تو جب علام احمد قادری نے اپنے
 کفری دعوے نبوت کو کسی طرح میں چھوڑا تو قوں نے حکم زمانہ کے عقیدہ

خدا کی خدمت سے انکار کر دیا اور اسی چہار انگلی اور انیسویں ہاتھوں
پاک کے علم کے بارے میں حضور کے مقابلے پر شیطاں کے علم کو بڑھایا اور بارہ گنے
تقدوسی علم رسول کی سطح کو ہر دو وکرتی دسویں دہائی کی سطح پر لایا۔
دور خند کو چھوڑا تو گنگوئی کے انھیں جیسے چند محرموں کی توبہ سے دوسرے ہزاروں
فرض شرعی کو داغ دیا کہ امت اسلامیہ کو جویش و اور وہ جس شکست میں پڑ گئے ہیں
کہ خبروں کا ساتھ دیں تو دامن رسول انھوں سے مل جاتا ہے لہذا رسول پاک
کے دامن کو تھامے رہیں تو دوسری خاموشیوں سے بہت تعلق ہو چکا ہے بلکہ
نے اس کشمکش کا یہ علاج بتایا کہ دامن رسول کی پناہ گاہ ہے اور
اس کے لئے کسی مولوی ملا کی پروا نہ کی جائے۔ رسول پاک کا دامن دین دین کا
دامن ہے اس کو چھوڑ کر خواہ کچھ ہو جائے مگر سبب نہیں رہ سکتا اس صاف
اور سادہ اور ناقابل انکار بلکہ روشن پیغام کو کھری شین کہ کر پوچھنا کرنا
حقیقتاً اس حقیقت کو مان لینا ہے کہ محرموں اور ان کے مانتوں کے پاس
جہنم سے برکت کا کوئی سلام ہی نہیں ہے اس کا دل اس کی ممانعت میں
کر سکتا کہ وہ بیگناہ ہیں۔ اس لئے ان کو علم اس کا ہے کہ ہمارے جہان کو عالم شکست
کیوں کیا گیا جس کا جواب خود ان کے علم میں بھی ہے کہ جب توبہ و تلافی نہ
ہے محرموں کو محرم پایا تو وہ خود فرمایا کہ جو تشرع سے دوسری میں ہو یا حق
چاہے دیر بندیت کے اقیب در میں المناظر میں نہ رہے۔ یہ دوری نے چھاپ کر
اعلان کر دیا کہ ہمارے بڑوں کے کلمات کے کھانسی جو اعلیٰ حضرت نے بیان
تو اس کے کھانسی کے لئے کوئی ہر کرتے تو خود کا فرما چکا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ دیوبندی کی توجیہ تو اس
دور اصنام کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ صرف اپنی دنیا و دنیا پر ہے۔ توجیہ
ان کی ہوتی کہ صرف فریب کاری کا نہیں ہے جس قول میں شرک و کفر و بدعت
و بھرا ہوا ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس کو دیا کہ وہ سدوس کا زمانہ بارہا رسول ہاں معنی
میں ہے کہ رسول پاک سطر سلیں ہیں۔ حامی انہیں میں شیعہ انہیں
ہیں اگر وہ ولین واکا حرمین میں علم اعلیٰ جمعیہ میں محبوب رب العالمین
ہیں بلکہ صرف ہاں شیعہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ بڑے ہیں جو مرکز میں
مل چکے ہیں۔ وہ سب سے بڑے اختیار اور خدا تعالیٰ ہے اہل بیت ہے
انہیں کو بستر سے کہ فرما دو تو بھاری توجیہ زیادہ چھلک رہا ہے کہ ان دشمنان
کے راجع کر دے کہ یہ مقدمہ توجیہ ہے کہ ان مسلمانوں کی جمہوریت اسلامیہ کی
بکثرت کے ساتھ دامن رسول سے پھٹی ہوئی ہے اور دشمنان اسلام کے
فریب سے نکال کر محرموں کے مرکز پر رکھ کر رکھی ہے۔

خبردارانہ تعالیٰ عباد میں مانتوں اس لئے اس لئے توجیہ حیران
دیا کہ اس حقیقت کو یاد رکھنا چاہیے کہ اعلیٰ حضرت جن کے قلم کی مرے
کی بارے میں کسی کی شخصیت میں کسی کو رد و لی سزاوی کسی کو بہت کر کے
رکھ دیا یہاں تک کہ وہ مرکز میں مل گئے یہاں پر بھی کر رہے ہیں اور
وہ بھی جیتے ہیں مگر اسی حیات آج تک کوئی نہ کر سکا کہ اعلیٰ حضرت کی کسی
تصنیف کا لئے نام ہی ہستی در دھڑک کر چھاپ دے۔ یہاں روز میں وہ

کی خداداد حیثیت و جلالت کا یہ عالم تھا ہرگز نہ ہے کہ ایٹھ حضرت کا یہ رخسار ایک طرح سے اظہار حقیقت ہے وہ رخسار کے نیچے کی طرف ہے۔

امام بریلوی قدس سرہ کا طین کی نگاہ میں میرے استاد افریقہ حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب گنج مراد آباد سے تھے مگر حضرت کی زبان پر پیر و مرشد کا ذکر میرے سامنے کبھی نہ آیا۔ اور ایٹھ حضرت کے کثرت تذکرات محبت کے ساتھ فرماتے رہتے، میں اس وقت تک بریلی حاضر نہ ہوا تھا۔ اس دن کا ذکر دیکھ کر میں نے ایک دن عرض کیا کہ آپ سے آپ کے پیر و مرشد کا تذکرہ نہیں سنتا اور ایٹھ حضرت کا آپ نے پڑھتے رہتے ہیں فرمایا کہ حسب میں نے پیر و مرشد سے محبت کی تھی اور میں سسان تھا کہ میرا سا داغ خانہ ان مسلمان سمجھا جاتا تھا۔ مگر حسب میں ایٹھ حضرت سے ملے لگا تو مجھ کو ہاں کی علامت مل گئی۔ اب میرا ایمان دہی نہیں بلکہ اجودہ قناری حقیقی ہے جس نے جنتی ایمان بنا اس کی یاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا رہتا ہوں۔ حضرت کا انداز بیان نہ اس وقت چشم پر دم نہ کر چھو ایسا محسوس ہوا کہ واقعی دلی، دلی سے شناسد وہ عالم را عالم نوازند میں نے عرض کیا کہ علم حدیث میں کیا وہ سب کے راہ ہیں فرمایا کہ ہرگز نہیں پھر فرمایا کہ شہزادہ صاحب آپ مجھے کہہ کر نہیں لایا خلعت پہننے کے لیے ایٹھ حضرت اس من میں میرے مومنین فی الجملہ بیٹ ہیں کہ میں ساٹھ سال صرف اس من میں قند کروں تو بھی ان کا پاسگاہ نہ ہوں۔

بریلی کی طرف سیر کی مشق حضرت محدث صا حب قند کے اسی قسم کے افریقہ وادے نے میرے دل کو بریلی کی طرف لکھیا اور باخود آنکھوں سے دیکھ لیا کہ ایٹھ حضرت کیا ہیں۔ اس کا اندازہ بڑے سے بڑا بعد بھی نہیں کر سکتا۔

انداز تربیت ارادہ از تربیت دیکھ کر کاروان کے لئے حسب بریل حاضر ہوا تو میرے اندر لکھائیں، صا حب بہت کی زبان کافی سمجھا تھی شر کے حریف میں باتار اور فریقا کا ہوں کہ ہاں کے لوگوں سے پوچھا۔ کہ جب کے ان کی فرصت میں پھر سیر کیا کروں۔ جہد کا دن آیا تو میں مسجد میں سب سے پہل صف میں تھا۔ نماز چرگئی تو مجھے دریا فٹ فرمایا کہ کہاں ہیں۔ میں بریلی کے لئے بالکل نیا شخص تھا۔ لوگ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے یہاں تک کہ ایٹھ حضرت خود کھڑے ہو گئے۔ اور باب مسجد پر مجھ کو دیکھ لیا تو مصیبت سے آواز کر صف آخر میں آکر مجھ کو مصافحہ سے نواز۔ اس سے زیادہ کا ارادہ فرمایا تو میں تھرا کر گر پڑا۔ ایٹھ حضرت پھر مصیبت پر تشریف لے گئے۔ اور سنن و نوافل ادا فرمانے لگے۔ مسجد کے ایک ایک شخص نے اس کو دیکھا اور بڑی حیرت سے دیکھا میں نے بازا اور کتب خانہ کی سیر کوئے کر رکھا تھا خام کو جب چلا تو شراست ملنے کی موڑ پر پہلے پاؤں کھانے کی خواہش ہوئی ابھی پاؤں داسے سے کیا بھی نہ تھا کہ ہر طرف سے السلام علیکم آئے اور مجھ کو جواب دینا پڑے۔ اب پاؤں اسے کی لئے خام المومنین حضرت راہینا دہی احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ راہ ہیں جو حضرت محدث عظیم بعد ازہ کے ساتھ حضرت محمد راہ محمد قدس سرہ کے ہمصر ہیں صا حب السلام شہید المصطفیٰ

ڈاک کے سامنے کھڑا ہوا بھی میرا دشوار ہو گیا۔ سلام و مصافحہ کر کے روکتے ہوئے
سارا پور کو رقم ختم کر دیا وہ دن ہے اور آج کا دن سہا کر رہی کا ذکر نہیں۔
نکلنے دھڑی، اندر اس میں بھی پابند وہ نہیں ملکہ وٹری میں بیچ رہی صوفیہ پادار
کہ یہ نہیں نکلا سارا نکلا ہی، اور ہمیشہ کے لئے ختم فرما دیا۔

غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حیرت انگیز عقیدت

افسوس کہ ان کے زمانے سے پہلے خود گیارہ روپیہ کی شیرینی منگائی۔ سبے پانچ روپے کو تھاکر اور شیرینی رکھ کر خانہ کو تیرپانچ روپے کی دست کرم سے شیرینی بھجوا کر بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کا حکم دیا کہ ہر ایک ایک حضرت پنجگ سے اٹھ پڑے سب حاضرین کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا کہ شاید کسی شدید حاجت سے وہ تشریف لے جائیں گے لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ علیحضرت رہیں ہر اکڑوں بیٹھ گئے۔ کچھ نہیں نہ آیا کہ یہ کیا ہو رہا ہے دیکھا تو یہ دیکھ کر تعجب کر کے دالے کی اعلیٰ سے شیرینی کا ایک ڈرتہ زمیں پر گر گیا تھا۔ اور علیحضرت اس ڈرتے کو نوک زبان سے اٹھا رہے ہیں اور پھر اپنی نشست جگہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے اس کو دیکھ کر سارے حاضرین سرکارِ خوشیت کی خلعت و محبت میں ڈوب گئے اور خانہِ خوشیہ کی شیرینی کے ایک ایک ڈرتے کے تبرک ہو جانے میں کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہ گئی اور اب میں نے سمجھا کہ ارادہ مجھ سے جو فرمایا گیا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جدا مجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو مشرم دلانا ہی تھی۔ بلکہ درحقیقت علیحضرت غوث پاک کے

ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے جس طرح کہ غوث پاک سرکارِ دہ عالم
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں چوں قلم در دست کاتب تھے
اور کوس نہیں جانتا کہ رسول پاک اپنے رب کی بارگاہ میں ایسے تھے کہ قرآن کریم
نے فرمایا۔ وما یسطون عن النبی ان یشیء الا وحیاً یوحی

امام بریلوی قدس سرہ کا الغزٹوں سے محفوظ رہنا دین کے
اہل کا اتنا چرچہ ہی سے چھوڑ کر ہے ہیں مگر غرض قلم و فلسفہ لسان سے
بھی محفوظ رہنا یہ اپنے بس کی بات نہیں زور قلم میں بہت تفرقہ پسندی ہیں
آج کے بعض مجدد و پسندی پر اتر آئے تصانیف میں خود راہیاں بھی ملتی ہیں۔
مطلب کے استعمال میں بھی ہے احتیاط کیا ہو جاتی ہیں۔ قول حق کے لہجہ میں
حق ہونے حق میں ہے حاد جات میں اصل کے بغیر نقل پر ہی قناعت کر لی
جس سے لیکن ہم کو یاد رہا رہے ساتھ ساتھ علمائے عرب و عجم کو اختراعات سے
کر یا حضرت شیخ عقیق مراد، عبدالحق محدث دہلوی یا حضرت مولانا، بحر العلوم
قرننگی محل یا پھر امجد صحت کی زبان و قلم نگاہاں دیکھ کر کہتے تھے کہ یہی
حق علمت میں لے لیا ہے اور باب و قلم علم پر بار چھا کر ہے اس کو مانگن فرماؤ۔
ذات فضل اللہ یہودیہ میں پیش ہے اس عنوان پر غور کرنا جو تو فتاویٰ
دوسرے کا گہرا مطالعہ کر دے۔

امام بریلوی کی شعر گوئی کے پس جس کورت ان کے کم سے کم

جس گھنٹے میں صرف عشاءِ علم دین سے واسطہ چھو جس کے ایمانِ علم میں اپنے ساتھ قلم و دات اور یہی کتابوں کے سوا کچھ نہ ہو جو عرب و عجم کا رہنما ہو جس کو شعر و نثر کو کیا کہا جائے کسی سے شعر سننے کی فرصت کہاں سے ملتی ہے گرشانِ جاوید میں کی کیسے ہو اور حکمتِ شاعری میں برکت کہاں سے آئے اگر اعلیٰ حضرت کے قدم اس کو نہ نازیں حضرت حسانِ رضی اللہ عنہ حسن و شک جانا سے سرفراز تھے اس کی طلب تو بہت شوق کے لئے سراپا حیات ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت کے محد و نصرت کا ایک مجموعہ کئی حصوں میں متاخر ہو چکا ہے جس کا ایک ایک لفظ خدمت ہے اور سننے والوں کو مستی عطا کر رہا ہے ایک مرتبہ لکھنے کے دیہوں کی شانہ و رخص میں اعلیٰ حضرت کا قصیدہ معراج میں ہے اپنے انداز میں پڑھا تو سب مجھوتے گئے میں نے اعلان کیا کہ ارداداب کے نقطہ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متقن چاہتا ہوں تو سب نے کہا کہ اس کی زبان تو کر ثریٰ اعلیٰ ہوئی زبان ہے۔

اس قسم کا ایک واقعہ دہلی میں پیش آیا تو سراسر شہر دہلی نے جواب دیا کہ ہم سے کچھ ڈیو چھ آپ عمر بھر پڑھتے رہے اور ہم عمر بھر شلے رہیں گے۔

فنِ زیجات و فنِ تکسیر | فنِ زیجات و فنِ تکسیر میں شانِ امت کے لئے آج اعلیٰ حضرت کے تلامذہ سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔ اشد تلامذہ حضرت ملک العلی و ظفر اللہ والدین اس جہد میں دونوں فن کے ماہر مانے جاتے ہیں۔ علمِ حق میں اعلیٰ حضرت ساری دنیا میں فرد یکتا تھے بڑے بڑے مدعیانِ فن مستکبر و تکبر پہنچ کر آگے

مذکور ہو جاتے ہیں اور ان کے حساب میں جواب سے پہلے کوئی نہ کوئی کسر آجاتی ہے بڑے بڑے وکال و جفا سے انکرات کیا کہ ہم اعلیٰ حضرت کے آگے فضل و مستان ہیں۔

اس سلسلہ میں ایک واقعہ یاد آگیا کہ حضرت مولانا دین محمد **عجیب واقعہ** | رحمۃ شرفی علیہ ریاست راجپور میں علیٰ منصب ہوئے

واب صاحب کی سلیم پناہ پڑیں جن کی تبار کی نواب صاحب کے لئے آقاہل برداشت تھی ان کو بیماری کا انجام حالت کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بھیجا پہنچے تو اعلیٰ حضرت نے ان کو دیکھ کر مولانا کا سوا کھا سا منہ دیکھ کر رحم آگیا اور کہہ کر دیا کہ اگر رخصت سے تو یہ دیکھ تو اسی ماہ محرم میں راجپور کے اندر مر جائے گی۔ نواب صاحب نے طے کر لیا کہ ماہ محرم تو روکا نہیں جاسکتا مگر راجپور سے چلا جانا ممکن ہے مع سلیم کے بیٹی تیں چلے گئے کہ وہاں موت واقع ہوئی تو وہ بیٹی تال ہے راجپور نہیں ہے تروہ جو کہ فرمایا گیا ہے جہتِ اقلیم ناہو کاٹن۔ آخر یہ ہو کر رہا کہ راجپور کی مسجد شہید گنج کے ہنگامے میں طعنت گورڈ مسٹر مسٹن کی بھینپی حد سے بڑھی تو نواب صاحب کو تار دیا کہ راجپور آ جاؤں جلد آ کر لو۔ نواب صاحب اکیسے چائے و تیار ہوئے تو سلیم نے نہ مانا اور بالآخر ادبوں ماہ محرم میں جیسے ہی راجپور پہنچے سلیم کا انتقال ہو گیا۔ اعلیٰ حضرت نے مولانا سے فرمایا تھا کہ اس پر ایمان نہ آتا۔ مگر چھوٹا ایسا ہی۔ چنانچہ وہ ہو کر رہا۔ کارخانہ قدرت کے جس مجموعہ کاری میں دنیا نے یہ دیکھا کہ علامہ شامی کی وہ مبارک ہستی تھی جس سے وہ بے بیہ ہو کر یہ کو باری قرار دے گا اس کے خلاف

آوارہ بندگی کے شاد صاحب نے اپنے فکر کی دہایت کو چھپا کر دفن کر دیا یا اس کا وہ فرما دیا اور اچھسرت نے دہایت نجدیت لاد دیر بندیت کی دوسے مثال گروں رونی فرمائی کہ عرب و عجم نے اس سے بھر دیت کاتاج و تری فری ہاں تک پر نہ دیا۔

وفات شریف کی غائبانہ اطلاع

میرے حضور شیخ الشیخ قدس سرہ العزیز و رضوانہ فرما ہے تھے کہ کب رگی، ورنے تھے بہت کسی کی کھ میں بڑی کہ کسی کیڑے نے کاٹ ماریا ہے میں آگے بڑھتا تو فرمایا کہ بیٹ میں فرستوں کے کام سے یہ قہر کاٹ کا جہازہ دکھ کر دیا ہوں چند گھنٹے کے بعد بڑی کاٹا ملا وہاں سے کہ میں گھر میں پہنچا۔ اس وقت حضرت والد ماجد قید قدس سرہ کی زبان پر میرا یہ آیا کہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اسی وقت ایک غامدانی بزرگ نے فرمایا اس سے تو آج وہاں نکلتی ہے سچ ہم وہ آپ اسی یکتائے روزگار نام و محمد قطب الارشاد کی نگاہ عالی میں تلمذ از حقیقت پیش کرنے کو بھیج ہیں۔ اوت کی روز مبارک کی سمیت نزدیکی سے دارین کا آسرا لگائے ہوئے ہیں۔ ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ورضی اللہ تعالیٰ احمد و صدام۔ صفا

فقیر شرفی آگدائے حیلانی ابو محمد
سید محمد عیسیٰ زکریا جھوڑی زریں
ناگپور

بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلم

از حضرت بہار الملت والذین یملکون مفتی محمد رفیع صاحب قادی وادی سلائی میں عظم

احمد اللہ الہی صلی علی حبیبہ محمد وعلی رضا ثلثہ صمدہ

والصلوة والسلام علی من بعدہ اللہ تعالیٰ محمد و آل محمد و سواہ

فکل حمد لاحمد وکل صلاۃ لا صلاۃ محمد فاطمہ من اللہ الاحد الاحد

محمد عبید وعلی آلہ و صمدہ و ہدیہ لکھو راقوی الاعطو وعلی کل

من بدتھی لہ صلاوات الوحد الصمد علیہ ضررہ لکھو لکھو محمد و

المائتہ المحاصرہ موثدا صلاۃ لطاھرہ۔ سند و نور لایمان۔ انسان

علی الاعیاب الہی حریکتہ جس بمثلہ طرف الاون قطب امکان

غوث الودان برکۃ الاعیاب ابلتہ من آیات الرحمن سیدنا و

سیدنا و موشدنا و سیدنا و سیدنا محمد رضا خاں۔ ورضی اللہ

تعالیٰ عنہ و قد سنا بامراہ و نقہن ہمیں صمدہ و بکا تہ فی کل و صمد

و مکان کی نسبت و الاصفاء علم فصل و کمال کا دیا نور بہ آفتاب ہے جس کی

نظاہری صورتی ہے ایوں ہلرم کی روشن شمعیں صمدہ استقیم شریعت کے لئے

و سیدنا و سلاسل مقدس کی باطنی سیدی نور و نور و نور۔ و سیدنا و سلاسل

کے لئے آج بھی۔ بظاہر ترقی حیات دانی میں پروہ پوش جو جانے کے باوجود ترقی

تایاں و درخشاں اور ہر مقصد جماعت کے لئے۔ ایمان افروز شعلہ ہریت ہیں

جس طرح حیات ظاہری میں دنیا سے اسلام اور چین و گنڈاپا کیسے کے لئے
ہدایت رحمت تھیں۔

ابوداؤد کی حدیث شریف میں ہے ان اللہ تعالیٰ بیعت لہذا
الامة علی دامن کس مائتہ مسند من یجد دینہا دینہا۔ یہی حدیث
اشترکان اس راست کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسی ذات کو
بیعت فرماتے گا جو اس امت کے لیے دین کی تجدید فرماتا رہے گا۔

اس حدیث شریف کے مطابق ہر صدی کے شروع میں مجدد و شریف آئے
ہے اور اپنے اپنے زمانے کے ماحول کی مناسبت سے ملتے جلتے
اہمیت کو خلافت سے علیحدہ و ممتاز فرماتے رہے اور اہل بیت و وصیوں کے
سردس کو کھل کر انھیں ذیل کی تجدید کا یہی منصب ہے مثنوی شریف میں
اسی حدیث شریف کے تحت فرمایا۔ ای ہدایت المسند من البدعة ویدل
علاھا۔ یعنی مجدد سنت کو بدعت سے علیحدہ اور آشکارا فرمائے گا اور اہل بیت کو
ذیل کرے گا۔

مجدد کی یہ بھی ضروری ہے کہ جب لوگ کتاب و سنت پر عمل کو ترک کر رہے
ہوں اور سنت مٹتی جا رہی ہو تو سنت کو زندہ رکھنا اور نقصانے کتاب و سنت پر
عمل کے سبب حکم دینا اور کوشش کرنا۔ سراج منیر میں۔ غلطی سے ہے معنی
لتجدید۔ لایحیہ ما اندرس من العمل بالکتاب والسنت والاھم
لعمدھاھا یعنی تجدید دین کا معنی ہے کتاب و سنت پر عمل کو زندہ کرنا جو سنت
جا رہا ہو اور کتاب و سنت کی منشا کے مطابق حکم جاری کرنا۔

عین الودود میں ہے قال السیوطی عن سفیان بن عیینہ
طبعی انہ یخرج بكل ما رآہ مسند بعد موت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم رجلاً من العلماء یقوی اللہ بہ الدین یعنی امام سیوطی
نے صفیاء بن عیینہ سے روایت کی کہ مجھے حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد فرمانے کے بعد یقیناً ہر سو سال پر علماء میں سے ایک
ایسا شخص ظاہر ہو گا جس سے امت تقاضا یں کرے کہ

مرقاۃ المفصل میں ہے وقت کے مجدد علامہ راجل امام ظلال دین و اولی
ہے ہے والدی یعنی ان یکون المحدث علی راس لہ شہر حدیث
مشہور اصحاب و متابعین لہ و تدکن قبل کل ما ثبات ایضاً من
بقیہ ما مرالدین واندہ و ہذا کر من القصص المائتہ و ہادی علامہ
مشہور مشاء والیہ یعنی اس حدیث شریف سے واضح ہوا کہ ہر صدی کے
شروع میں جسے تاج مجددیت سے سرفراز فرمایا جائے۔ یہ شخص ہو۔ چاہے
جو علم و فضل و کمال و تقویٰ و سیرت حسن میں مشہور و معروف ہو اور وہی بدست
میں اس کی طرف اشارہ کیا جائے اور ہر صدی شروع ہونے سے پہلے ہی سب سے
اور دین کو مضبوط رکھا ہو اور اس ذکر سے مراد یہ ہے کہ ختم ہونے والی صدی میں
وہ ہر سال مجدد و زندہ ہو مشہور عالم ہو اور اس زمانے کے علماء کا شمار الیہ ترجیح ہو
علوم کے تمدن و ترویج و درجہ کے لحاظ سے عین الودود میں امام
عقلم الدین بیہوشی سے ہے۔ دھب بعض العلماء ان ان اولی
یجھض حدیث علی عمومہ فلا یلزم ان یکون المحدث علی

واس المثة رجلا واحدا بل قد يكون واحدا فاكثر. فان انتفاع
الامة بالعلماء وان عمر في امور الدين فان انتفاعهم به برهم
كاولي الامر واصحاب الحد يث والفقهاء والوعاظ واصحاب طبقات
من الرضا وكثيرا لا يبيع كل من لا يبيع فيه احرار من مصر على كاحيل
يبيع كهمزة بفتح كاء كهمزة شريف كواس كهمزة منى پر رکھ جائے۔ اس سے
یہ لازم نہ ہوگا کہ ہر صدی کے شروع میں بھیجا جائے والا مجدد ایک ہی شخص ہو
بلکہ ایک ہزار یا زیادہ کیونکہ ہر صدی کے شروع میں عام طور پر دین کے معاملات میں
افترا و کرم ہی سے کام لیتا ہے لیکن امت کے مت سے مسائل ایسے بھی ہیں
جن کا اہل علم کے علاوہ دوسرے کا رہے بھی تعلق ہوتا ہے جیسے الاولاد مر
صاحب حکومت۔ محاشین۔ قارئین۔ واعظین اور مختلف طبقات کے زہار
و غیر ہم بکثرت حضرت میں کیونکہ ہر شخص جس فن سے تعلق رکھتا ہے اس فن کے
نام ہی سے نفع حاصل کر سکتا ہے دوسرے سے نہیں۔

چودھویں صدی کے مجدد اعظم

تصاریحات متعدد، کے مطابق سہ صدی میں مجدد شریعت لائے
جوں گے اور ان کے مطابق احیاء و تجدید میں تین بھی درانی ہوگی
ہمارے مجدد اعظم سیدنا استادنا مرشدنا، ابھرت مجدد دھات
حاضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ کے لمحات مقدار بطور مثال جائے
تو دل و سر پا سعادت سے وفات حسرت یات تک ہر لمحہ حدیث نبویہ سے

اس کی شروح و توضیحات کے طاق احرار باحرف نظر آئے علماء بعض
واقعا و معاملات غیر معمولی وجہ سے ایسے نہیں گئے تھیں جن عادات سے
تیسرے کی جاسکتا ہے۔

ولادت شریفہ ماثتہ ماصیۃ مشہورہ مشہورہ میں ہوئی چار سال
کا ہوئے پر عمر کی سیم اندر شروع کرالی جاتی ہے لیکن مجددیت غلطی کی تہ
مکسوف ہے کہ آپ نے چار سال کی عمر میں قرآن کریم ختم فرمایا
پھر چار سال کی عمر میں طہ پر کھیں کودکی ہوتی ہے غیبت کی طرف جھڑک
ہوتا ہے۔ اہل حضرت نے چار سال کی عمر میں تمام علوم و فنون کی تعلیم حاصل کر
لے تاکہ نیت کشی اور والدہ کو علی غیر ذرا سی سے بہکوت نہ دے
مجددیت غلطی کی دوسری شان مثنیٰ مشہورہ میں مسدودا پھر صدہ فرد ہو کر
حسب تصریح نام مکرر سید علی علیہ الرحمۃ و قلائد قس کل عائتہ بعد
بقوم باہر الدین مجددیت کے واسطے سے پہلے ہی مردین کو سکھایا۔
اور نہ اسے مکرر سید علی علیہ الرحمۃ کے مثنیٰ و مشاربہ ہوئے۔

ہندوستان کے انقلابی دور میں مجدد اعظم کا جہاد باقلم

شہداء کے بعد کا دور بڑا سخت انقلابی دور آرمایش دار تھا مشہور
میں جب آپ نے وقت کی سرداریاں سنبھالیں۔ اس وقت ہندوستان کی
سیاست بدست بیبیہ دار تھی ہولی مثنیٰ سلطنت علیہ کا پرانہ نکل ہو چکا تھا
طوائف اسلو کی کا دار و دار تھا اس وقت وہ اور سکھان امریکہ کا مشن سفر

یہاں تھا۔ چونکہ مسلم سلطنت انگریز کے مسعبد کا شکار ہوئی تھی مسلمان ہی کے
وقار و اقتدار کو افشاد میں تبدیل کرنے کی تدبیریں انگریز کے زیر غور تھیں۔ انگریز
جانتے تھے کہ مسلمان کا مذہب ہی سب کچھ ہے اس لئے جس طرح بھی ہمارے
مذہب سے بیگانہ بنا کر یہی ہندوستان پر چیں سے حکومت کی جاسکتی ہے چنانچہ
ایسے لوگوں کو تلاش کیا گیا جو براہِ اتر اور اس مقصد کے لئے موزوں ہوں۔ ہندوستان
کا مسلمان مسلمان بننے سے عقیدہ جمعیۃ مذہب قاسمیہ پر مبنی کے ساتھ
متفق تھا۔ مسلمانوں کے اس اتحاد و ارتباط کو پارہ کرنے کے لئے شاہرہ گریز
کو ایسے لوگوں کی تلاش میں زیادہ وقت نہیں ہوا۔ جو بظہر قطع مسلمان اور
مسلمانوں میں براہِ اتر و براہِ رستہ تھے اور یہی کے دیر آسانی سے مسلمانوں میں
مذہبی تفریق و افشاد کی بنیاد ڈی جاسکتی تھی چنانچہ ایک طرف انجیل و ہولی
نجدی عہدہ عقائد و خیالات کی تبلیغ کے لئے اور دوسری طرف دہریت و پجریٹ کی
تبلیغ کے لئے سرسید احمد خاں مل گئے اور بد مذہبیت و اہمیت۔ دہریت کی
جدا نے ہندوستان کے مذہبی حلقوں کی لٹا کر مکدر کرنا شروع کر دیا۔

کتاب دست پر عمل تو دور کار۔ ایمان کے اصل الاصول۔ محبت و تعظیم
و توقیر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پجریٹ و اہمیت کے قبیح و تبرجہائے ملے گئے۔
اللہ تعالیٰ کی طرف ان کا دل مشتعل کیا گیا۔ ختم نبوت سے انکار ہوا۔ علم غیب
ہودی کو مذہب و شہادتوں ہاتھوں۔ جانوروں جو پانیوں کے برابر قرار دیا گیا۔ یا
رسول اللہ کتنا مشرک۔ ذکر میلاد مبارک کو کھیتا جنم سے تشبیہ دی گئی۔ تہذیب

سرا۔ انکم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک و سعادت اور تصور کو معاذ اللہ اپنے
گھر کے گھر سے اور کاف کے خیال میں غرق ہو جانے سے بدرجہا ترک کیا
و عیادت میں اہل کائنات و نیکر ہات۔ انبیاء اللہ تعالیٰ میں مثل
حدہ لایلیات

مدینت شریف میں مجددِ حق و شاد۔ محمد دینا و دیہار شاد
اس کی شرع کی۔ یہیں اس سے من البدعہ و بدال اہلھا سراج منیر
نے نظری سے تجدید کا سنی بنایا۔ احیاء مالا اندر من من اعلیٰ بالکتاب
والسنت والاہل مقتضاھا تو تجدید کا مطلب اور مقصد ظاہر ہے کہ تجدید کی
وسیع نظر رکھی رہی جو کہ مبدعین و ضامین کی ریشہ وراثتیں۔ دینی مبین کے
کس پہلو کو کر رہی ہیں اور کس دھند و ضلالت کی تدبیر کر رہی ہے۔ اور کتاب
دست کے کن احوال صاحب کا انداز جو رہا ہے۔

ماہیہ مصلو کے مجدد اکرم علیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی عاقبت چرچہ وسیع نظر نے
دیکھا کہ قرین ضیق میں مجددی سے خروج ہوا۔ اور اس کی آہاک جھڑپ مسلمان
کے ایمان پر ڈاکو ٹالنے کے لئے قدم بڑھا رہی ہے۔ سید اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی عکس خان رستہ مکان در سرکار کی محبت جو مین۔ ایمان۔ ایمان کی جان
ہے اس سے مسلمان کو بچے کیا جا رہا ہے اور اس زندقہ و کجی کی تحریک کو
انگریز کی سنسری و وہابی پشت پناہی تقویت پہنچا رہی ہے۔ سیاسی طوائف و ملک
کے ساتھ مذہبی تفرقہ پر داری بڑھتی جا رہی ہے۔ ایمان اور دین کے قرائن مسلمان
کے روپ میں اسلام اللہ مذہب کا نام لے کر دم سید و پجریٹ کی ایمان ساز تحریک

اور ملک مذہب رہبر کو چیل کر سناؤں کے حقیق اسلام ہی کو ختم کرنے پر ہے
پوسے ہیں۔

خسودا پر رونق افروز تاج کاسے مرین علم و فضل و کمال کے
سراج شہر پر نایاں علماء وقت کا شہر الہدایہ لعل و دریاں کا مرجع صغیر
ملق اعظم کا نام احمد مدنی طراز اجل مرثیہ احمد رضا خاں رضاء صدھا احمد
کے لئے کوہ صمدیہ و کھجورچہ کے سے مائتہ مائتہ میں۔ سنان
قلم و شمشیر لسان کے ساتھ سیدان علم میں اعداد میں کوہ کا تاہو انشیں کے آیات
نگار رضا ہے شجر و کھجور برون بار اعداد سے کھجور چٹائیں۔ شکر کوہ
مہر و کھجور و اطل اور ان کے ہر طرف کا سد و ماطن کا قرآن وحدیث و احادیث
مستقل و مستقل سے وہ دریا اور ایسے ایسے کسی کوئی کھجور سے ان کے
پہلے اور اس کے کھجور کے گھروں میں صف و تم کھجور اور خدا و انسانیت
کے دس اسرار و برکتیں و عوام انسانیت کے جان نازہ ہونے جو کھجور و جان
سے منظر و ہر ہے نئے ماہ و دست پر ہونے اور امام عذر سیوطی کے ارشاد۔
و قد کان قبل کل حاشا ایضا من یعلم لادین کے مطابق دین شمس اسلام
و سفیت نکو کری و کید شیاہین سے محفوظ۔

انہی مائتہ حاشیہ شروع نہیں ہوا مگر مجدد کی شان۔ پوری ان ہاں
کے ساتھ دہا ستر تجدید ہیں اور ہاں سو۔ ہیں ہے۔
نگار سخن کی شایانہ کو رضا مسلم
جس سے آگے ہوئے کھجور سے ہیں

کمال علم مجدد اعظم

سراج نیر شرح جامع الصغیر کے ارشاد کے مطابق ان الحمد و انشاء
هو علم الطل بقدر ش اسو لا والا لافق اعطی یعنی مجدد پنی مجددیت
کا دعوی نہیں کرتا بلکہ اس کے ترقی احوال۔ و اس کے علم سے انتفاع پانچ بطن
سے بچا جاتا ہے کہ یہ مجدد وقت ہے۔

تیسری وقت۔ سہا ہی رماں۔ صیوطی دوسراں میں صغیر ہیں
جامع صادق و تقاضا کا شفع علی و قاضی وقت مقول و مقول حامی
فراموشی و مرجع علماء و جامع العلوم۔ قرآن احوال۔ اللہ تعالیٰ بعلہ کماں
سے بتا رہا ہے کہ مستقبل قریب میں تاج مجددیت سے سوز و گداز
الائے سرش زبر کندی کی ثالث مستار و بلندی
دوش چشائی۔ ظاہر کر رہی ہے کہ یہ مجدد مسموی مجدد و ہدگا۔

ہی ۱۲۹۵ء میں جب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو۔ سید اسرار کرام
حضور پروردگار قدس برینا مرشد مرشد حضرت سید آل رسول علیہ السلام کے
شرف نبوت کے ساتھ سد حاکمیت و مجازت علوم و فیر شریعہ و مسائل بقدر
سعدیہ اعجاز سے سرور و فریاد حضرت اقدس سے یہ فتنہ اقب ریحی کھجور
کہ اگر فد مجھ سے سوال کرے گا کہ تو میرے لئے کیا لایا تو میں احمد رضا کو پیش
کوداں گا۔ یہ حضرت قدس کی مجدد اعظم کے لئے پیشین گوئی تھی۔

۱۲۹۵ء میں حرمین میں حاضری کا شرف حاصل ہوا و شافعی مجلس کے

سے س کے کیو کرد تک پہنچا س کے نے اور اس سالت اور کر کے کیا
وہ ظاہر کے سے رہی کاسر وہ وہاں کر رہا ہے گا

۱۔ علم علامہ سبکی سے نص علی کے سے در ادب اور سبکی
تہذیب علی عمومی علامہ سبکی سے نص علی کے سے در ادب اور سبکی
۲۔ وہ پلوس و حد فالو ایٹ سے سرور کی نہیں یک وقت میں یک ہی کلمہ ہو۔
۳۔ سبکی کے کہ ہر علم دل و لطف کے سے ظہور علیہ کئی کلمہ ہوں۔

عظم محمد دا

چودھویں صدی کے ۱۰۰۰ سے علی حضرت محمد و اعظم علیہ الرحمۃ کے علم علی
و کردار و گفتار کے سرقریب سے ظاہر ہو رہا ہے جو نہ کہ یک وقت میں کئی کلمہ بھی
ہو سکتے ہیں یا نہ کہ بھی ہوں۔ مگر چودھویں صدی کا محمد۔ محمد و اعظم ہے
یہ محمد و اعظم بن تمام علوم و فنون کا جامع اور ان تمام باریک سے باوریک مسائل پر
حادی ہے جن کی حاجت اس دور میں اور آئندہ رہے گی۔ حسب ارشاد قرآن کریم
ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَ اللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اور ان
الفضل بيد الله يؤتيه من يشاء و الله ذو الفضل العظيم اور ان
ظہر قریب۔ اس سرکار اعظم رحمۃ علیہین صل اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا ذکر ہے
بشارت ظہر دی گئی۔ و کان فضل الله عليك عظيما۔ اور جس کی شان عظمیٰ
مکان ہے۔

انہی خزانہ چھ دارہ تو تھا واری

عل حضرت محمد و اعظم کے علوم کا حصہ اس فقرہ میں۔ حق
بر ان کے احکام سے رہا ہے۔ کچھ علوم کی درست پیش کرنے کا شرف حاصل
کر لیا جاسے۔ قرآن کریم تفسیر قرآن صوت تفسیر۔ حدیث اصول حدیث
۴۔ رجال جرح و تعدیل۔ فقہ۔ اصول فقہ۔ معقول بشق۔ کلام۔ ادب
سال بیان برانج بوقت صرف توحہ عریض تو ان تصوف سبکی
توحہ (احکام و احکام) علی تاریخ و احکام تیسر۔ ثواب لفظ متروک
مست۔ سید و مقابہ ریاضی۔ ہیئت طریقات۔ قوم طہر۔ وفاق۔ تفسیر
توحہ لفظ ثبات و بیج۔ بعض وہ علوم جن پر آپ کو اقیب دارہ
نہ تھا اور وہ آپ ہی ان علوم کا کر کے سمجھتا تھا۔ در جو صرف انگریزی میں
تھے ان پر خود آپ کو اسی تھا۔

چودھویں صدی کے محمد و اعظم علی حضرت محمد و اعظم کے علوم کا حصہ اس فقرہ میں۔ حق
عز نے علوم کب اور کیسے اور کس سے حاصل کئے۔ جبکہ آپ کے صرف اپنے
والد ماجد۔ علامہ زمانہ فاضل دوران حضرت مولانا مفتی شاہ محمد علی علیہ
علیہ الرحمۃ فالرحمن کے سوا کسی کے سامنے راوی ادب و سبکی اور سبکی
علوم عقلیہ۔ نقلیہ حضرت محمد و اعظم ہی سے حاصل کئے۔ انگریزی کا کس سے
ایک حوت نہ رہا۔ مگر علی حضرت ان تمام علوم کے۔ صرف حاجت بلکہ بعض علوم
کے نفع بھی تھے۔

یہی کہ جا سکتا ہے کہ حدیث شریف میں اتقوا عن فراست المومن
فانہ یبصر بنور الله تعالیٰ فرمایا گیا۔ شان محمدیت عظمیٰ کی ایک بنا ہے

آخر آگے یا اخیر رکھا ہے اور پھر آپ سارے آگے تو محو شدہ میں عرض ہوا ہے
 کہ آگے آگے کسی کے لیے عادت ہوگا اور یہ سیرگام میں آگے سر و مل
 کی بات میں ہے۔ قائد یحییٰ کی بات کی صورت مستقیمہ و
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مبنی ہے۔ وسموہ استعین اللہ
 منہ رب العالمین۔ یہ محمد و آلہ و اہل بیت علیہم السلام

۱۵ جمادی الثانی ۱۲۸۹

4

من جملة ما ذكره وأما فصل المصروف في حق المأمور

آلہی ہو گا۔ پورے گھبرائے ہوئے ہیں کہ حد و شریعت کی بھانت رہے
 رہے نہ خدا کی راہوں سے گرے کہ وہ ایک صفحہ ناقصہ بنی رہ گیا۔

تحریر شدہ پر ایک تاریخی سفر

(۱) فاضلہ محترمہ علیہ السلام مولانا حسن علی صاحب دہلوی مدظلہ العالی

مردہ کی وہ تحریک جس میں ہر کتبہ جس کے مردہ کو ایک جھیل خامد پر رکھا کر سکے اپنے اڑی چوٹی کا درنگا جا رہا تھا۔ این وہ ہب سے چھین پھاڑ کے طیر کس سوا سی فضا کے لئے یہ تحریک دہلی جس کا تسلیم کرنا بھی مسلمان کے لئے رد تھا بلکہ یہ نئے دین کی نیا ڈاڑی حادی تھی جس کے لئے اسلام کی نیلہ طر کو کھینچ کر پاش پاش کیا گیا، پس اور اپنے مذہب کی آن، تو رکھے کیلئے دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قربان کر دیا گیا تھا۔

مذہب کی پولٹنکی کا اندازہ دے دے جو جیسے اسلام کو ٹوکر دیے کے لئے

[illegible]

کائنات سے ہر شے کے وجود و عدم کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ہم اسے جس طرح چاہیں اس طرح کر سکتے ہیں۔

چونکہ وہ دھنم اور احمد رضا صاحب پر چڑھی قدس سرہ سے اپنے فہم کی فلاحی
توجہ سے نہ تو عقل کی جہادوں اور بارگاہ کھنڈ کر رکھ دیا۔ دوسری طرف
اس سبب انکار پر یوں سے بھی وہ صریحاً تجاویز کی مدد کی سبب کشمکش تھوڑی
بڑھنے کے گھاٹ اڑنے لگی۔

سوزنیں بریلی پر
ندوہ تحریک

دو دن پہلے میں کوہدوت میں پھیلنے
کے لئے اور دن کا ہستی بڑا پروگرام بنایا تو بریلی سے
بند کرنے کی سسٹنہ سوچھی کہ اس میں بریلی قدر ہوسو
نے اس کے غلوں مضبوط قدم ٹھہرا تھا کہ کم خاموشی سے ہی یہاں چلے پوجا تے
پورے ہمدوت کی کوہرپ دیتے کا موقع تھا ہوتا۔

حالات نمایاں تھے۔

سردینی تھی صحیح اسلامی تحقیق اور حقائق کے ذریعہ حقیقت کو دیکھ کر
اپنی بات رکھ دینی جیسا کہ کرنا اور کرنا مگر میں میں ڈالنا اور جو اپنی نفس پرستی
جس اسلام میں ہر جہت پر امتیاز و تمیز پیدا کرتا تھا۔

ہندو سے عربوں کا حسن و کرم نہ مجھنا، اعظم امام بریلوی قدس سرہ اس وقت
کہ غلطی تھی کہ اور حقائق و حقائق سے اس کا بعض حصہ امام محمد سے ہی ملنے لگے
اور انہی کو کہتے ہیں۔

والہ فوظ حصہ دوم، امام قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حاضری حرم
کی حکمت
اس بار سرکار حرم محترم میں میری حاضری ہے اپنے دوست
کے جس عہد متعلق طور پر مدعیہ مولیٰ طریقیہ پر جو ان اس کا کچھ
بیان اور ہر جہت پر اس کے حکمت اس پر بیان اگر کھل سکتے ہیں آیا
کہ وہاں پہلے سے آئے ہیں جن میں جلیل احمد بیٹن دو سو بدی اور سنس
اور مذہب دیگر ہیں اور اس میں ہیں۔ حضرت شریف (حاکم کو مقرر کیا گیا) اس کی
پیدا کی ہے۔ اور سند علم طیب چھوڑا ہے۔

اعلم علما، قاضی مکہ
مفتی خفیہ سے سوال
اس کے سنس کچھ سو برس علم میں کہ حضرت مولانا
شیخ صالح کی کتابوں میں حاضری کے حقیقی حقیقی حقیقی
میں پیش ہوا ہے، میں حضرت مولانا کی خدمت
میں گیا حضرت مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی
میں مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی

امام بریلوی قدس سرہ
کی تشریح و تفسیر تقریر
میں سے بعد سلام و مصافحہ علم غیب کی تقریر شروع کی
اور دیکھتے تھے کہ اسے آیا ہے، وہاں وہاں دیکھ دیکھ دیکھ
سے ثابت کیا اور وہی طین جو شہادت کیا کرتے ہیں ان کا
مذہب کیا۔ اس دیکھتے تھے کہ حضرت مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی
میں دیکھتے تھے کہ جب میں نے تقریر کی

امام بریلوی کی
باعث حرم
حضرت مولانا شیخ صالح کی کتاب چھپنے سے پہلے قریب الہادی
رکھیں تھیں وہاں شریف سے گئے اور ایک کا خدا کا لاسے چھپا
مولوی سلاست مولانا صاحبی مولانا صاحبی کے رسالہ علما الذکیا

کے اس قول کے متعلق کہ حضور اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوا الاول وادھو
وانظاہر والباطن وہو کل شئی عدیدہ چند سو برس پہلے درجہ اب کی چار
میں ان تمام اشیاء سے مجھے اکھلا، اور فرمایا میرا خدا کی رحمت تھا، اور مولوی
سلاست اللہ کے کفر کا فتنہ یہاں سے جا چکا۔ میں احمد انی کہا لاؤ اور فرمایا گاہ پر علم
واپس آیا مولانا شیخ صالح کی کتاب اسے مقام قیام کا کوئی تذکرہ کیا تھا
اب وہ خیر کے اس شریف کا چاہتے ہیں اس کا ہنگامہ جسے قیام نامعلوم آخر
خیال دیا کہ حضور و کتب دار میں آیا کرتا ہوا۔ ۲۵۰ ری کچھ سند سند کی تاریخ کا
بعد از عصر میں کتب خانہ کے رہنے پر چڑھ۔ اب وہ کچھ سے ایک آہستہ ہم پہن
دیکھا کہ حضرت مولانا شیخ صالح کی کتاب میں بعد سلام و مصافحہ مولانا صاحبی
جا کر بیٹھے وہاں حضرت مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی مولانا صاحبی
سعید رشید بن سید بھٹے، دوران کے والد ماجد مولانا سید خلیل اللہ مولانا صاحبی

ہیں کہ اس وقت انہیں تشریف لرا ہیں۔

پانچ اہم سوالات حضرت مولانا شیخ صاحب کمال نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس پر علم جیب کے تعلق پانچ مسائل تھے اور ان

سوالوں میں جن کا جواب مولانا نے شرع کی غماز و تقریر فقیر کے بعد چاک فرمادیا، ٹھوسے فرمایا۔ اہم یہ ہے کہ حضرت سید ان کے درپردہ سے پیش کیے ہیں وہ آپ سے جو بہ قصود ہے رسید اور شرع کہ کوئی کہ اس وقت شریعت میں پانچ مام بریلوی کا فوری

جواب کا ارادہ دیکھئے حضرت مولانا شیخ کمال صاحب مولانا سید عین دین مولانا سید عین سب کا ہر نے کثرت فرمائی۔

تفصیلی جواب کی عرض اور فرمایا کہ ہم یہ فوری جواب نہیں دیا چاہتے تھے مگر یہ ہر ہر کہ عینوں کے ساتھ کھڑے ہیں میں نے عرض کی کہ میں نے قدرت سے استقامت چاہی ہے، اگھڑی نہ تھی

ہے میں میں کیا ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا شیخ کمال نے فرمایا کل سے شبہ پر ہوں چار شبہ ہے۔ ۱۔ وہ دوز میں ہو کر چٹنبہ کو کبھی مل جائے کہ میں شریعت کے سامنے پیش کروں، میں نے اپنے رب عزوجل کی حدیث اور پہلی اصل فقہیہ و مسلم کا حالت پر ہر دوسرے کو کہے اور کہا۔

معرکۃ الآراء تصنیف اور شان، اللہ کہ دوسرے ہی دن سے غارتے پھر خود کیا اس حالت میں رسول تصنیف کرتے اور دیکھا کہ اسلام حضرت مولانا ہاشم شاہ تصنیف تبلیغ کرتے کہ شہر کہ معطر میں ہوا کہ وہ جسے فقہ کی طرف

سوالی مزاج کیا ہے اور وہ جواب کہ اسے میں نے اس رسالہ میں غیوب غمہ کی کتب۔ چھپڑی تھی کہ سنائیوں کے سوال میں دفعی اور بخار کی حالت میں کمال تعین

اشنائے تصنیف میں آج ہی کہ میں کہہ رہا ہوں حضرت مولانا شیخ غلط اکبر مولانا شیخ احمد و کبیر و اکا پتہ یا کہ میں سے ملو وہ

شیخ الخطباء کا پیغام ہوں اور تیرہ سال سن چاہتا ہوں میں سے صاحب میں تھے، ان کے گئے تھے کہ صاحب مولانا کی قسم اول ختم ہو چکی تھی جس میں اسے سنگ کا ثروت ہے کہ وہ ام کھن چار تھی جس میں وہ پیر کا دوا اور ان کے سوال کا جواب ہے حضرت شیخ خطباء سے اور آخر میں کہ فرما میں میں ملحق کی بعد ذاتی میں سے عرض کی کہ میں انکا دفعی فرمایا میری خواہش ہے کہ قصود زیادہ جو میں سے قول کیا دھست جوئے کے دانست ہر کہ کہ انکا دفعی حضرت بھوت سے کہ نفس و کمال و آن کبر سال کہ عمر شریف مشر سال سے بخار دفعی ہر وقت فرماتے اما قیل اور چلکہ و نا قیل لعل کہ میں تمہارے قدیم کو ہر دوسروں میں تمہارے جوتوں کو ہر دوسروں یہ میرے صیب صل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت کہ ایسے کار کے قلوب میں اس سے دھست کی یہ دھست۔

میں واپس آیا اور شبہ ہی میں غٹ میں کو بڑھا اب دوسرے چار شبہ کا ہے۔

ابن محدث مغرب کا پیغام شیخ کی لاز پڑھا کہ حرم شریف سے آ رہوں کہ مولانا سید عبدالحی ابن مولانا سید عبدالحی

محدث تک مطرب کر، اس وقت جب ان کی چالیس کتابیں علوم حدیثیہ دینیہ میں
مصر میں چھپ چکی تھیں، ان کا نام ہم یہاں لایا کرتے تھے سے دنا پاتے ہیں۔
میں سے خیال کیا کہ وعدہ سے میں آج ہی کا دن بتا رہا ہوں، اور ابھی ست کچھ کھایا ہے
غذا کر رہا تھا کہ آج کی معافی دیں کل میں وعدہ صبروں کا غور و عدم واپس آ جا کر
میں آج ہی دینے طبعیہ جانا ہوا نہ ہو چکی ہے۔ یعنی قسط کے، وقت سیرت شریف
تھا ہونے میں طبعیہ کر سوار ہوں گا۔ اب میں مجبور ہوا ہوں لہذا شریف اوری
کی اجازت لی۔

ابن محدث مغرب کی سند حدیث طلبی
ابن شریف لائے اور علوم حدیث کی اعادہ میں غیر
سے طلب فرمیں اور کھوائیں اور علی خاں کراچی
ہوتے سے یہاں تک کہ شریف اذان ہونی میں
ذوال ہجرت ہی معاً اور ان جو ہوتی ہے۔ میں اور وہ نماز میں حاضر ہوئے بعد نماز
غلام دیر طبعیہ ہوئے اور میں فرود گاہ پر آیا۔

کتاب کی تکمیل
آج دن کا بڑا حصہ میں بالکل حار گیا اور بخار سا تھا
بقیہ دن میں اور بعد نماز عشاء، نفس میں اور عینا یہ
رسمت چاہی جس اشہ طبعیہ و مسلم نے کتاب کی تکمیل دیکھی سب پوری کرادی۔
والدولة الملكية بالمادة العينية اس کا پہلی نام ہوا وہ پختہ کی صفا
ہی کہ حضرت مولانا شیخ صالح کمال کی خدمت میں پہچادی گئی۔ مولانا نے دن میں
کامل طور پر پڑھ لیا اور غلام کو حکم دیا کہ شریف صاحب کے یہاں لے کر
تشریف لے گئے۔ عشاء تک نماز وہاں شروع وقت پر چوٹاتی ہے اس کے بعد سے

نصف شب تک کہ عربی مکتوبوں میں چھ بیٹے ہیں، شریف علی پاشا کا وہ بار ہوا ہے۔

شریف کے دربار میں حیرت انگیز کتاب کی دھوم

حضرت مولانا نے بارہا یہ کتاب پیش کی اور علی الاطلاق فرمایا: میں شخص سے
وہ علم حاصل کیا، یہی مجدد علم، یہی قدس سرہ (وہ علوم و ہاں کر کیا جس کے بار
چکے تھے، درجہ ہائے خواہاں میں بھی رہا، حضرت شریف نے کتاب پڑھنے کا
حکم دیا۔

دوبارہ کا خوف
انجمن اذہر خلعت
بارہا میں دوبارہ بھی بیٹھے تھے ایک امر قلیہ کلمات
دوسرے عبد الرحمن سکویا، مولانا نے مقدمہ کرنا کہ
بارہا میں سن کر سمجھا کہ یہ کتاب ہرگز بدل سے گی۔

شریف کی ذاتی طلب میں سلاہ پر شکست جو جتنے کا ہوا چاکر سنے، میں کہتے ہیں
ابھار دیتا کہ میں کتاب پر کچھ اعتراض کیا۔ حضرت مولانا شیخ صالح کمال نے
جواب دیا: گئے بڑے، اچھوں سے پھر ایک اہل دینہ میں، حضرت مولانا
سب جواب دے اور فرمایا: کتاب میں بیٹھے پوری کتاب سننے سے پہلے اعتراض نہ کرنا
ہے۔ لیکن یہ کہ آپ کے شکوک کا جو یہ کتاب ہی میں آئے وہ ہر نویں جو یہ کا
دوسرا جواب درج ہے، جو مکتوب تصنیف موجود ہے۔ یہ لڑا کر گئے پڑھنا شروع کیا۔
کہ اور پہچانتے تھے، غرض انجمن مقصود تھا پھر اعتراض نہ کرنا، حضرت مولانا
حدیث شریف سے کیا کہ یا سیدنا حضرت کا حکم ہے کہ میں کتاب پڑھ کر مساوات
یہاں بکا بجا بیٹھے ہیں حکم ہوتا ہے کہ اعتراض کا جواب دے، حکم ہوتا ہے

سناٹا۔ شرعیہ سنیوں نے کہا کہ آپ پڑھے اب ان کی اس کو کون آکر سکھاتا ہے؟

کتاب کے مضامین سے شریف مکہ کا تاثر

مولانا کتاب سنتے رہے اس کے کتابہ ہندو و اسکیمہ از امام بریلوی
قدس سرہ، دلائل قاطعہ میں کرکوں شریف نے آؤ مجھ لڑیا۔ اللہ اعطی
وہولاء یحفظون میں شد تعلق کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو عرس
عطا فرما ہے درۂ ۱۰ بیہ سنا کرے ہیں یہاں تک کہ نصف شب تک کتاب
سنائی۔ اب دربار برخاستہ جسے کا وقت آگیا۔ شریف صاحب نے حضرت مولانا
سے فرمایا یہاں مثنوی رکھ دو۔ کتاب صل میں نے کہا بالا خانہ پر روم کے لئے شریف
دے گئے۔ اور کتاب آج تک نہیں کے پاس ہے۔

ساکنان حرم علماء و عوام میں کتاب و رانام بریلوی قدس سرہ

کا عام چرچا۔ مسرت و شادمانی کا لہر

اصل کتاب سے متعدد نقیصہ کی معطلہ کے علاوہ کرامت میں اور تمام کہ معطلہ
میں کتاب کا ٹھہرا ہوا، ایسی ہی اس چوتھی بقصد تمام سب و سب ٹھہرے ہوئے
مکمل کو چھریں کہ معطلہ کے ٹھہرے ان سے شہر کرتے کہ اب کچھ میں کہتے۔۔۔ اب وہ
جو شکیا کہ ہے۔۔۔ اب وہ جیسے جیسے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے علم غیب

اے مالوں کو لڑکھانے لگا کر مری۔۔۔ تھا نا غر و شرک تھیں پریشا۔

دلایہ کہتے ہیں کہ اس شخص نے کتاب میں منقول تقریریں جھگڑا شریف پر جادہ کر دیار۔
مولیٰ مراد، صاحب اکرم، صاحب استیعادی علیہ وسلم کا کرم کہ علماء کرام نے
احرم دھائی کتاب پر تقریریں کھنی شروع کیا ہیں۔ دلایہ کہ اس جلتا، اور میں دھانی
آخرا اس فکر میں ہوئے کہ کسی طرح یہ کر کے تقریبات تلف کر دی جائیں۔ (بعض
عقباتی صفحہ ۲۰ ہیں۔)

چہیت

جب اچیر کا یہ کرکھی نہ چلا۔ اور مولانا شریف کے یہاں سے بحمدہ تعالیٰ ان کا
مذکورہ چور ایک ناخاندہ و جاہل کرناٹھ اکھڑا ملا تا اسے کس طرح اپنے موافق
سمجھا۔ اور کرناٹھ پاشا اس زانا میں گور کر کر منظور تھے آدمی ناخودہ مگر دیندار
ہر روز ہندو معصروں کے خیال کیا کہ شریف آدمی علم تھے کتاب سن کر متفق ہو گئے۔
یہ سب پڑھا تو آدمی ہمارے بڑے کسے سے بھڑک جائے گا۔ ایک روز
یہ لوگوں سے فارغ ہوئے یہ کرناٹھ اکھڑا ملا تا اسے کس طرح اپنے موافق

[illegible]

۱۹۶۱ء: پختونخوا اور اس کے اہم رہنماؤں کے ساتھ ملاقات :-

سولی تعالٰیٰ کی شان کہ یہ دانتی ہستہ جو اس نے مجبوراً کسی اس پر ٹس پڑی۔

ایشان نے کس منصب، ایک جہت، میں کی گراں پر جہاں، دور کی۔

"يا حبيبت بن احدث يا كلب ابن الكلب اذ كان هولاء

معك فهو يفتننا إله يصيح :

(اسے غلیث بن علیؓ سے کلب ابن کلب حبیبہ (دعا پر عمل کر کے اس دعا سے)

پڑپڑی اسکے ساتھ ہیں تو وہ حریف ٹٹے گا: اصلاح کرے گا،

شیخ العلماء و احرام | حضرت مولانا شیخ عبدالحق کمالی کو، شہید تھانوی قاتل عابد

خط درخت بر حصص و کمال که میرسد و دوک که منظر

میں ان کے پاسے گا دسرا م۔ تھا اس غیر حقیقی سیدنا

ام، بیوی کا مسرہ، کے ساتھ غایت غرا، بلکہ وہاں کا بتاؤ رکھتے۔

دور رسکے ساتھ مجھ سے جرات وار کلام بچنے میں نہ آئی رو رو۔

جب پھر فرمایا کہ :-

سائل اور تین پیرسری ان کے ساتھ مجاہدہ جرنل اور اس میں

سواہ راست علی کے گھر ہوتا جس میں قاضی کو سفر پہ

نے مسدود کے ایک بھلے دیوانے فراتے ہیں

یوں کرتا کہ جسے عیسیٰ کے مطلق ہوتا بشرطی و خوشی کا اثر چھوڑ دیا۔

ان دونوں میں جہول کے کمرے کے سبب ان سے کہا کہ یہ مختلف سیٹھوں کو اپنا گھر بنا کر رہتا

بہارِ نبویؐ کے بارے میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا سوال یہ ہے کہ کیا یہ ایک نیا دین ہے؟

مَجْدِ مَائَةِ حَاضِرَةِ مُوَيْدِ مِلَّةِ طَاهِرَةِ

امام احمد رضا

فَصِلْ بِرَبِّكَ قَدْ سَمِعْتَ

(۱) در حقیقت مشرق حضرت علامه مولانا اشفاق احمد نظامی مدظلہ العالی صاحب "مذہب" (۱)

قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الله يبعث

على رأس كل مائة سنة من يجدد لها، هو دينها.

در این کتاب که در شرح کتب است

(۱) مسودہ کا مناسبت کا زمانہ گرامی ہے کہ پھر دیگر عام ہر صدی کے آخر میں

ایک رہائش گاہ بھی تیار ہے جو درہ ستون کو زود آگاتا، وہ فوج کو تھکادی مہری، تھا

کوئی دوا ہے۔ ہر مرضی تہہ بہ تہہ چاہے دین کی کٹھن رہے اسے گزرے ہیں

ضرر کا مشاہدہ ہوتا ہے اور کبھی کبھی یہ قید و بند کی کٹھنائوں سے بھی اسے مددگار

بڑا پیٹا ہے۔ چونکہ وہ کوئی سیاسی قیدی نہیں تو حالات کے تیر سے مرعوب ہو کر

فکر حق کو واپس لے لے سکے تھوڑے سا بار علاقہ میں خود اس کے قدموں پر چھکتا ہے

اور حق کا پرستار ہے، خوفِ مومنہ کی نصیحت اور کشادہ دلی کو پیش کرنے میں

حیاتِ بیگمے کا مرتبہ ہے۔ حیرت و عجب۔ قوت اپنے بھی اس کی حفاظت ہے۔

مکرمہ جوتے ہیں مگر نہ بچھنے، س کے عزم و استقلال کا طہ و دھواقت کی کرشمہ بازی

کہ قرعہ غضب کے بارے میں مگر برتنے سے پہلے قطع صاف نظر آتا ہے نہیں معلوم
ایسے کتنے طوفان اٹھتے ہیں مگر اس کی جہنم استقلال پر ہی نہیں آتا۔ یہاں تک وہ
اپنی مختصر زندگی میں ایسے کاروائے لایاں انجام دیتا ہے جس کے باعث دنیا
اُسے تقدیر کے نام سے یاد کرتی ہے۔

(۲) ایک سلف الہیہ ہے کہ آفتاب نبوت کے پردہ فرشتے کے بعد کسی قرن
اور صدی کے قدس نفوس بہتوں سے خالی دکھائی دے گا۔ سلف اسلامیہ کی صحیح تائیدگی
اور رہنمائی کے لئے ہر تیرہ سال ایک لکھائیں کوئی نہ کوئی آفتاب ہدایت طلوع ضرور
آتا رہا اور وقت کی بھگوتی ہوئی لکھا کو سازگار بنانے میں یاریوں کہہ لیجئے کہ نظام شریعت
کے ساتھ ہی میں ڈھال دینے کی اچھک کہ شش کر بارہ اس سلسلے کی سب سے
پہلی کڑی حضرت عرابین عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ گرامی ہے اور مجددین کی انوکھا
کلاں میں جس کو نامزد کیا جاسکتا ہے وہ تاجدار اہلسلف مجددانہ حاضر و اعلیٰ حضرت
مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ہے۔
حضرت عرابین عبدالعزیز اور اعلیٰ حضرت کی درمیانی صدیوں میں امام شافعی
امام ظہر الدین رازی، امام غزالی، ابو بکر باقر قلاتی، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے مجدد
الافت تائی جیسے بلند پایہ حضرات اپنے اپنے وقت میں احیائے دین فرماتے رہے۔ اور
قریب قریب ہر ایک کی تاریخ میں یہ قدر مشترک نظر آئے گا کہ آسمان ہدایت کے ان گچے
بوسہ ستاروں پر طیار ڈالنے کی کوشش کی گئی مگر الحق بجلو ولا یقبل، حق خود
بلند ہوتا ہے۔ دیکھو کہ بلند کرنے سے عظمت و اہمیت کی چٹان پر نہیں پہنچتا اور نہ تو
لکھا باطل کی ہوا بخیر سے اس کی صدا قہقہہ پر پردہ پڑتا ہے۔ دنیا کی فزونی و طاغوتی

طاغوتوں نے ان کا مقابلہ کیا، آخر غرض ایک صبح ایسی نمودار ہوئی جس کی روشنی پر ان کی
کاربرد نہ چکا اللہ ان کے کاروائے لایاں کے ساتھ غیروں کی بھی گردنیں جھک گئیں
پتا نہ تاجدار اہلسلف کے متعلق آج بھی مخالفہ کے باوجود اکابر علما نے وہ بند
ہٹکنے پر مجبور ہیں کہ جو کچھ بھی بر ۱۲۷۰ ہجری رضا خاں صاحب قلم کے بادشاہ تھے جس
سلسلہ قلم اٹھا یا اس کا کوئی گزشتہ بھی نقشہ نہ چھوڑا۔

(۳) قلم کی پختہ کاری کا اعتراف ہی اعلیٰ حضرت کی شان تہذیب پر روشن دلیل
ہے۔ چونکہ امام اہلسنت کا مجدد و احسن صورت با اارت و ریاست یا کثرت تلامذہ و
عظمت ارادت کی وسعت، طرہیکہ اس قسم کے دوسرے علماء رضاہ پر نہیں بلکہ
کشور علم کا تاجدار جس وقت سیف قلم لے کر روزگار حق و باطل میں اترتا ہے اپنے
قوائے غیروں نے بھی گھٹے ٹیک دینے اور تجدید نام ہی ہے انسان کی اس صفت بلکہ
کا جس کی نوع سے وقت کی ٹری سے ٹری طاقت پر قابو یافتہ ہو کر حق و باطل کے
درمیان خط امتیاز کھینچتا ہے۔ یہی وہ جوہر ہے جو اعلیٰ حضرت کی تصنیف و تالیف
تقریر و تحریر میں نمایاں تیشیت سے اجاگر ہے اور اس جوہر کا عیب سے ہر اس شخص کی دامن
نہیں بھر رہا ہو سکتا جس نے اس خطامیہ کی کتب سدا و لہر حوت و حرکت لکھیں
کی ہو۔ یہ خدا کی ایک بخشی ہوئی طاقت ہے جو احیاء سنت کی خاطر کسی برگزیدہ بندے کو
دی جاتی ہے (ذات فضل اللہ و تہ من علیہ آلاء اللہ کا ایک نفس ہے وہ جسے
چاہتا ہے حق فرماتا ہے، انھیں برگزیدہ شخصیتوں میں فاضل بریلوی کا بھی نام نامی ہے۔

(۳) اسکھڑے دینی کی سبب لٹھا کفر و شرک کی گفتگو رکھنا بخیریت و امانیت کی مطلق اعلان مارکیٹ جس میں شرک و بدعت کے سیر عامی کے سیر کھا جانا کی جگہ سے ملے ہے۔ بات بات پر شرک و بدعت کے فتنے دیئے جانے استمداد و نایبیلاد و قیام ختم نبوت و علم طبیب جیسے قطعی الدلائل مسائل پر بدعتیں ہیں و قتال کے دروازے کھل گئے تھے بلکہ اخبار و پریس کی طاقت و نیز حکومت و قوت کے ایاد و اختلاک پہنچنے کے سلسلہ میں کہ جتنی و شرک کہا جاتا تھا اور یہ نثار کے کیوں دیئے جاتے "سیاں بچنے کو الال اب ڈکا ہے کا" انگریزوں سے ساز باز تھا۔ علمائے اہل سنت اپنی پوری طاقت سے انگریزی سامراج کو ٹھٹھا چاہتے تھے۔ چنانچہ مجاہد جلیل حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی انگریزوں کے خلاف جہاد کا فرائضی صادر فرما چکے تھے جس کی ادا میں ہیں وہ اپنے خود کی مصیبتیں بھینٹی پڑیں۔ اور بعد سے حق پرست مسلمانوں کو بھالسی کے تکرار دیا گیا۔ علمائے اہل سنت کا شیرازہ منتشر تھا ایک جہتی ختم ہو چکی تھی تخلیق فکر و فکر و فکر ہو گئی تھی۔ ایک دوسرے کے حالات سے بے خبر و آشنا تھے اور ملک کی دوسری لخت انگیز جماعت انگریزوں کے ہاتھ کٹے تیل بن چکی تھی۔ بھائی گشت کی نوازشات سے دامن بھر رہا تھا۔ موقع غنیمت جان کر عقائد کا حال بچھا و شروع کر دیا۔ اب ان کے پاس دارالعلوم تھا اور جمعیت کا جتھا بھی تھا، فضل کتب صنعت بن چکے تھے۔ ہر کتاب پر ہنگامہ تھا۔ ہر عبارت پر مکالمہ ہادی کا بازار گرم تھا، غفلت و غما کی ایک گندہ تو وہیں آمیز عبارت پر بسط النہایں و ترویج البیان، مکاتلہ الصدور جیسے نہیں معلوم کتنے دسائے و فطرت کوچ و بازار میں آچکے تھے کسی طرح عوام کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا اس لئے نئے نئے شکوہ کھلائے اندیشی ملی چلبوری پھر دیا

مصلحت وقت کا عین تقاضا تھا۔ کبھی علم غیب، کبھی علم نبوت پر کبھی شان نبوت کی تنقیص ہے تو کبھی غفلت و لاپرواہی کی توبہ۔

(۵) غرض کہ زمین ہندو ماتم گسار تھی اچوتھ کن زور کر تھا۔ قدسی صفات فرشتے رحمت باری کے منتظر تھے۔ اہل سنت کا کلیجہ زخموں سے چرہ تھا۔ جن پرستوں کی آنکھ سادہ بھادوں کی بھڑکی تھی۔ عقیدہ مندوں کا سینہ ناواں کٹاں تھا۔ رسول پاک کے نقلی مائی بنے آپ تھے۔ حرم نبوی پر جان دینے والے گواہ رہے تھے۔ غلط ولایت پر مٹنے والے مسک رہے تھے۔ اس طرف افشای رسول اللہ کے نصیب تھے۔ باخوف اللہ کی حدائیں تھیں اور دوسری طرف انگریزوں کا گدہ تھیں۔ چلو کر تیوکان کی شن باری تھی۔ — مقابلہ آسان نہ تھا۔ بھدیت کے علاوہ سفید چرٹ واز سے بھی مقابلہ تھا جن کا دل تہہ کی کا کھ سے زیادہ سیاہ اور سنگردوں سے زیادہ سخت تھا۔

(۶) اگر رد مومن کی آہ دنگ لا کر رہی۔ اہل سنت کے آنسو رحم و کرم کی ہر سلاخ ہار بارش بن کر رہے۔ یہاں تک سر زمین بریلی کا مقدمہ مانع فریاست بھی بلند ہوا۔ شب و بیکر کے پستے چمک ہوئے۔ پرمیشی انگریزوں کو ہوا کر ن ضیا پاش ہوئی، آسمان ہاریت ہر ایک مشاہد چمکا۔ بزم غم میں ایک مدشن چراغ منور ہوا، چہستان مجددیت میں ایک شاہاب بھول کھلا جس نے عرب و عجم کو چمکا یا اور جواب و شمال کو اپنی عطر بزیروں سے مکاریا۔ آیا کون آیا؟ وہ وہی جس پر دنیا نے سلیت و تحیدت کے بار چڑھائی ہے۔ ان کا کیا؟ اچھینہ سلیت کا انصاف بن کر آیا، جو قلم کا بادشاہ اور زبان کا دھن بن کر آیا۔

جس کو ہماری زبان میں تاجدار اہل سنت محمد و بنی و علی حضرت
عبدالمصطفیٰ سرکارناشاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے
یاد کیا جاتا ہے، جن کا نام کراچ بھی ذرا ہے اور قیامت کی صبح تک ان کی عظمت و
ظہور کی پرکاشانی ہوتی رہے گی۔

(۱۰) دیکھئے اعلیٰ حضرت کی زندگی پر یکم علم و علّی۔ ملائک عرب و عجم نے
خروج عقیدت پیش کیا، جس کی ادنیٰ فہمیت و سامان الحرجی ہے جس میں ملائک
عرب نے اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ کی نہ صرف تصدیق فرمائی بلکہ آپ کے علمی فضل
و کمال کا اعتراف کرتے ہوئے تقریبات کا حق بھی مثال فرمایا۔ لیکن آج ہمیں
اس مسئلہ پر توجہ کرنی ہے کہ وہ کون سے شخصی عقل و اسباب ہیں جس کی بنا پر
واماہلسنت کو جہد و مانع پر مجبور ہے۔

اس سوچ پر مجھے اپنی بے انگلی کا ہوا پر احساس ہے کہ میں ایسی مشکوٰۃ
زمین پر قدم رکھ رہا ہوں جس کا میں تقاضا طور پر اہل نہیں۔ محترم مفتی عظیم صاحب
نعمانی پرنسپل دارالعلوم امجدیہ کراچی کا رسد بیگم جس وقت مجھے موصول ہوا
کتاب کے مسروقہ حیات اعلیٰ حضرت پر نظر پڑی تو فوراً شوق میں اور ان گردانی
کرتے تھے۔ مگر اپنی حواصن نصیبی کہ جس عنوان کا مستند علمی تھا وہ مجھے دل سے مینا حضرت
کی شان تجدید۔ بیسب خیال میں جلد اول کا سب سے اہم اور ضروری باب ہی تھا
کہ اعلیٰ حضرت کی مجددیت پر سیر حاصل گفتگو کی جاتی اس کے بعد زندگی کے
دوسرے گوشوں پر روشنی ڈالی جاتی۔ جو ممکن ہے بعد کے دوسرے نسخوں میں حضرت
کے اعلیٰ درجہ تاجدار محمد ظفر الدین صاحب قبلہ پرنسپل جامعہ طیفیہ کھیرا نے اس شخص

مسئلہ پر گفتگو فرمائی ہو۔ لیکن اگر ایسا نہ ہو سکا تو کتبہ کراچی کو چاہیے کہ وہ صرف سے
اس عنوان پر ایک علمی و تحقیقی مقالے کے اور سری یا تیسری جلد میں شامل کر دے
اور دوسری جگہ میں "حیات اعلیٰ حضرت" ایک عالم و فاضل کی تاریخ کو کسی جانے کی
مگر وہ کسی مجدد کی تاریخ زمین سے لے گی۔ ضرورت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی شان تجدید
پر محققانہ گفتگو کی جائے۔ یہ تنقید و تبصرہ نہیں بلکہ اپنی رائے ناقص کا اظہار ہے۔

مگر قول افتد رہے عز و شرف

(۱۱) اعلیٰ حضرت کے جہد زندگی پر مختلف آگاہی نے اپنے اپنے انداز سے گفتگو
کی ہے لیکن وہ کیا نہ تھے۔ میری نگاہ میں اعلیٰ حضرت چشتان علم و ادب کے لیے
شاہاد و بے مثل مجدد ہیں جس کی وجہ سے انھیں کج محاسن اور جامع کمالیات
کہا جاسکتا ہے۔ پھر عالم، جید فاضل، مفتی و دراز، مناظر اعظم فقہ زماں، ماہر
لفکات، جامع عقل و نقل، آفتاب شریعت، اجتناب طریقت غرض کہ ہر
گرامر سے لے کر ادب، معانی و بیان و بدیع، نقد، تفسیر و حدیث منطق و فلسفہ علم و عرف
تک سیر نیابت دریا صی سب پر یکساں نگاہ تھی اور ہر ایک میں ایسی رنگ و کار و حاصل
تھی کہ کوئی ہم عصر اس باب میں آپ کا ہم پڑ نہیں لیکن ان تمام محاسن کے ساتھ ایک
اور بھی ایسی وہی و جدائی طاقت قدرت کی طرف سے و نہایت علمی جو اعلیٰ حضرت
اور آپ کے دوسرے ہم عصر علماء کے درمیان خطا فاصل کھینچتی ہے وہ ہے آپ کا
مجہد و کامل ہونا۔

(۱۲) ایک مجدد کی تاریخ کو چاہیے وہ یہ کہنے کے لیے ضروری ہے کہ اگر وہ مش

اول پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔ تاہم حیکم اس کے صحیح ماحول کا اندازہ نہ کر سکے۔ بلکہ
نیک اس کے کاروبار پر کھینچ کر بیٹا کر دیا۔

اعلیٰ حضرت کی زندگی کا خلاصہ یا پختہ احاطہ حق نہ ابطال ہے۔ زندگی سے
مراد آپ کی تصنیف و تالیف و تقریر و تحریر اور وہ روایات جو آپ کے بعد و بعد میں
پہنچی ہیں۔ چنانچہ ایک مذہب کا تعلق ہے اس خصوص میں اعلیٰ حضرت کے تعلق میں
میں علامہ فضل حق خیر آبادی و مولانا فضل رسول بدایونی کا بھی نام لیا جاسکتا ہے
لیکن علامہ فضل حق کی تاریخ پران کا مہاجد ذکر و ارجاع غالب ہے کہ زندگی کے دوسرے
نقش کا نگاہ اول جائزہ نہیں لے سکتی اور مولانا فضل رسول بدایونی کی زندگی پر غور
و کشف و کرامات کی ایسی حسین غلات چھٹی ہے کہ زندگی کے دوسرے نقش و خور
اس میں گم ہو جاتے ہیں۔ علامہ فضل حق خواص کی نگاہ میں ایمان منقول کے فکیر
ہے جاتے ہیں اور تاریخ کا بین طبقہ کی نظر میں آزاد خی ہند کے مہاجد اول تصور کے
جاتے ہیں۔ مولانا فضل رسول بدایونی اعلیٰ کے طبقہ میں جید عالم اور عقیدت مند
کے ہر سٹ میں ارشد کامل کی جگہ ہوتے ہیں لیکن امام ابی سید مولانا احمد رضا خان
عالم شریف، اشعاع طریقت، تسلیم معلم راعی، و عالم و حاکم و محکم، ایک پر فیصلہ پوسل
سے لے کر تاجروں و مزدوروں کی نگاہ میں مجدد کامل کہے جاتے ہیں۔